اپنی تلاش

قاسم علی شاہ

اپنی تلاش

خودشناسی کے موضوع پر

قاسم علی شاہ

کے متفرق لیکچرز سے انتخاب

قاسم علی شاہ - ایک تعارف

قاسم علی شاہ بنیادی طور پر ایک استاد ہیں۔ آپ 1998ء سے شعبہ تدریس سے وابستہ ہیں۔ آپ نے 2001ء میں قاسم علی شاہ اکیڈمی قائم نے نام سے اپنا پہلا تعلیمی ادارہ قائم کیا جو لاہور جیسے تعلیم الفروغ شہر میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔ قاسم علی شاہ اکیڈمی کی خاص شہرت یہاں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ وطالبات کی تعلیم کے ساتھ ان کی اخلاقی تربیت اور تعمیر شخصیت پر بہ طور خاص توجہ ہے۔ آپ وزیٹنگ پروفیسر کے طور پر تدریسی شعبے میں اپنی خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔

شاہ صاحب کا اگلا پڑاؤ ٹریننگ اور تربیت ہے، کیونکہ ان کا فلسفہ ہے کہ تعلیم کا اصل مقصد تربیت ہے اور تربیت کے بغیر تعلیم اپنا اثر قائم نہیں رکھ سکتی۔ چنانچہ کئی برس سے وہ اپنے آپ کو نئی نسل کی ٹریننگ اور موٹیویشن کیلئے وقف کر چکے ہیں۔ اس ضمن میں آپ ملازمین کی موٹیویشن، کسٹمر سروس مینجمنٹ و کسٹمرز سے تعلقات، ذہنی دباؤ اور غصے پر قابو، ٹائم مینجمنٹ، لیڈرشپ، اخلاقی اقدار، اہداف کو حاصل کرنے کی مہارت، تنظیم سازی، منتظمین کی صلاحیتوں کا نکھار، کارکردگی میں اضافہ، فنی مہارتیں، شخصیت کی تعمیر، کردار سازی، آپسی تنازعات کا حل جیسے انتہائی اہم موضوعات پر لیکچرز، ورکشاپس، سیمینارز اور سمپوزیم کا باقاعدہ انعقاد کرتے ہیں۔

ملک کے نمایاں تعلیمی ادارے (اسکول، کالج اور یونیورسٹی) جو قاسم علی شاہ صاحب سے استفادہ کر چکے ہیں، ان کے نام یہ ہیں: گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور، سپیریر یونیورسٹی لاہور، پنجاب یونیورسٹی لاہور، یونیورسٹی آف سرگودھا، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور، لاہور اسکول آف مینجمنٹ، کامسیٹ انسٹیٹیوٹ آف انفارمیشن ٹیکنالوجی لاہور، فارمن کرسچن کالج لاہور، نیشنل ٹیکسٹائل یونیورسٹی فیصل آباد، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور، یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب لاہور، پروجیکٹ مینجمنٹ انسٹیٹیوٹ لاہور، اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور، یونیورسٹی آف ایگریکلچرل فیصل آباد، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی خضدار بلوچستان، رچنا کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی گوجرانوالہ، بیٹا اسکول سسٹم لاہور، فاؤنڈیشن یونیورسٹی راولپنڈی، لاہور کالج فار وومن یونیورسٹی لاہور، الہدیٰ اسکول لاہور، حسن اسکالرز نارووال، ڈی ایم جی اسکول آف لیڈرشپ کراچی، پیس ہومز اسکول سسٹم فیصل آباد، یونیورسٹی آف گجرات، زمیندارہ کالج گجرات، سپیریئر کالج مریدوالا، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا۔ یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

سرکاری اور کارپوریٹ اداروں میں آپ کی ٹریننگ کو وقت کی اہم ترین ضرورت سمجھا جاتا ہے۔ قاسم علی شاہ اب تک درج ذیل اداروں سے وابستہ اسٹاف کو ٹریننگ کرا چکے ہیں: اسکول آف انفنٹری اینڈ ٹیکٹکس کوئٹہ، ڈائریکٹوریٹ اسٹاف ڈیویلپمنٹ لاہور، مینجمنٹ پروفیشنل ڈیویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ لاہور، ڈی جی ٹی آر نیشنل ہائی وے اینڈ موٹروے ٹریننگ کالج، پولیس ٹریننگ کالج چوہنگ، پنجاب جوڈیشل اکیڈمی لاہور، آرٹلری مرکز اٹک، سہالہ پولیس ٹریننگ کالج، نیوٹا لاہور، سی ایم ایچ پاکستان، لنڈبیک، ایف ایم فوڈز، اٹلس ہنڈا، کارلٹ، ایکوپمنٹ لمیٹڈ، سمنز (SIMENS)، بن گروپ، نیٹ سول، برائٹو پینٹس، گرین گرو، پاکستان کروپ پروٹیکشن ایسوسی ایشن، الادین گروپ، سرل فارما کمپنی، کونفر سلوشنز، ٹائل سلیکٹ، ہملٹن فارما، پیپسی کولا انٹرنیشنل، پپی لانگ پینٹس، بحریہ انکلیو، ایڈی ڈاس، نووارٹس فارما، یو ایس اپیرل اینڈ ٹیکسٹائل، نیوکیم، دارالامان، دارالشفقت، اخوت فاؤنڈیشن، کریسنٹ لائن کلب، روٹری کلب، ریڈ فاؤنڈیشن بھمبر آزاد کشمیر۔

اپنی مہارت اور تجربے کے باعث آپ عصر حاضر کے مقبول ترین ٹرینرز ہیں۔ ملک کے مرکزی شہروں کے علاوہ دور دراز علاقوں سے پاکستانی جوق در جوق شاہ صاحب کے تربیتی پروگراموں میں بھرپور شرکت کرتے ہیں۔ بیش بہا عوامی دلچسپی کے باعث شرکا کو بعض اوقات ایڈوانس بکنگ کیلئے طویل انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اندرون ملک کے ساتھ ساتھ بیرون ملک بھی آپ کے پروگراموں کی طلب روز بہ روز بڑھ رہی ہے۔ حال ہی میں لندن سے کامیاب ٹریننگ سیشنز کر کے لوٹے ہیں۔

ورکشاپس کے علاوہ ایف ایم ریڈیوز اور قومی سطح کے ٹی وی چینلز سے بھی اپنے لائیو پروگراموں کے ذریعے تشنگان علم کی پیاس بجھا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ سوشل میڈیا پر آپ اس وقت پاکستان کے سب سے زیادہ سرچ ہونے والے موٹیویشنل اسپیکر ہیں جہاں روزانہ کی بنیاد پر دنیا بھر سے لاکھوں لوگ آپ کے آڈیو، ویڈیو لیکچرز اور ٹاک شوز سے مستفید ہو رہے ہیں۔ اب تک آپ کو پی ٹی وی، سما ٹی وی، بول ٹی وی، جیو نیوز، سٹی 42، ایکسپریس نیوز، وقت نیوز، 7 نیوز، سائی ٹی وی، پیغام ٹی وی، ہوپ ٹی وی اور FM 100، FM 98.6، FM 95، FM 101 پر بطور مہمان بلایا جا چکا ہے۔ یہ سلسلہ جاری ہے۔

قاسم علی شاہ صاحب کی زیر سرپرستی 2017ء میں قاسم علی شاہ فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں آیا۔ اس فاؤنڈیشن کے ذریعے زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے کامیاب اور نامور پروفیشنلز ایک منفرد تعلیمی تکنیک کے تحت اپنے تجربات اور مہارتیں نوجوان نسل کو منتقل کر سکیں گے۔

”اونچی اڑان“ آپ کی پانچویں کتاب ہے۔ اس سے قبل قاسم علی شاہ کے درجنوں مضامین اور تحریروں کے ساتھ ساتھ آپ کی پانچ کتابیں شائع ہو چکی ہیں:-

کامیابی کا پیغام، ذرا نم ہو ۔۔۔، آپ کا بچہ کامیاب ہو سکتا ہے، بڑی منزل کا مسافر، اونچی اڑان۔

دو نئی کتابیں ”اپنی تلاش“ اور ”سوچ کا ہمالیہ“ زیر اشاعت ہیں۔

قاسم علی شاہ صاحب کے بارے میں مزید معلومات اور تازہ سرگرمیوں سے واقف رہنے کیلئے درج ذیل لنکس کو سبسکرائب کیجیے:

www.facebook.com/Qasim.Ali.Shah www.QasimAliShah.com Cell: 0321-6531424

اپنی تلاش

''میں کون ہوں؟''

دنیا کی تاریخ میں یہ سوال ہمیشہ سنجیدہ شخص کو ملا ہے۔ آج تک اللہ تعالیٰ نے یہ سوال غیر سنجیدہ شخص کو دیا ہی نہیں ہے۔ کیا میں نے صرف والدین کے کہہ دینے پر داخلہ لیا ہے؟ کیا صرف میرا میرٹ لسٹ میں نام آ گیا ہے، اس لیے داخل ہوا ہوں؟ آپ دیکھیں کہ آپ کو خدا نے کس کام کیلئے پیدا کیا ہے۔ حضرت واصف علی واصفؒ کے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے سوال کیا کہ سر، کیسے پتا لگتا ہے اپنے آپ کا؟ انہوں نے جواب دیا کہ چند دن بعد یہ سوال کرنا۔ ہفتے بعد آپؒ نے اس سے پوچھا کہ تمہارا سوال کیا تھا؟ اس نے کہا، میں سوال بھول چکا ہوں۔ آپؒ نے فرمایا کہ جس سوال کو تم ایک ہفتے بھی اپنے پاس سنبھال کے نہیں رکھ سکے، قدرت تمہیں اس کا جواب نہیں دے گی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر ایک خوبی، ایک صلاحیت بلا کی رکھی ہے۔ آپ نے کبھی اس کو دیکھا ہی نہیں۔ ممکن ہے، کوئی بہت اچھا استاد ہو، کوئی بہت اچھا محقق ہو، ممکن ہے کوئی بہت بڑا کاروباری آدمی ہو۔

اخلاقیات آپ میں آ جائیں گی، لیکن آپ یہ ضرور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کون سی خاص صلاحیت سے نوازا ہے۔ یہ کوئی بری بات نہیں ہے کہ آپ ڈگری لینے کے بعد اپنی لائن تبدیل کر لیں۔ لیکن جس کام کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے، کہیں وہ کام رہ نہ جائے۔ اگر آپ اس سارے نظام کو دیکھ کر اسی ڈگر پر چل رہے ہیں تو پھر آپ کو کامیابی نہیں ملے گی۔ جب آپ اپنے شوق کو ڈھونڈ لیتے ہیں تو آپ کو اپنا کام کام نہیں لگتا، کام اس کو کام لگتا ہے جو کام کو کام سمجھ رہا ہے۔ جس کیلئے کام فن ہے، عبادت ہے، شوق ہے، وہ کبھی نہیں تھکے گا۔ حضرت بابا بلھے شاہؒ جیسے صوفیا کرام نے فرمایا، ''اپنے اندر جھاتی مار'' کہ اپنے اندر دیکھو۔ جب آپ اپنے آپ کو تلاش کر لیتے ہیں تو سب پہلا تحفہ جو قدرت آپ کو دیتی ہے، وہ آپ کا اپنی ذات پر اعتماد ہوتا ہے۔ قدرت کی ہر چیز کو پتا ہے کہ میں کس لیے ہوں جیسے سورج روشنی دینے کیلئے ہے، پھول خوشبو دینے کیلئے ہے، دریا پانی کے بہاؤ کیلئے ہے۔ یہ آپ کی چھوٹی سی زندگی ہے۔ دوبارہ اس دنیا میں آپ کو نہیں آنا۔ آپ کو ایک بار موقع ملا ہے، لہٰذا آپ اپنے اندر یہ سنجیدہ سوال پیدا کیجیے۔ (کتاب ''بڑی منزل کا مسافر'' سے)

شان دار زندگی

ایک شخص اپنی بہترین صلاحیتوں کا اظہار کرتا ہے تو وہ شان دار ہے۔ ہر فرد کی اپنی صلاحیت مختلف ہوتی ہے۔ ہم ساری زندگی انتظار کرتے ہیں کہ اگلے وقت میں بہتر کریں گے، مگر وہ ''اگلا'' وقت نہیں آتا۔ اس کیلئے بہتر یہی ہے کہ ہم اپنی بہترین صلاحیتوں کا اظہار فوری کرنا شروع کر دیں۔ یہ اظہار ایک وقت کا، ایک زمانے کا، ایک صورتِ حال کا، ایک دن کا اور ایک لمحے کا ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، آج آپ کی بہترین صلاحیت کچھ اور ہے، دس سال پہلے کچھ اور تھی۔ اسی طرح، آنے والے وقت کیلئے بہترین صلاحیت کے اظہار کا معیار بدل جائے گا، کیونکہ آپ میں بہتری آ رہی ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں، میں نے دیکھا کہ بھیڑوں کے ایک گلے میں شیر کا بچہ رہنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کی ساری عادات بھیڑوں والی ہو گئیں۔ ایک دن اس نے شیروں کا جھنڈ کو دیکھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہاں سے ایک شیر نکلا اور اس نے ایک بھیڑ کو چیر پھاڑ دیا۔ اس عمل سے اس بچے کے اندر کا شیر جاگ گیا۔

مشہورِ زمانہ ٹرینر اور مصنف روبن شرما کچھ لوگوں کو ٹریننگ دے رہا تھا۔ اس نے تمام شرکا میں ایک ایک سیب تقسیم کیا اور کہا کہ اسے کھائیں۔ ان سب نے سیب کھانا شروع کر دیا۔ ان میں سے کسی نے جلدی سیب کھا لیا تو کسی نے زیادہ وقت لگایا۔ ایک ہنگامہ سا مچ گیا۔ آدھے گھنٹے میں یہ مشق ختم ہو گئی۔ اس کے بعد نئے سیب دیے گئے اور شرکا سے کہا گیا کہ اب یہ سیب اس طرح کھانا ہے کہ یہ آپ کی زندگی کا آخری سیب ہے۔ یہ سننے کے بعد شرکا نے اپنے اپنے سیبوں کو مزے لے لے کر کھانا شروع کر دیا۔ ہر فرد اپنے سیب کے ذائقہ سے محظوظ ہو رہا تھا۔ کسی کو جلدی نہیں تھی۔ جب انھیں پتا چلا کہ یہ سیب ان کی زندگی کا آخری سیب ہے تو وہ اس سے مزہ لینے لگے۔ اس مشق کے بعد روبن شرما کہتا ہے کہ یہ لمحہ جو آپ گزار رہے ہیں، یہ بھی آخری سیب ہی ہے۔ آپ جو دن گزار رہے ہیں، یہ بھی آخری سیب ہے۔ یہ وقت جو آپ گزار رہے ہیں، یہ بھی آخری سیب ہے، مگر ہمیں واہمہ ہوتا ہے کہ یہ آخری سیب نہیں ہے، یہ آخری لمحہ نہیں ہے۔ چنانچہ ہم اپنی زندگی سے لطف نہیں اٹھا پاتے۔

ہم دنیا کے کیلنڈر پر لاکھ جادو کر لیں، ممکن نہیں ہے کہ آج کا دن آپ کی زندگی میں دوبارہ آئے، اس لیے آج کے دن کو سلام کیجیے اور خوش دلی سے اس کا استقبال۔ آج کا دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو انعام کے طور پر دیا ہے۔ اس کا بہترین استعمال کیجیے۔ کبھی بھی زندگی میں کوئی چیز ضائع کرنے لگیں تو آخری سیب کو ضرور یاد کر لیجیے۔ اس مثال سے یہ فائدہ ہوگا کہ آپ کی سوچ بدل جائے گی، آپ کے جذبات بدل جائیں گے۔

کسی کو بھی یقین نہیں کہ وہ آنے والے کل میں زندہ رہے گا یا نہیں۔ یقین صرف یہی ہے کہ اس وقت سانس چل رہی ہے۔ جب کل کا یقین ہی نہیں ہے تو پھر آج کا دن دنیا کا سب سے قیمتی دن ہے، کیونکہ یہ دن دوبارہ نہیں آنا۔ آج سے دس سال پہلے بھی آپ یہی سوچتے تھے کہ ابھی بہت وقت پڑا ہے، آج زندگی کی ساعتیں باقی رہ گئی ہیں تب بھی اس دھوکے میں ہیں کہ ابھی بہت وقت ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ ہماری زندگی کے لحات کم ہوتے رہتے ہیں اور ہم ہر سال زندگی کم ہونے کی خوشی مناتے ہیں۔ گزرے ہوئے دنوں کی خوشی منانے کی بجائے عقل مندی یہ ہے کہ اس گزرتے ہوئے وقت کو شان دار بنا لیا جائے۔ حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ فرماتے ہیں، ''جو کہتا ہے، میرا کل آئے گا تو میں کروں گا، اس کا کل کبھی نہیں آتا۔''

آپ سو سال پیچھے چلے جایئے اور ایک لمحے کیلئے سوچیے کہ سو سال پہلے تو ہمارے والدین بھی نہیں تھے، ہمارے وجود کی بات تو دُور کی ہے۔ اسی طرح، آپ سو سال آگے چلے جائیں اور غور کیجیے کہ ہم اس دنیا میں نہیں ہوں گے۔ شاید ہمارا نام بھی نہ ہو۔ جب سو سال بعد ہمارا وجود یا نام نہیں ہوگا تو ہم محسوس کریں گے کہ ہم تو دنیا جی کر ہی نہیں آئے۔ مجھے تو صرف ایک ہی سیب ملا تھا اور میں اس واہمے کے ساتھ اس سیب کو تیزی کے ساتھ ہڑپ کر گیا کہ ابھی اور سیب بھی ملیں گے۔ زندگی تو ایک بار ملی ہے اور ہم نے ایک بار کی زندگی کو ایک دَم سے ہڑپ کر کے ضائع کر دیا۔ ہم نے زندگی سے فائدہ اٹھایا اور نہ دوسروں کو فائدہ دیا۔ زندگی یوں ہی بے کیف اور بے سرور گزار ڈالی۔

زندگی کا سبق

ہر آدمی، ہر مرد وزَن اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ مجھے نہیں مرنا، دوسروں کو مر جانا ہے۔ یہ حادثہ، یہ واقعہ، یہ سانحہ جو کسی دوسرے کے ساتھ ہوا ہے، میرے ساتھ نہیں ہوگا۔ یہ ایک واہمہ ہے جو تقریباً ہر انسان میں پایا جاتا ہے۔ ایک ایسا دن بھی ضرور آنا ہے جس دن ہم نے چلے جانا ہے، جس دن ہم زمین سے چار پانچ فٹ نیچے ہوں گے، جس دن ہمارا دنیا میں وجود نہیں ہوگا، جس دن ہمارا دنیا میں کوئی تذکرہ نہیں ہوگا۔ کتنے ہی ماہر فن، کتنے ہی طرم خاں ایسے ہیں جنہیں آج کوئی نہیں جانتا، مگر وہ اپنے وقت کے بڑے نام تھے۔ ہم بھی اپنے بڑوں کو نہیں جانتے، ہمیں اپنی تاریخ کا بھی نہیں پتا۔ ہم کل کی باتیں تو جانتے ہیں، مگر سو سال پہلے جو قبرستانوں میں دفن ہو گئے، آج ان کے نام تک کا بھی نہیں معلوم۔ انسان اتنا چھوٹا ہے کہ پوری کائنات میں ایک زمین، اس زمین میں ایک ملک، ایک ملک میں ایک صوبہ، ایک صوبے میں ایک شہر اور ایک شہر میں ایک انسان۔۔۔ یہ ہے اس کی Value کہ اسے دفن ہونے کیلئے چھ فٹ زمین چاہیے۔ اس کے بعد مٹی، گرد و غبار۔۔۔ ہفتے، مہینے، سال، صدیاں گزر جاتی ہیں۔ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ پھر اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ کبھی ہوتے تھے۔ پھر ایک وقت وہ بھی آتا ہے کہ جب کسی کو پتا ہی نہیں ہوتا۔ کس قدر بے بسی ہے۔

کھربوں سال کا فاصلہ ہے۔ جب انسان پیدا نہیں ہوا تھا، پھر نا معلوم کتنے کھرب سال کا فاصلہ ہے۔ پھر وہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ مرے گا۔ پھر، نا معلوم کتنے ہزار سال کا فاصلہ ہے کہ جب اسے اٹھایا جائے گا۔ اس کے درمیان اس کی مختصر سی زندگی ہے۔ اس مختصر سی زندگی میں ایک بچپن ہوتا ہے جس میں ہمارے کھیل ہوتے ہیں، جس میں کاغذ کی کشتی ہوتی ہے، جس میں گڑیا کی شادی ہے، جس میں ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض ہوتے ہیں، جس میں چھوٹی چھوٹی چیزوں پر ہم خوش ہوتے ہیں۔ ہمارے لیے ایک کینڈی بھی بہت ہوتی ہے۔ آخر کار، ہم پڑھنے لگتے ہیں۔ پھر بڑے ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی ہماری زندگی میں شعور آ جاتا ہے۔ جیسے ہی شعور آتا ہے، شعوری زندگی بھی شروع ہو جاتی ہے۔ شعور سے پہلے زندگی نہیں ہوتی، وہ تو ایک لاعلمی ہوتی ہے، کیونکہ شعور نہیں ہوتا۔ شعور کے آنے کی پہلی پہچان یہ ہے کہ شعور آتے ہی انسان پوچھتا ہے کہ میں دنیا میں کیوں آیا ہوں۔ اس سوال کا تعلق نہ عمر کے ساتھ ہے، نہ بال سفید ہونے کے ساتھ ہے، نہ اسکول و کالج کے ساتھ ہے۔ یہ سوال کبھی بھی اٹھ سکتا ہے۔ دنیا کی کسی مخلوق میں یہ سوال نہیں اٹھتا۔ صرف انسان وہ واحد مخلوق ہے جس کے دل میں یہ سوال اٹھتا ہے۔ ایک دانشور کہتا ہے کہ ذرا سوچیے کہ تخلیق انسانی سے پہلے انسان بنانے والے ''خالق'' کے خیال میں تھا، پھر اس کی تخلیق کی گئی۔ جو یہ جان جائے کہ میں قیمتی ہوں، دوسری مخلوقات سے بہت افضل ہوں، دوسری مخلوقات کا میں سردار ہوں، وہی اشرف المخلوقات کہلانے کا حق دار ہے۔ شعور یہ بتاتا ہے کہ ہم عام مخلوق نہیں ہیں۔ ہم بڑے انسان ہیں۔ ہم بڑے کام کیلئے آئے ہیں۔ دنیا میں صرف پیدا ہو جانا اور مر جانا زندگی نہیں ہے۔ جب یہ بات حضرت علامہ اقبالؒ کو سمجھ آئی تو وہ فرماتے ہیں، ''تقدیر کے پابند ہیں نباتات و جمادات۔۔۔ مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند!'' تقدیر تو نباتات کیلئے ہے۔ انسان تو تقدیر لکھنے والا ہے۔ کائنات کے اس نظام میں اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتا کہ ہم غریب ہیں، کس کے بیٹے ہیں، کالے ہیں، گورے ہیں، ذات کیا ہے، برادری کیا ہے۔ وہ صرف ایک چیز دیکھتا ہے کہ جو دستک دے رہا ہے، جو کوشش کر رہا ہے، جو محنت کر رہا ہے، جو آنسو بہا رہا ہے، جو خون پسینا ایک کر رہا ہے، اس کیلئے وہ حرکت میں آ جاتا ہے۔ قوانین انسان کیلئے ہیں۔ جب کوئی دل سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو پھر وہ چمکتا ہے۔ پھر محنت میں مل کر ہیرا بن جاتا ہے۔ (کتاب ''بڑی منزل کا مسافر'' سے)

زندگی کی سمت

ہم زمانہ طالب علمی سے ہی موٹیویشن کے ذرائع تلاش کرتے ہیں۔ جو آدمی بغیر کسی ذرائع کے موٹیویشن لے رہا ہے، یہ اس کی خوش قسمتی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو زیادہ ذہانت دیتا ہے، اسی طرح بعض کو موٹیویشن بہت زیادہ دے دیتا ہے۔ پھر ان کی موٹیویشن زمانے کو ملتی ہے۔ کئی لوگوں کو افکار زیادہ ملتے ہیں۔ ان کی سوچ اور فکر بہت اچھی ہوتی ہے جیسے حضرت علامہ اقبالؒ جن کی فکر سے زمانہ فیض یاب ہو رہا ہے۔ اسی طرح حضرت واصف علی واصفؒ کے نازل ہوئے جملے جن سے زمانے کو فیض مل رہا ہے۔ ایسے لوگ معاشرے کیلئے ذہنی آکسیجن کا کام کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں اپنی سمت کا تعین کر لیا تھا۔

جب زندگی میں حکم بھی ہو کہ چلنا ہے اور کہیں پہنچنا ہے اور ساتھ یہ المیہ بھی ہوتا ہے کہ کچھ عرصے کیلئے ہم اردگرد کے لوگوں کے محتاج ہوتے ہیں۔ ہر جگہ سمت بتانے والے دوسرے لوگ ہوتے ہیں۔ ہم اپنی مرضی نہیں چلا سکتے۔ ان سمت بتانے والے لوگوں میں ہمارے والدین، ہمارے عزیز رشتے دار ہوتے ہیں۔ شروع میں ہمارے والدین اس سکول میں داخل کرائیں گے جن کے بارے میں ان کا خیال ہوتا ہے کہ اس کا معیار اچھا ہے۔ ہماری زندگی میں ہم کپڑے بھی اپنی مرضی کے نہیں پہنتے۔ ہمیں ایک عرصے تک لباس دوسرے لوگوں سے ملتا ہے۔

یہ اس لیے ہوتا ہے کہ ہم میں شعور نہیں ہوتا۔ شعور کی آنکھ ہمیں اس وقت ملتی ہے جب ہم محتاج نہیں رہتے۔ ہم آزاد ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ زندگی میں ہم آزاد بھی ایک دَم سے نہیں ہوتے۔ ہم آہستہ آہستہ آزاد ہوتے ہیں۔ پھر خوش قسمتی یہ ہوتی ہے کہ ایک وقت وہ بھی آتا ہے کہ ہم مکمل آزاد ہو جاتے ہیں۔ کئی لوگ تو بڑی عمر میں بھی آزاد نہیں ہوتے۔ جب شعور کی آنکھ کھلنے لگے تو سب سے پہلا کام یہ کیجیے کہ باقاعدہ بیٹھ کر غور و خوض کر کے زندگی کو کوئی سمت ضرور دیجیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت ہمارے پاس جتنی زیادہ توانائی ہوتی ہے، اتنی توانائی کے ساتھ جو کام ہو سکتے ہیں، اگر وہ نہ کیے جائیں تو پچھتاوا رہ جاتا ہے۔ قدرت جتنے منٹس میری جیب میں ڈالتی ہے، اتنے ہی منٹس ہر ایک کی جیب میں ڈالتی ہے۔ وہ آدمی ترقی کر جاتا یا آگے بڑھ جاتا ہے جو ان منٹس کو استعمال کرتا ہے۔ جو توانائی آپ کے پاس ہے، جب آپ رات کو سونے لگیں تو اپنے آپ سے یہ سوال کیجیے کہ کیا میں نے ان منٹوں کو بھرپور استعمال کیا ہے؟

آپ غلط گاڑی پر پندرہ منٹ بیٹھنا برداشت نہیں کر سکتے اور دس منٹ غلط راستے پر سفر نہیں کر سکتے۔ بالفرض، اگر آپ غلط سمت سفر بھی کر لیں تو پھر بھی دوسری گاڑی پکڑ کر اصل جگہ پر جایا جا سکتا ہے۔ اگر زندگی کے سفر میں کہیں غلط پہنچ گئے تو کیا وقت واپس آجائے گا؟ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی بٹن دبایا جائے اور وقت واپس آجائے؟ یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ آپ کی عمر چاہے جتنی زیادہ کیوں نہ ہو، مگر جب سمت ٹھیک ہو جاتی ہے تو پھر کیا بات ہے۔ شیخ سعدیؒ سے کسی نے پوچھا، آپؒ کی عمر کتنی ہے؟ آپؒ نے فرمایا، ''چار سال۔'' اس نے کہا کہ آپؒ کے تو بال سفید ہو گئے ہیں۔ فرمانے لگے کہ ''مجھے شعور چار سال پہلے ملا ہے۔''

اگر شعور مل جائے تو پھر ایک ایسی زندگی جس میں سمت نہیں ہے، سمت آجاتی ہے۔ اگر یہ کہا کہ آپ کی سو سال کی بے سمت زندگی سے ایک دن کی سمت والی زندگی زیادہ بہتر ہے تو غلط نہیں ہوگا۔ یہ جملہ اسی جملے سے مماثلت رکھتا ہے کہ ''شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔'' آپ کی سو سال کی زندگی ہو اور اس میں سمت نہ ہو تو اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ صرف ایک دن کا جینا ہو جس میں سمت ہو، شوق ہو، جذبہ ہو، جس میں آپ کو کم از کم یہ یقین ہو کہ میرا دل میرے ساتھ ہے، میری روح میرے ساتھ ہے، میرے کام میں میری روح پوری طرح شامل ہے۔

آپ نے جس سمت کا انتخاب کر لیا ہے، خاموش ہو کر سر نیچا کر کے چلتے جائیں۔ ایک دن ایسا آئے گا کہ سر اٹھائیں گے اور زمانہ ساتھ چل رہا ہوگا۔ آپ حیران ہوں گے کہ میں تو اکیلا چلا تھا، اتنا بڑا کارواں کیسے بن گیا۔ سچا اکیلا بھی چلے تو زمانہ ساتھ چل پڑتا ہے اور جھوٹا زمانے کو لے کر بھی چلے تو ایک دن سب اس کا ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ وہ اکیلا ہوتا اور ساتھ اس کے اس کا وہم ہوتا ہے۔ آپ نوکری کر رہے ہیں، کوئی حرج نہیں ہے، کاروبار کر رہے ہیں، کوئی حرج نہیں ہے، پڑھائی کر رہے ہیں، کوئی حرج نہیں ہے، لیکن خدارا سب کاموں کی سمت ایک ہو۔ سب چیزیں جڑ کر ایک دریا میں گریں۔ یہ نہ ہو کہ آپ کی نالیوں کی سمت مختلف ہو اور آپ کی زندگی کا دریا سوکھا ہو۔ (کتاب ''بڑی منزل کا مسافر'' سے)

اپنی پہچان

جب کوئی سوال سنجیدہ ہوتا ہے تو وہ انجام کار عمل پر لاتا ہے۔ لیکن اگر سوال سنجیدہ نہیں ہے تو پھر وہ عمل کی طرف نہیں جاتا۔ خودشناسی بھی ایسا ہی ایک سنجیدہ سوال ہے۔ اگر آپ اس سوال کو دل میں رکھ لیتے ہیں اور غور و فکر شروع کر دیتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اس کا جواب اشاروں کی صورت میں دیتا ہے۔

دنیا کا کوئی انسان ایک دم سے اپنے آپ کو نہیں پہچان سکا۔ ایک شخص پیدا ہوا، کاروبار کے متعلق علم حاصل کرنے کی غرض سے یورپ گیا مگر وہاں جا کر وکالت کی تعلیم حاصل کر لی۔ بعد میں لیڈر بن گیا۔ دنیا اسے ''قائداعظم'' کے نام سے جاننے لگی۔ قدرت نے لازم کر دیا ہے کہ یہ راستہ ڈھونڈنے سے ہی ملے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ بٹن دبائیں اور آپ خود کو پہچان جائیں۔ کوشش لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تم چاہو گے، کوشش کرو گے تو پھر ملے گا۔ یہ خالق اور مخلوق میں فرق ہے۔ خالق ''کن'' کہتا ہے اور ہو جاتا ہے۔ ہم سوچتے ہیں، کہتے ہیں، کوشش کرتے ہیں، پھر ہوتا ہے۔

میں کون ہوں؟ میں کیا ہوں؟ اس سوال کا جواب شعوری کوشش مانگتا ہے۔ سجدے کرنے پڑتے ہیں، کئی جگہ بھاگنا پڑتا ہے۔ آپ کا اصل چہرہ کئی حادثات سے نکلتا ہے۔ کئی جگہ آپ کے اندر کا لالچ باہر نکل آتا ہے۔ آپ اپنے اندر ہاتھ ڈالتے ہیں تو سانپ نکل آتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ میرے اندر اتنا لالچ ہے۔ کبھی آپ اپنے اندر ہاتھ ڈالتے ہیں تو موتی نکل آتا ہے۔ آپ کہتے ہیں، میرے اندر اتنا خلوص ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں، وہ قبول ہو جاتا ہے۔ کبھی آپ اپنے اندر ہاتھ ڈالتے ہیں تو شیر نکل آتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ میں اتنا بہادر ہوں۔ پتا چلا کہ ساری چیزوں کو اپنے اندر تلاش کرتے کرتے آخر کار وہ اصل چیز مل جاتی ہے۔ اگر آپ اس سوال کے سفر میں بول پڑیں تو آپ کے منہ سے نکلتا ہے، ''بولھا: کیہ جاناں میں کون؟'' جب آدمی بن جاتا ہے تو پھر اسے سمجھ آ جاتی ہے کہ ''نہ میں اور نہ وہ'' سفر میں اسے یہ سمجھ نہیں آتی کہ ''میں موسیٰ ہوں کہ فرعون ہوں۔''

اگر کنارے کے قریب پہنچ جائیں تو پتا لگتا ہے کہ اصل میں، میں کون ہوں۔ پھر آپ اسی نام کے ساتھ انجام کی طرف چل پڑتے ہیں۔ اسی شناخت کے ساتھ دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ (کتاب ''بڑی منزل کا مسافر'' سے)

ترجیحات کا تعین

ننانوے فیصد لوگ اپنی ترجیحات طے نہیں کرتے جس کی وجہ سے وہ فیصلہ نہیں کر پاتے۔ لوگوں کو پتا ہی نہیں ہوتا کہ اُن کیلئے ان کی زندگی کے لحاظ سے کیا اہم ہے اور کیا غیر اہم ہے۔ فیصلہ سازی اس شخص کیلئے بہت آسان ہوتی ہے جس نے اپنی ترجیحات طے کی ہوتی ہیں۔ ہاں اور ناں کرنا تب بہت آسان ہوتا ہے کہ جب ترجیحات کا پتا ہوتا ہے۔ زندگی گزارنا اہم نہیں ہے، ترجیحات کے ساتھ گزارنا بہت اہم ہے۔ پروفیسر احمد رفیق اختر فرماتے ہیں، ”دنیا میں خوش بخت انسان وہ ہے جو مناسب وقت میں اپنی ترجیحات کا تعین کر لے۔“ دنیا میں کوئی وقت مناسب نہیں ہوتا، جس وقت یہ احساس پیدا ہو جائے کہ مجھے اپنی ترجیحات کے مطابق زندگی گزارنی ہے، وہی وقت بہترین ہوتا ہے۔

اشوک کا دَور تھا۔ دہلی، ملتان اور لاہور کے درمیانی علاقے کو ”کلنگ“ کہا جاتا تھا۔ اس نے اپنی بادشاہت قائم کرنے کیلئے اپنے ننانوے بھائی قتل کر دیے۔ قتل کرنے کے بعد جب وہ سپر پاور بن کر نکلا تو اس وقت کے پنڈت نے اس کے ماتھے پر ایک ٹیکا لگایا۔ جیسے ہی اس کو ٹیکا لگا، اسے ایک لمحے کو احساس ہوا کہ یہ میں نے کیا کر دیا۔ صرف ایک ٹیکا ماتھے پر سجانے کیلئے میں نے اپنے ننانوے بھائی قتل کر دیے۔ اس نے اپنے ماتھے پر سے یہ ٹیکا مٹا دیا۔ اسی وقت اپنی تلوار گرا دی اور اپنی باقی زندگی خدمت میں گزار دی۔ عام طور پر جب بھی بندہ اپنی بے عزتی محسوس کرتا ہے تو وہ اپنا ماتھا صاف کرتا ہے، یعنی وہ اپنے کلنگ کے ٹیکے کو صاف کرتا ہے۔

جو آدمی کبھی بھی زندگی کی ترجیحات کا تعین کر لیتا ہے، پھر وہ عام نہیں رہتا۔ وہ بہتر زندگی گزارنے والا بن جاتا ہے۔ ترجیحات کے تعین کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی زندگی میں کیا، کتنا اور کیوں اہم ہے۔ ممکن ہے، کسی کیلئے فیملی اہم نہ ہو، مگر ایک لمحے کیلئے سوچیں کہ فیملی کتنی اہم ہوتی ہے۔ ممکن ہے، کسی کیلئے صحت اہم نہ ہو، ترجیحات کا تعین بتاتا ہے کہ صحت کتنی ضروری ہے۔ ممکن ہے، کسی کیلئے دوست، محبت، اخلاص اہم نہ ہو مگر جو ترجیحات کا تعین کرتا ہے، وہ جانتا ہے کہ اس کیلئے ان کی بھی اہمیت ہے۔ ممکن ہے، آپ کی زندگی میں سب مادی چیزیں ہوں، مگر مالک کے ساتھ تعلق کا احساس نہ ہو۔ ممکن ہے، آپ کی زندگی میں شہرت ہو، لیکن امن نہ ہو۔

جاوید چوہدری کہتے ہیں، ”جو آدمی ایک پیالی چائے سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا، اسے کپ انجوائے نہیں کر سکتا، اسے امن نہیں مل سکتا۔“ ہم کتنے مہنگے کھانے کھاتے ہیں، مگر انھیں محسوس نہیں کرتے۔ ہم کبھی اپنے بچے کی معصومیت کو محسوس نہیں کرتے۔ کتنے ہی لوگ گیلے گھاس پر چلنا بھول چکے ہیں، کیونکہ انھوں نے گیلے گھاس پر چلنا محسوس ہی نہیں کیا ہوتا۔ ہمارے احساس میں یہ چیز آئی ہی نہیں کہ ہمارے پاؤں کے تلووں پر کبھی گیلا گھاس بھی لگا تھا۔ ہم زندگی میں اپنے بچپن کی چھوٹی چھوٹی یادیں بھول جاتے ہیں اور ترجیحات کے بغیر زندگی گزار دیتے ہیں۔ (کتاب ”بڑی منزل کا مسافر“ سے)

دولت کے راز

لوگ امیر ہونا چاہتے ہیں، وہ زیادہ سے زیادہ دولت حاصل کرنے کے خواہش مند رہتے ہیں۔ لیکن، حقیقتاً امیر وہ شخص ہے جس نے اپنے اندر کے خزانے کو دریافت کرلیا ہو، جس نے خود کو تلاش کرلیا ہو۔ جس شخص نے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کیا اور بہتر نتیجہ دیا، وہ شخص امیر ہے۔ امارت کا تعلق بینک بیلنس، پُرتعیش طرزِ حیات، مال و اسباب کی زیادتی، بڑے مکان یا نئی گاڑی کے ساتھ نہیں ہوتا بلکہ اس کا تعلق اپنی تلاش کے ساتھ ہے۔ ہر شخص کسی نہ کسی خواہش کے ساتھ زندگی گزارتا ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ خواہش نہ ہو۔ چنانچہ جس کے پاس نوکری نہیں، وہ نوکری تلاش کر رہا ہے، جسے مل گئی ہے، وہ اچھے عہدے پر جانا چاہتا ہے، جو عہدے پر ہے وہ اس سے بڑا عہدہ لینا چاہتا ہے۔ کوئی ملک چھوڑنا چاہتا ہے تو کوئی ملک واپس آنا چاہتا ہے۔ کوئی پسند کی شادی کرنا چاہتا ہے تو کوئی پسند کی شادی کے فیصلے پر پشیمان ہے۔ انسان اس دنیا میں جتنی بھی خواہشیں رکھتا ہے، وہ تمام اس کے اندر ہوتی ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ انسان اپنے اندر پڑے ہوئے خزانے کو تلاش کیے بغیر ان خواہشوں کی تکمیل کرنا چاہتا ہے۔

ہمارے ہاں نوجوان اس لیے تعلیم حاصل کرتے ہیں کہ تاکہ وہ امیر ہو جائیں، لیکن وہ تعلیم جو اِن نوجوانوں کو خودشناس کردے، اس تعلیم سے وہ محروم ہیں۔ دنیا میں انسانوں کی اکثریت اپنے دماغ، اپنی خداداد صلاحیتیں استعمال کیے بغیر قبرستان تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ وہ دماغ ہوتے ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو کبھی تلاش نہیں کیا۔

کیا آپ کو یہ ادراک ہے کہ مصنوعہ (پروڈکٹ) اہم نہیں ہوتی، مشین اہم ہوتی ہے، کیونکہ مصنوعہ اگر ضائع بھی ہو جائے تو مشین سے اس چیز کو دوبارہ تیار کیا جاسکتا ہے۔ جو نتیجہ دے رہا ہے، وہ خواہ پیسے کی شکل میں ہو، شہرت کی شکل میں ہو یا آسانیوں کی شکل میں ہو، اصل میں وہی **Millionnaire** ہے۔

امیر لوگ امیر کیوں تھے؟

ہم قابلیت کے بغیر نتیجہ چاہتے ہیں۔ ہر ٹرینر چاہتا ہے کہ ٹونی روبنس اس کے گھٹنوں کو ہاتھ لگائے۔ ہر کاروباری شخص چاہتا ہے کہ کسی دن بل گیٹس اس سے وقت مانگے۔ ہر دانشور چاہتا ہے کہ لوگ ٹکٹس لے کر مجھے سنیں۔ یہ سب خواہشیں ہیں جو ہر شخص میں پائی جاتی ہیں اور ہر شخص اپنے اندر کے میلینیر کو جانے بغیر یہ خواہش پوری کرنا چاہتا ہے۔ وہ جو کہا جاتا ہے کہ دل دریا سمندروں ڈھونگے، یہ اصلی دولت مند ہے۔ اپنی اندر جھاتی مارنے والا امیر ہے۔ اپنے من میں ڈوب کر جو سراغِ زندگی پاتا ہے، وہ دنیا میں خوش حال رہتا ہے۔ تیرے اندر آپ حیاتی ہو، کا راز جاننے والا میلینیر ہے۔ اپنے اندر کے اس میلینیر کو دریافت کیے بغیر ممکن نہیں کہ کوئی بڑا شاعر بن جائے، بڑا دانشور بن جائے، بڑا بزنس مین بن جائے یا بڑا قلم کار بن جائے۔

جن لوگوں نے ادارے بنائے، جنھوں نے ملک بنائے، جنھوں نے بڑے کام کیے، وہ حقیقتاً امیر لوگ ہیں۔ مثلاً قائداعظم محمد علی جناحؒ نے پاکستان بنایا۔ یہ بالکل درست بات ہے۔ کبھی آپ نے ان کی جناحؒ سے قائداعظمؒ بننے تک کی کہانی پڑھی ہے؟ آپ یہ سوانح پڑھیں تو پتا چلے گا کہ وہ کتنے بڑے میلینیر تھے۔ اسی طرح، شیکسپیئر میلینیر ہے۔ حضرت بابا بلھے شاہؒ میلینیر ہیں۔ حضرت علامہ اقبالؒ میلینیر ہیں۔ حضرت وارث شاہؒ میلینیر ہیں۔ غالب میلینیر ہے۔ فیض میلینیر ہے۔ یہ وہ تمام لوگ ہیں جنھوں نے اپنے اندر ''جھاتی'' ماری اور اپنے اندر کا خزانہ تلاش کیا۔

دولت کا مفہوم

یہ بات ہمیں اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ میلینیر کا مطلب یہ نہیں کہ جس کے پاس خوب پیسہ ہو یا بڑی بڑی جاگیریں ہوں۔ اگر آپ کے خیال میں ''دولت مند'' یا **Millionnaire** کی تعریف یہی ہے تو آپ غلط فہمی میں ہیں، آپ کو اپنی معلومات درست کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسا ممکن ہے کہ کسی کو پیسہ کمانے کی انتہائی خواہش ہو تو اس کیلئے میلینیر بننے کیلئے پیسہ ضروری ہے۔ عین ممکن ہے کہ کسی کی خواہش پیسہ نہ ہو تو اس کیلئے میلینیر ہونا کچھ اور ہوگا۔ یہ جاننا

بہت ضروری ہے کہ اصل میں میلینیر کیا ہے۔

ہر ایک کا راستہ جدا ہے۔ ہر فرد کی منزل الگ ہے۔ کوئی کھیل میں چیمپئن بننا چاہتا ہے تو کسی کیلئے ٹاپ کرنا کمال ہے۔ کسی کیلئے منفرد کاروبار اہم ہے (خواہ اس میں زیادہ پیسہ نہ ہو) تو کوئی لکھاری یا ٹریز کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچنا چاہتا ہے۔ غرض، ہر شخص کی خواہش جدا ہے۔

دنیا میں کام کرنا اتنا اہم نہیں ہوتا بلکہ اہم یہ ہوتا ہے کہ کون سا کام کرنا ہے۔ استقامت میں برکت ہے، مگر اس سے بھی اہم یہ نکتہ ہے کہ آپ وہ کام مستقل مزاجی کے ساتھ کریں جو آپ کی جبلت اور فطرت کے مطابق ہو۔ یہ وہ کام ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس دنیا میں بھیجا ہے۔ کیا آپ نے اپنے سے کبھی یہ سوال کیا ہے کہ ”میں جو کام کر رہا ہوں، کیا وہ میری جبلت کے مطابق ہے کہ نہیں ہے؟“

اگر قدرت نے کسی کو بزنس مین بنایا ہے اور وہ تدریس میں سرتوڑ کوشش کرتا رہے تو وہ فیل ہو جائے گا۔ لیکن اگر قدرت نے اسے بنایا ہی تعلیم کیلئے ہے تو وہ چاہے بزنس میں پی ایچ ڈی ہی کیوں نہ لے لے، وہ ایک دکان بھی نہیں چلا سکتا۔ نوجوانوں کی کتنی بڑی تعداد آپ کے گرد ایسی ہے جو لیڈرشپ کی ڈگری لیتی ہے، لیکن ساری زندگی ملازمت کرتی رہتی ہے۔

خودشناسی طویل عمل ہے

خود کو جاننا ایک لمحے کی بات نہیں ہے۔ یہ ایک سفر کا نام ہے۔ تاہم، یہ ممکن ہے کہ ایک نشست میں اس سفر کا آغاز ہو اور اس کا انجام پانچ سال بعد آئے لیکن پہلا قدم اٹھانا اور چلنا پہلا کام ہے۔ یہ اہم نہیں کہ مجھے کہیں جانا ہے، بلکہ اہم تر یہ ہے کہ مجھے جانا ”کہاں“ ہے؟ یہ اہم نہیں ہے کہ مجھے منزل کا انتخاب کرنا ہے بلکہ اہم تر یہ ہے کہ میرے لیے ”کون سی“ منزل مناسب ہے؟

ان سوالوں کے جواب دو بنیادوں پر تلاش کیے جاتے ہیں۔ اول، ہمارا دماغ کیا کہتا ہے؛ دوم، ہمارا دل کیا کہتا ہے۔ پاکستانی قوم یہ سنتی ہے کہ دل کیا کہتا ہے، لیکن دماغ کیا کہتا ہے، شاید یہ کبھی نہیں سنا۔ دل سے جنون لینا چاہیے، ہم دل کی سنتے ہیں اور دماغ سے جنون چاہتے ہیں، حالانکہ دماغ کے پاس جنون نہیں ہوتا۔ اگر ان دونوں کا متوازن استعمال کیا جائے اور پھر کسی ماہر مشاور سے مشورہ کر لیا جائے تو آپ زندگی کے بہت سے مسائل سے خود کو بچانے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ آپ اپنے اندر کے خزانوں کو دریافت کر کے اپنی دنیا کے میلینیر بن سکتے ہیں۔ (زیر طبع کتاب ”سوچ کا ہمالیہ“ سے)

خودکو کیسے فتح کیا جائے؟

روحانیت میں خودکو فتح کرنے کے حوالے سے دیکھا جائے تو کوئی بھی روایتی خانقاہی نظام ہو، اس میں کچھ ایسی ڈیوٹیاں سالک کے ذمہ لگائی جاتی ہیں جن سے نفس کی اصلاح کی جاسکے، مثلاً جھاڑو لگانا، چائے پلانا، جوتیاں سیدھی کرنا، لنگر تقسیم کرنا وغیرہ۔ ان تمام کاموں کا مقصد تہذیب نفس ہوتا ہے۔ اس کا قطعی مطلب یہ نہیں ہوتا کہ کسی کی عزت کم کی جارہی ہے یا کسی کو سر پر بٹھایا جارہا ہے۔ جب کسی کا جھوٹا برتن دھویا جاتا ہے تو بقول سید سرفراز شاہ صاحب، ''نفس کی ٹھان بیٹھ جاتی ہے۔'' اس سے نفس مرتا ہے۔ جب کسی کی جوتی کو سیدھا کیا جاتا ہے تو اس سے عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ جب لنگر تقسیم کیا جاتا ہے تو اچھی بوٹیاں پہلے تقسیم کی جاتی ہیں۔ جب سارا کھانا تقسیم کرنے کے بعد کھانا تقسیم کرنے والے کی باری آتی ہے تو اس وقت اس کی بھوک ختم ہوچکی ہوتی ہے، کیونکہ جو دل سے بانٹتا ہے، اس کے نفس کی تہذیب شروع ہوجاتی ہے۔ یہ سب اس لیے کیا جاتا ہے کہ بندے کے اندر وسعت پیدا ہو، بندہ سخی بن جائے اور روح نفس پر غالب آجائے۔

وہ تمام کام جو روحانیت سے جڑے ہوتے ہیں، اگر ان کو شروع کردیا جائے تو روح طاقت ور ہونا شروع ہوجاتی ہے۔ ذکر بھی انسان کی روح کو طاقت ور کرتا ہے، لیکن اس میں یاد رہے کہ ذکر، شعوری ہو۔ اگر شعوری طور ''یا حی یا قیوم'' پڑھا جائے تو زیادہ اثر پڑتا ہے، بہ نسبت اس کے کہ ذکر بھی ہو رہا ہو اور دھیان دوسری طرف ہو۔ اس کا اتنا اثر نہیں پڑے گا، اگرچہ ثواب مل جائے گا۔

جو لوگ کائنات پر غور و خوض کرتے ہیں، ان کی روح کو بھی توانائی ملتی ہے۔ جو لوگ روحانیت کی طرف بڑھتے ہیں، ان کی روح قوی ہوتی ہے۔ جو لوگ سخی ہوتے ہیں، ان کے بارے میں قرآن پاک میں ارشادِ گرامی ہے کہ ''وہ بے خوف ہوتے ہیں۔'' دو ہی جگہ پر بندہ بے خوف ہوتا ہے، ایک اللہ تعالیٰ کا دوست بن کر اور دوسرا اللہ تعالیٰ کیلئے بانٹ کر۔

جب بھی اپنے آپ کو فتح کرنا چاہیں تو اپنی بہترین شے اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے دیجیے۔ جب آپ ایسا کریں گے تو نفس آہستہ آہستہ آپ کے اختیار میں آئے گا۔ آپ محسوس کریں گے کہ آپ نے خودکو فتح کرنا شروع کردیا ہے۔

دوسری پیدائش

سچے انسان میں صحیح فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے اور جو انسان جھوٹا ہوتا ہے، وہ صحیح فیصلہ نہیں کر پاتا بلکہ کنفیوژ رہتا ہے۔ اگر فیصلہ صحیح ہو بھی جائے تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔ جو انسان سچا ہوتا ہے، اس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان پختہ ہوتا ہے اور اس کے فیصلے میں اس کا یقین شامل ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کے فیصلوں میں اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہو جاتی ہے۔ لوگ چھے چھے دفعہ انٹری ٹیسٹ دیتے ہیں، مگر کامیاب نہیں ہوتے۔ قدرت اشاروں سے انھیں سمجھا بھی رہی ہوتی ہے کہ اِدھر راستہ بند ہے، کوئی اور راستہ ڈھونڈو۔ مگر پھر بھی وہ اسی راستے پر رہتے ہیں۔ ان کے اس راستے پر رہنے کی وجہ ان کی ضد ہوتی ہے اور جو ضدی ہوتا ہے، اس کے ترقی کرنے کے مواقع کم ہوتے ہیں۔ جس فرد میں لچک ہوتی ہے وہ اپنے مالک کو پکارتا ہے اور کہتا ہے، میرے مالک، جو تیری مرضی ہے، وہی میری مرضی ہے۔ میں تیرے فیصلوں پر راضی ہوں۔ میرے مالک، میرے لیے آسانیاں پیدا فرما۔

اکبر بادشاہ نے بیربل کو کہا کہ کوئی ایسا جملہ کہو، جو ہر لحاظ سے مکمل ہو اور ہر صورتِ حال میں پورا اترے۔ بیربل بولا، ”یہ وقت بھی گزر جائے گا۔“ اس نے کہا کہ اگر آپ اس فقرے کو غم کے دوران کہیں گے تو آپ کو خوشی ہوگی اور اگر آپ خوشی میں کہیں گے تو پتا چلے گا کہ یہ سچ ہے کہ خوشی نے بھی چلے جانا ہے۔

غور کیجیے اور اپنے آپ سے سوال کیجیے کہ میں کیوں پیدا ہوا ہوں۔ میرا یہاں آنے کا کیا مقصد ہے۔ آپ کی تخلیق الل ٹپ نہیں ہے۔ آپ کو کسی خاص مقصد کیلئے اس دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ آپ تو آپ ہی ہیں۔ یہ ہو نہیں سکتا ہے کہ اتنا بڑا مالک کائنات آپ کو بلا کسی مقصد کے اس دنیا میں بھیج دے۔ حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں، ”انسان کی دو پیدائشیں ہیں۔ ایک جس دن وہ پیدا ہوتا ہے اور دوسرا جس دن وہ ڈھونڈ لیتا ہے کہ میں کیوں پیدا ہوا ہوں۔“ دوسری پیدائش پہلی پیدائش سے زیادہ اہم ہے۔ یہ جن لوگوں کی زندگی میں آجاتی ہے تو وہ کارآمد ہو جاتے ہیں۔ حدیث مبارک کا مفہوم ہے کہ ”وہ شخص بہترین ہے جو دوسروں کیلئے فائدہ مند ہے۔“ جس دن آپ دوسروں کیلئے فائدہ مند بن جاتے ہیں تو سمجھ لیجیے کہ آپ نے جوازِ ہستی تلاش کر لیا۔

اگر آپ کی زندگی آپ کے اپنے ہی کام نہیں آ رہی تو پھر سمجھ لیجیے کہ ابھی تک آپ کو زندگی کا مقصد نہیں ملا۔ جوازِ ہستی تلاش کرنے کیلئے تہجد لگائیں، روئیں، اس رب العالمین کے دروازے پر دستک دیں، آپ کو جواب ضرور ملے گا۔ ہمیں اپنی ماں پر یقین ہوتا ہے، ہمیں وقت کے وزیر اعلیٰ پر یقین ہوتا ہے، مگر مالک کائنات پر یقین نہیں ہوتا۔ وہ جو کائنات کا مالک ہے، وہ کہتا ہے کہ تم مانگو، میں دوں گا۔ کیا عجب ہے کہ میں سب پر یقین رکھوں اور اپنے مالک اور خالق پر یقین نہ رکھوں۔ وہ تو ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرنے والا ہے۔

سونے سے پہلے نیت کیجیے اور صبح اٹھ کر سجدے میں سر رکھ کر اللہ تعالیٰ سے التجا ضرور کیجیے کہ اے میرے مالک، اگر تو نے مجھے ماں کے پیٹ میں پالا ہے تو اب مجھے شعور عطا فرما کہ میں اس دنیا میں کیوں آیا ہوں۔ (کتاب ”بڑی منزل کا مسافر“ سے)

بدلتی عمر، بدلتی ترجیحات

ہم کبھی اپنی زندگی کے سفر میں پیچھے مڑ کر دیکھیں تو ہمیں یاد آئے گا کہ ایک ننھا منا سا بچہ جس کی معصومیت یہ تھی کہ وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں سے خوش ہو جاتا، اس کے کھلونوں کی تعداد تھوڑی تھی مگر پھر بھی وہ ان سے راضی تھا۔ اگر کھلونا گم جاتا تو چند گھنٹوں بعد وہ مکمل طور پر بھول جاتا اور ایک نئی دنیا میں گم ہو جاتا۔ اس کو کوئی لالچ نہیں تھا، حرص نہیں تھا۔ اس کی خوشی یہ تھی کہ بڑی عید آ رہی ہے۔ اس کی خوشی یہ تھی کہ نیا جوڑا بن گیا ہے۔ اس کی خوشی یہ تھی کہ نئے کھلونے مل گئے ہیں۔ ایک تو یہ بچہ ہے جبکہ ایک شخص وہ ہے جو جوان ہوتا ہے، ایک وہ شخص ہے جو جوان ہو کر بوڑھا ہو جاتا ہے، اور ایک وہ شخص ہے جو بوڑھا ہو کر مر جاتا ہے۔

عمر کے بدلنے سے اپنے اندر کی تبدیلی کو دیکھئے تو وہ دراصل انتخاب کی تبدیلی نظر آتی ہے۔ ہم نے ہر دور میں انتخاب سے ظاہر کیا کہ ہماری عمر کیا ہے۔ اگر آج بھی کسی بوڑھے شخص کا انتخاب کھلونے ہوں تو لوگ کہیں گے کہ یہ بچہ ہے، یہ بڑا ہی نہیں ہوا، یعنی انتخاب اس بات کا اظہار ہے کہ یہ اپنی عمر میں کہیں پیچھے رہ گیا ہے۔ اس کی عمر میں تو بڑھ گئی ہے، لیکن ذہنی طور پر کچھ چیزیں پیچھے رہ گئی ہیں۔ ایک ہی انتخاب کسی اور وقت کے انتخاب پر لے کر جائیں تو پچھلا انتخاب ہمیں حماقت لگتا ہے۔ ہماری زندگی کے بے شمار ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ جب کبھی ہمارے سامنے اُن کا ذکر ہوتا ہے تو ہمیں شرم آ جاتی ہے۔ اس لیے کہ یہ وہی ہماری ذات کا حصہ ہے جو پیچھے کہیں کٹ گیا تھا اور آج اس کو ماننے اور سننے کیلئے ہم تیار نہیں ہیں۔

ہمارے چوہے

سوال یہ ہے کہ کیا وہ اصل تھا؟ تو جواب ہے، نہیں۔ کیا اگلا مرحلہ اصل ہے؟ جواب ہے، نہیں۔ ہم لمحہ موجود کے سوا کسی لمحے کو مانتے ہی نہیں ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم جس شعور کی حالت میں موجود ہیں، یہی میں ہوں اور یہی درست ہے۔ کیا یہی آگہی ہے کہ میں کون ہوں، اور میرے باہر کے حالات بدل جائیں تو میرا جواب بدل جاتا ہے۔ یہ کیا بات ہوئی کہ تھوڑے سے حالات بدلنے سے اتنی بڑی تبدیلی آ جائے کہ ہم موسیٰ سے فرعون بن جائیں۔ جنگل میں بلی تقریر کر رہی تھی۔ تمام جانور سن رہے تھے کہ اسی دوران اس کے آگے سے چوہا گزرا۔ بلی نے تقریر چھوڑ دی اور چوہے کے پیچھے بھاگ گئی۔ صوفیا فرماتے ہیں کہ آدمی کے اندر ایک بلی ہوتی ہے اور ہر آدمی کا ایک چوہا ہوتا ہے۔ جیسے ہی وہ سامنے آتا ہے، وہ سب کچھ بھول جاتا ہے اور اس کا حقیقی اندر سامنے آ جاتا ہے۔ ہم ہر شعبے میں نیک ہوتے ہیں، لیکن ہمارا ایک شعبہ ایسا ہوتا ہے جس کو گرفت کرنے کے بعد سمجھ آتا ہے کہ وہ ''جن'' ہمارے اندر ہی ہے جسے قابو کرنا ہے۔ (زیرِ طبع کتاب ''سوچ کا ہمالیہ'' سے)

توانائی کا صحیح استعمال

قدرت بعض لوگوں کو بہت خوب صورتی سے نوازتی ہے۔ بعض کو بہت خوب سیرت بنا دیتی ہے۔ بعض کی شخصیت بہت پُرکشش بنا دیتی ہے۔ غرض ہر کسی کو کسی نہ کسی انعام سے ضرور نوازتی ہے۔ قطب الدین ایبک کو "یوسف ثانی" کہا جاتا ہے۔ دنیا کی تاریخ میں حضرت یوسف علیہ السلام سب سے خوبصورت انسان مانے جاتے ہیں۔ ان کے بعد اگر کسی کو خوبصورت کہا گیا ہے تو وہ قطب الدین ایبک تھے۔ خوب صورتی سے زیادہ پُرکشش شخصیت اُن لوگوں کی ہوتی ہے جنھیں قدرت بہت زیادہ توانائی عطا کرتی ہے۔ وہ توانائی اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ بڑے بڑے کام بھی ان کے آگے چھوٹے ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنی اتھاہ توانائی کو استعمال کرتے ہوئے غیر معمولی کام کر جاتے ہیں اور پھر غیر معمولی بن جاتے ہیں۔ انھیں ہم موثر اور کامیاب لوگ کہتے ہیں۔ خدا کا فضل ہے کہ اس نے یہ غیر معمولی توانائی ہر ایک کو دے رکھی ہے۔ کوئی بھی اس سے محروم نہیں۔۔۔ آپ کے اندر بھی یہ توانائی کہیں چھپی ہوئی ہے!

زندگی میں ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اسے یہ شعور ہوتا ہے کہ اس کے اندر توانائی کا آتش فشاں چھپا ہوا ہے۔ جب قدرت اسے یہ شعور دیتی ہے اور وہ اس شعور کی مدد سے اپنی تلاش شروع کرتا ہے تو وہ اپنے اندر موجود کائنات میں کسی جگہ یہ آتش فشاں بھی کھوج ڈالتا ہے۔ پھر وہ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ مجھے اپنی زندگی میں کچھ کرنا ہے۔۔۔ کچھ غیر معمولی کرنا ہے تاکہ وہ اس توانائی کا درست استعمال کر سکے۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد وہ اپنی ساری توانائی اس کام پر لگا دیتا ہے۔ ایسا شخص حالات کیسے بھی ہوں، دیکھتے ہی دیکھتے باقی لوگوں سے آگے نکل جاتا ہے۔

لوگوں کی اکثریت زندگی میں ناکام رہتی ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ شکایت کرتے ہیں کہ ہمیں سازگار حالات نہیں ملے، ہمارے والدین نے ہماری تربیت درست نہیں کی، ہمارا سیاسی اور قانونی نظام کرپٹ ہے۔ کیا یہ اعذار درست ہیں؟ اگر دیکھا جائے تو سازگار حالات تو نبیوں کو بھی نہیں ملے۔ دنیا میں کبھی بھی حالات سازگار نہیں رہے اور نہ ہوں گے۔ پودے کو زمین سے نکلنے کیلئے زمین کا سینہ چاک کرنا پڑتا ہے۔ آپ جب بھی آگے نکلنے کی کوشش کریں گے، دنیا آپ کو پاگل کہے گی لیکن آپ کو دنیا کی پروا کیے بغیر اپنی توانائی کا صحیح استعمال کرتے ہوئے آگے نکلنا ہوگا۔

جب آپ اپنی توانائی کا درست استعمال کریں گے تو سکون میں رہیں گے۔ اگر اسے دبا کر رکھیں گے تو بے سکون رہیں گے۔ کوشش کر کے اپنا شوق والا کام تلاش کیجیے۔ اگر وہ نہ ملے تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگئے۔ جس کے پاس توانائی زیادہ ہوتی ہے، اسے ٹکریں بھی زیادہ مارنی پڑتی ہیں، اسے سجدے بھی زیادہ کرنے پڑتے ہیں۔ چلتی چیز کا زیادہ ڈر ہوتا ہے کہ وہ کہیں ٹکرا سکتی ہے۔ اگر سمت اور منصوبہ بندی ہو تو توانائی والا انسان دوسروں سے آگے نکل جاتا ہے۔ بے شعور اور بے حس کو کبھی ٹینشن نہیں ہوتی۔ وہ کہتا ہے، اوہ۔۔۔ زندگی ختم ہو گئی، چلو فوت ہو جائیں۔ عقل والا اپنے اندر چھپی توانائی کو تلاش کرتا ہے اور پھر وہ یہ شعور حاصل کر لیتا ہے کہ مجھے زندگی ایک بار ملی، اس میں کچھ نہ کچھ ضرور کر کے جاؤ۔ پھر وہ اس فکر میں پڑ جاتا ہے کہ کیا اور کیسے کیا جائے۔

خودشناسی

بہت ہی معروف قول ہے، ''جس نے خود کو پہچانا، گویا اس نے خدا کو پہچانا۔'' خود کو جاننے کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں کوئی کام کر رہا ہوں تو دیکھوں کہ اس کام کو کرانے والی کون سی ذات ہے۔ میں ایک ہی وقت میں دماغ ہوں، جسم ہوں، روح ہوں، دل ہوں، نفسہ امارہ ہوں، نفسہ مطمئنہ ہوں اور ایک ہی وقت میں نفسہ لوامہ ہوں۔ میں یہ دیکھوں گا کہ میرے کام کے پیچھے میرا محرک کیا ہے۔ جو محرک کام کرانے والا ہے، میں اسے تلاش کروں گا تو مجھ پر اپنی ذات پر کھل جائے گی۔

جب اس سوال کا جواب حضرت بابا بلھے شاہ کو آ گیا تو انھوں نے کہا، ''نہ میں موسیٰ نہ میں فرعون''، یعنی انھیں سمجھ آیا کہ میرے مسائل باہر کے مسئلے نہیں ہیں، یہ اندر کے مسئلے ہیں۔ گوتم بدھ جس کا اصل نام سدھارتھ تھا، اس کے متعلق ایک روایت مشہور ہے کہ وہ ایک درخت کے نیچے آلتی پالتی مار کر آنکھیں بند کر کے گیان میں بیٹھا رہتا تھا۔ ایک دن گیان کی حالت میں اس کی ہلکی سی آنکھ کھلی تو سامنے ایک خوبصورت لڑکی آتی ہوئی دیکھی۔ جب اس نے لڑکی کو دیکھا تو ایک لمحے کیلئے اس کے اندر کا شر جاگ اٹھا۔ اس کا خیال پراگندہ ہو گیا۔ اگلے ہی لمحے اسے خیال آیا کہ یہ ایسی مخلوق ہے جو خیال کو گندا کرتی ہے۔ پھر خیال آیا کہ نہیں، اس کا قصور نہیں ہے، میرے ہی اندر کچھ گندا ہے جس نے سر اٹھا لیا تھا۔

جب آپ اپنے اندر دیکھتے ہیں تو آپ کو سمجھ آتا ہے کہ میرے ہی اندر موسیٰ اور فرعون ہے۔ اندر ہی آپ حیاتی ہے، اندر ہی چودہ طبق ہیں۔ اندر ہی رب کی ذات ہے، اندر ہی شیطان ہے اور اندر ہی وہ شے ہے جو یہ تمام فیصلے کراتی ہے۔

تقدیر میں فیصلہ کرنے والا تقدیر پر اثر ڈال رہا ہوتا ہے۔ اگر فیصلہ آپ کا ہے تو ڈھونڈیے کہ وہ فیصلہ اندر سے کون کر رہا ہے۔ نفس کر رہا ہے تو ضلالت ہے۔ اگر وہ روح کا فیصلہ ہے تو سعادت ہے۔ زندگی میں ایک کام ضرور کیجیے۔ اپنے مختلف واقعات میں جا کر جھانکئے اور تصور کیجیے کہ اصل میں، میں کیا کر رہا ہوں۔ اس سے اپنی ذات کے بارے میں سمجھ بوجھ بڑھنا شروع ہو جائے گی۔

شوق یا پیسہ

عظیم پریم جی جو ہندستان کے بڑے کاروباریوں میں سے ہیں، کہتے ہیں، ”میں اور میری کمپنی کبھی پیسے کے پیچھے نہیں بھاگے۔ ہم ہمیشہ ساکھ کے پیچھے بھاگتے ہیں جس کی وجہ سے پیسہ ہمارے پیچھے بھاگتا ہے۔“

یہ الفاظ ایک کامیاب ترین کاروباری کے ہیں۔ اس کے برخلاف ہمیں سکھایا ہی یہ جاتا ہے کہ تم اس لیے پڑھ رہے ہو تاکہ نوکری مل جائے۔ لڑکی اس لیے پڑھ رہی ہے تاکہ اچھا رشتہ مل جائے۔ جب ہمارے اہداف (ٹارگٹس) ہی اتنے چھوٹے ہوں گے تو پھر زندگی کہاں گزرے گی۔ خدارا، اس کام کو کیجیے جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا کیا ہے تاکہ کام آپ کو کام نہ لگے۔ اگر کام آپ کو کام لگے اور آپ کیلئے بوجھ بن جائے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ اپنے شوق کو دریافت نہیں کر سکے ہیں۔ آپ نے کاموں کا بوجھ اٹھایا ہوا ہے۔ اور زندگی جس کیلئے بوجھ ہوتی ہے، وہ مُردہ ہوتا ہے۔ صرف دفنانا باقی ہوتا ہے۔ مشہور فلم ”تھری ایڈیٹس“ کے آخر میں فوٹوگرافر اپنے والد سے کہتا ہے، ”فادر! اِٹس اوکے۔۔۔ پیسہ کم کمالوں گا، لیکن وہ کروں گا جس میں میری تسلی ہے، میرا جذبہ ہے۔“

یاد رکھیے، ہر ایک کے اندر میٹر لگا ہوا ہے جو یہ بتاتا ہے کہ آپ کا کام کیا ہے۔ جو بتاتا ہے کہ آپ کو کدھر جانا ہے۔ بعض اوقات زمانے کی تقدیر زمانے کے ہاتھ کی لکیر پر نہیں، آپ کے ہاتھ کی لکیر پر لکھی ہوتی ہے۔ جناحؒ کے ہاتھ کو دیکھیں۔ جناحؒ کے ہاتھ پر قوم کی تقدیر لکھی ہوئی تھی۔ تقدیر آپ کو بدلنی ہوتی ہے۔ آپ انتظار کر رہے ہوتے ہیں کہ کوئی مسیحا آئے اور تقدیر بدلے، جبکہ خدا نے آپ سے کام لینا ہوتا ہے۔ عبدالستار ایدھی صاحب نہ ہوتے تو کتنے ہی لاوارث پڑے رہ جاتے، کتنے یتیم بے سہارا رہ جاتے۔ وہ کتنوں کے باپ بن گئے، کتنوں کے جنازوں کے کفن بن گئے اور کتنوں کیلئے آسانی کا ذریعہ بن گئے۔

بعض اوقات ایک فرد پورے معاشرے کے معیار کو بدل ڈالتا ہے۔ وہ Trendsetter کہلاتا ہے۔ یہ ٹرینڈ سیٹر آپ بھی ہو سکتے ہیں۔ آپ کو اندازہ ہی نہیں کہ آپ کے اندر کیا کچھ دفن ہے۔ ایڈیسن دنیا میں واحد سائنس داں ہے جس کی ایجادات کی تعداد 1249 ہے جس میں ہم صرف بلب کو جانتے ہیں۔ ایک بلب کی ایجاد کیلئے ایڈیسن نے دس ہزار سے زائد کوششیں کیں۔ بیٹری بنانے کیلئے اس نے اس سے بھی زیادہ کوششیں کیں۔ اس نے ایک جملہ کہا تھا، ”جس کو اپنے ٹیلنٹ کا پتا لگ جاتا ہے وہ ملازم نہیں ہو سکتا اور نہ وہ غلامی برداشت کرتا ہے۔“ غلام اور ملازم ہمیشہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو اپنا پتا نہیں ہوتا۔ وہ اپنے آپ کو سستا بیچ رہے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو Pay Cheques پر چلا رہے ہوتے ہیں۔

اکثر لوگ اپنے شوق بدلتے رہتے ہیں۔ وہ اپنے شوق اس لیے بدلتے رہتے ہیں کہ انھیں یہ شعور ہی نہیں ہوتا کہ اُن کا حقیقی شوق جو انھیں خدا کی طرف ودیعت کیا گیا ہے، کیا ہے؟ لیکن جب اپنا شوق واضح ہو جائے تو پھر وہ کبھی نہیں چھوٹتا۔

فرض کیجیے، کمرے میں اندھیرا ہے اور آپ باہر نکلنے کا راستہ تلاش کر رہے ہیں۔ اچانک آپ کا ہاتھ کھڑکی سے چھوا تو آپ سمجھے کہ یہی دروازہ ہے۔ حالانکہ وہ دروازہ نہیں ہے۔ اسی طرح آپ جس چیز کو راستہ سمجھتے ہیں، وہ راستہ نہ ہو تو آپ کنفیوز ہو جائیں گے۔ یہ کنفیوژن تب پیدا ہوتی ہے کہ جب آپ کی زندگی میں کوئی روشنی نہیں ہوتی۔ جب اپنی ذات کے بارے میں شعور بڑھتا ہے تو پتا چلنا شروع ہو جاتا ہے کہ مجھے اس دنیا میں کیا کرنا ہے۔ جو فرد فائنل چوائس پر چلا جاتا ہے، اس کیلئے چوائسس ختم ہو جاتی ہیں۔ آخرکار، وہ ایک چیز کا انتخاب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بس اب کشتیاں جلا دو۔ کشتیاں وہی جلائے گا جس کو اپنی منزل کا پتا ہوتا ہے کہ میرا یہی کام ہے۔

عام طور پر، انسان کی وقتی موٹیویشن بہت زیادہ ہوتی ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ اس غیر معمولی توانائی سے فیصلہ کن کام لیں۔ طے کر لیجیے کہ آپ کو اپنی زندگی میں آج کے بعد کیا کرنا ہے۔ پھر، دنیا کو وہ کر کے دکھا دیجیے۔ (کتاب ”بڑی منزل کا مسافر“ سے)

شوق کی پہچان کا فارمولا

شوق کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ دوسروں سے مشورہ لینے سے پہلے اپنے آپ سے مشورہ کریں۔ اپنے آپ سے مشورہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے

دل کی آواز سنیں۔ جب آپ اپنے دل کی آواز سنیں گے تو آپ کو اندر سے آواز ضرور آئے گی کہ آپ اچھے انجینئر نہیں ہیں، بلکہ آپ اچھے بزنس مین ہیں۔ حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں، ”انسان کی دو پیدائشیں ہیں۔ ایک پیدائش جس دن وہ اپنی ماں کے پیٹ سے دنیا میں آتا ہے۔ دوسری پیدائش جس دن اسے اپنے پیدا ہونے کا مقصد پتا چل جاتا ہے۔“ عبدالستار ایدھیؒ مرحوم دو بار الیکشن میں کھڑے ہوئے اور دونوں بار ہار گئے۔ اگر وہ الیکشن جیت جاتے تو عبدالستار ایدھی نہ بن پاتے۔ حضرت اقبالؒ نے مقابلے کا امتحان دیا۔ اگر آپؒ کامیاب ہو جاتے تو علامہ اقبالؒ نہ بنتے۔

جتنے بھی بڑے لوگ بنے ہیں، وہ بہت سی ناکامیوں کے بعد کامیاب ہوئے ہیں۔ آدمی کو درست جگہ پر پہنچنے کیلئے ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں۔ ہمارے تعلیمی نظام کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ اسٹوڈنٹ نمبروں میں تو ٹاپ کر جاتا ہے، لیکن زندگی میں فیل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ جو بنتا ہے، وہ اپنے لیے نہیں بنتا بلکہ وہ معاشرے کا ٹرینڈ دیکھتا ہے کہ اگر دوسروں کے گال سرخ ہیں تو میرے بھی سرخ ہونے چاہئیں۔

ہم جس طرح کے لوگوں سے متاثر ہوتے ہیں، انھی کا سا رجحان ہم اختیار کرتے ہیں۔ یہاں ہمارے فطری مزاج اور معاشرے کے انداز میں تصادم ہوتا ہے۔ ہم اپنے اندر سے کچھ ہوتے ہیں اور سماج کی دیکھا دیکھی کچھ اور کرتے ہیں۔ یہ دوغلا پن ہماری زندگی سے ہماری خوشی اور سکون چھین لیتا ہے۔

لوگوں کو نہ دیکھئے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ ٹیوی ڈراموں اور فلموں کے ہیروؤں کے کاموں سے بھی متاثر نہ ہوں۔ آپ جیسا کوئی دوسرا نہیں۔ اپنے اندر اپنی تلاش کیجیے۔ اپنے دل کے اندر جھانکئے اور کھوجئے کہ آپ کا رجحان کس طرف ہے۔ حضرت واصف علی واصفؒ فرماتے ہیں: ”جو تیرا خیال ہے، وہی تیرا حال ہے۔“

خود اور خودشناسی

ہماری ذات خوبیوں اور خامیوں کا مجموعہ ہے۔ جو خوبی ہماری شناخت بنتی ہے، اس سے دوام ملتا ہے۔ یہ قدرت کا انعام ہوتا ہے۔ اس خوبی کو ہمیں لے کر چلنا ہوتا ہے۔ قدرت اپنے کارخانے کو چلانے کیلئے ہر انسان میں کچھ ایسی صفات رکھ دیتی ہے کہ کائنات میں جو کمی ہوتی ہے، وہ اس سے پوری ہو جاتی ہے۔ کائنات کا یہ نظام چلتا آ رہا ہے اور چلتا رہے گا۔ ہم نے پچھلے لوگوں کی جگہ لی، پھر ہماری جگہ اور لوگ لے لیں گے۔ لیکن آج کے وقت میں ہمارا موجود ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اس نظام میں ہماری ضرورت ہے اور اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ہمیں یہ زندگی عطا کی گئی ہے۔

انسان میں یہ تجسس رہتا ہے کہ میں خود کو جانوں، مجھے جانا جائے۔ وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ مجھ میں ابھی جو کمی ہے، ابھی جو کچھ باقی ہے اسے مکمل کرنا ہے۔ یہ تجسس ''خودشناسی'' کہلاتا ہے۔ یہ تجسس عمر کے کسی بھی حصے میں کسی کے دل میں بھی سما سکتا ہے۔ یہ سوال کبھی بھی اٹھ سکتا ہے کہ میں کون ہوں، میں کدھر جا رہا ہوں اور مجھے جانا کہاں ہے۔ تاریخ میں جن لوگوں نے خود کو جانا، وہ صوفیائے کرام ہو سکتے ہیں، وہ اولیائے کرام ہو سکتے ہیں، وہ نیک لوگ ہو سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ لوگ بھی ہو سکتے ہیں جنھوں نے معاشرے کیلئے کوئی کام کیا۔ مثال کے طور پر، اگر آئنسٹائن کا نام لیا جائے تو اس کی دریافتیں معاشرے کیلئے بہت فائدہ مند ثابت ہوئیں۔ اس کی شناخت علم سے جڑی ہے۔ یہ اُس کے اندر کی خودی تھی۔ وہ کہا کرتا تھا کہ میری دریافت کا عمل اس طرح ہے کہ جب میں کسی چیز کی دریافت کے پیچھے پڑ جاتا ہوں اور وہ ہو جاتی ہے تو اگلے کام کی طرح پچھلا کام بھول جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں سوچتا بھی نہیں ہوں کہ اس سے پہلے میں نے کوئی کام کیا تھا۔ میں جو کام کر رہا ہوتا ہوں، وہ میرے لیے نیا کام ہوتا ہے۔ میں اپنی پوری توانائی اس میں لگا دیتا ہوں۔

مشکلات و مصائب نعمت ہیں

جن لوگوں کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ انھوں نے خود کو جان لیا، یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے خود کو جان لینے کے بعد وہ کام کیا جس کیلئے وہ پیدا کیے گئے تھے۔ عام طور پر خود کو جاننے والا شخص خود کو اس وقت جانتا ہے کہ جب وہ مصیبت و آلام میں مبتلا ہوتا ہے۔ جتنی خودشناسی انسان کو تکلیف میں ہوتی ہے، اتنی خوشی اور راحت میں نہیں ہوتی۔ غم، تکلیف اور مشکلات کا دَور انسان کو اپنے آپ سے آگاہ کرتا ہے۔ حضرت واصف علی واصفؒ فرماتے ہیں، ''جس کی آنکھ میں آنسو ہیں وہ خدا کی رحمت سے بچ نہیں سکتا۔'' خدا کی رحمت سب سے پہلے اس شخص کیلئے ہوتی ہے جس کی آنکھ میں آنسو ہوں، کیونکہ اس وقت دل شکستہ اور ٹوٹا ہوا ہوتا ہے اور شکستہ دل نرم ہوتا ہے۔

عبدالستار ایدھی جب پیدا ہوئے تو ابتدائی ایام ہی میں ان کی والدہ کو طلاق ہو گئی جس کی وجہ سے اُن پر غربت اور غم کے سائے رہتے تھے۔ اسی کسمپرسی کی حالت میں وہ والدہ کے ساتھ پاکستان آ گئے اور کراچی میں گولیاں ٹافیاں بیچنا شروع کر دیں۔ لیکن اندر یہ جذبہ تھا کہ جس محرومی کا مجھے سامنا رہا، اس کا ازالہ مجھے دوسروں کیلئے کرنا ہے۔ لہٰذا، انھوں نے اپنی ریڑھی سے کام شروع کر دیا اور پھر ایک وقت ایسا آیا کہ ان کا نام گینز بک آف ورلڈز ریکارڈ میں درج ہوا۔ اُن کے بچپن کی محرومی اُن کی طاقت بن گئی۔ انھوں نے خود کو جان لیا کہ میں دوسروں کی خدمت کیلئے پیدا ہوا ہوں۔

جو خود کو جان لیتا ہے، اس سے معاشرے کو فائدہ ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اپنے لیے نہیں جیتا، بلکہ وہ دوسروں کیلئے جیتا ہے۔

حقیقی محبت

بعض لوگ مجازی محبت میں گرفتار ہوتے ہیں، لیکن وہ محبت انھیں نہیں ملتی۔ البتہ اس محبت کی دوری میں وہ خود کو تلاش کر لیتے ہیں۔ خواجہ غلام فریدؒ کو پڑھا جائے یا حضرت داتا گنج بخش کو پڑھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ ان لوگوں کی خودشناسی کا سفر عشقِ مجازی سے شروع ہوا تھا۔ تاریخ میں بے شمار ایسے صوفیا کرام ملتے ہیں جن کا مجاز، حقیقت میں بدل گیا۔ انھوں نے ماسوا سے ماورا کی محبت کر لی۔ وہ ایک سے کل کی محبت پر چلے گئے۔

انسان جب اپنا آپ کسی کو دیتا ہے تو اس کو سمجھ آتا ہے کہ اصل زندگی تو یہ زندگی ہے۔ وہ اپنے آپ کو بیچ دیتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے کہ اب میرا دام انسان نہیں لگا سکتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ کسی انسان کیلئے فنا ہونے سے بدرجہا بہتر ہے کہ میں مالک کائنات کیلئے فنا ہو جاؤں۔

بے شمار لوگ ایسے ہیں جنھوں نے خود کو تب جانا کہ جب ان کو نیک لوگوں کی صحبت ملی۔ اس کی بہترین مثال اگر کوئی ہے تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دورِ نبوت ہے جس کے فیض یافتہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب منبر پر بیٹھے تھے تو اپنی داڑھی کو پکڑ کر کہتے تھے کہ میں وہ شخص ہوں جو بکریاں اور اونٹ نہیں چرا سکتا تھا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت تھی جس نے مجھے اس قابل بنایا۔

یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کی جماعت تھی۔ یہ بہ ظاہر عام لوگ تھے جن میں تہذیب کی بھی کمی تھی، تمیز کی بھی کمی تھی اور علم کی بھی کمی تھی، مگر کمال یہ ہوا کہ انھیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کی صحبت میسر آ گئی۔ بعض اوقات تاریخ نے کچھ لوگوں کو ایک ایسا آئینہ دیا کہ ان لوگوں نے اپنی شناخت اس کے ذریعے کر لی اور ان کے اندر کی چھپی ہوئی صلاحیتوں کا اظہار ہونے لگا۔ وہ تلوار جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لے کر نکلے، وہ تہذیب جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما لے کر نکل رہے ہیں، وہ سخاوت جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ لے کر نکلے اور وہ علم جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ لے کر نکلے، اس سے پوری دنیا کو فیض ملا۔ یہ سب اس وجہ سے ممکن ہوا کہ اُن شخصیات کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر آئی۔

بہتر شخصیت

کہا جاتا ہے کہ خود شناسی تب بھی ممکن ہوتی ہے اگر اپنے سے بہتر شخصیت مل جائے۔ کیونکہ اپنے سے بہتر کا ساتھ سب سے پہلے یہ خیال پیدا کرتا ہے کہ میں اپنی ذات کی نفی کر رہا ہوں، مجھ سے بہتر بھی کوئی ہے، مجھ میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔ حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ ایک شیر کا بچہ گھومتے گھومتے بھیڑوں کے ریوڑ میں چلا گیا اور وہاں پر رہنے لگا۔ ان میں رہتے رہتے اس نے زندگی گزار دی۔ وہ بھول گیا کہ میں شیر ہوں۔ وقت گزرا۔ ایک دن اس نے دیکھا کہ شیروں کا لشکر جا رہا ہے۔ جیسے ہی اس نے شیروں کے لشکر کو دیکھا تو اسے خیال آیا کہ یہ تو مجھ سے ملتے جلتے لگتے ہیں۔ ان کے انداز، ان کے اطوار، ان کا طور طریقہ، ان کے اندر جھلک میری ہے۔ اس نے دیکھا کہ شیر نے ایک دم بھیڑ کو شکار کر لیا اور کھا گیا۔ یہ دیکھ کر اس کے اندر کا شیر جاگ گیا۔ انسان کا اندر تب جاگتا ہے کہ جب وہ اپنے جیسے کو دیکھتا ہے۔ اگر کوئی درندگی کر رہا ہے اور اگر اس کے اندر درندگی ہے تو وہ اس کو اچھا لگے گا۔ جس کے اندر گناہ ہے اور وہ کسی کو گناہ کرتے دیکھے گا تو اسے ترغیب ملے گی۔ اور اگر اندر نیکی ہے تو پھر نیکی کی ترغیب اندر کی سوئی ہوئی نیکی کو جگا دیتی ہے۔

جب حق جاگتا ہے

پرانے وقتوں میں شالامار باغ کے علاقے میں زیادہ تر ہندو اور سکھ لوگ رہا کرتے تھے۔ شام کے کسی پہر میں شالامار باغ میں ایک اللہ کے نیک بندے ٹہل رہے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا مرید تھا۔ مغرب کا وقت ہو گیا۔ انھوں نے مرید سے اذان دینے کو کہا۔ مرید نے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد کہا کہ اذان کی ضرورت نہیں ہے۔ انھوں نے وجہ پوچھی تو مرید نے جواب دیا کہ میں جدھر دیکھتا ہوں، مجھے سکھوں کی پگڑیاں نظر آتی ہیں یا ہندوؤں کی کلنگ نظر آتی ہیں، اس لیے یہاں پر اذان دینے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ کے ولی نے کہا، بیٹا آپ اذان دے دیجیے۔ جب اذان دی اور پیر و مرید نے نماز شروع کی تو پیچھے تین صفیں بن چکی تھیں۔ مرید نے پوچھا، حضور یہ کیا معاملہ ہے؟ انھوں نے جواب دیا، حق کی بات کرنے سے سویا ہوا حق خود جاگ جاتا ہے۔

ایک کا حق بولنا بہت سوں کے سوئے ہوئے ''حق'' کو جگا دیتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ان ایام میں جن لوگوں کی خودی بیدار ہوئی انھیں تاریخ نے سقراط اور ارسطو کہا تو بعض لوگ درویش ہوئے۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو انسان کے مقصد حیات کو جگا دیتے ہیں کہ جس مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ نے انھیں بھیجا ہے۔ ان کی حق کی پکار اندر کے حق کو جگا دیتی ہے۔ اُن کی باتیں اگرچہ عام باتیں ہوتی ہیں، لیکن اپنی ذات کی گہرائی سے نکلنے کے باعث دوسروں کے دلوں میں گھر کر جاتی ہیں۔ بعض اوقات کسی کا گناہ بھی اس کو خودی سے آشنا کر

دیتا ہے، کیونکہ گناہ گار جب توبہ کی طرف جاتا ہے تو سب سے بڑا انعام یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اسی سے آشنا کر دے۔ گناہ گار کے آنسوؤں میں اتنی عاجزی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

محرومی کا احساس

وہ نیکی جو آپ کو سلا دے، اس سے بہتر وہ غلطی ہے جو جگا دے۔ جاگنے کے بعد گناہ نہیں ہوتا، توبہ ہو سکتی ہے۔ یہ شعور کہ میں بیدار ہوں، میرا خیال کس طرف جا رہا ہے، اللہ کا بہت بڑا انعام ہے۔ ہمیشہ انسان کو غم نے، صالح صحبت نے، توبہ نے یا نیک شخص کی صحبت نے بیدار کیا ہے۔ انسان کی محرومی اس کی طاقت بنتی ہے، بشرطیکہ محرومی کا احساس ہو جائے۔ اگر محرومی کا احساس ہی نہ ہو تو محرومی کو دور نہیں کیا جا سکتا۔ کینسر، ہارٹ اٹیک اور ہیپاٹائٹس سی بہت خطرناک بیماریاں ہیں۔ یہ اس لیے خطرناک ہیں، کیونکہ ان کا پتا اس وقت لگتا ہے کہ جب وقت گزر چکا ہوتا ہے۔ لیکن اس سے بھی خطرناک بات یہ ہوتی ہے کہ آدمی کو پتا ہی نہ ہو کہ میں زندگی میں کس طرف جا رہا ہوں۔ انسان پر سب سے بڑی رحمت یہ ہے کہ انسان کی آنکھ کھل جائے اور اسے پتا چل جائے کہ وہ کہاں ہے، کہاں جا رہا ہے۔ جب اپنی آنکھ خود پر کھلتی ہے تو اپنی غلطیاں، اپنی کوتاہیاں، اپنے اندر کے موسیٰ اور اپنے اندر کے فرعون کا پتا لگ جاتا ہے۔ سب سے زیادہ خطرے والی بات تب ہوتی ہے کہ جب غلطیوں کا پتا نہ لگے۔ آدمی کو یہ شعور اور احساس ہی نہ ہو کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کس لیے جی رہا ہے۔

اس کا بہترین حل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ اے میرے مالک، مجھے میری غلطیوں سے آشنا کر دے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ میرے اندر کینسر پلتے رہیں... نفرت کا کینسر، بغض کا کینسر، لالچ اور حرص کا کینسر، خودستائشی کا کینسر وغیرہ وغیرہ۔

انسان دو تاریخیں کبھی نہیں بھولتا۔ ایک اُس کی تاریخ پیدائش (اگر اسے معلوم ہو) اور دوسری جس دن اس کو یہ پتا لگتا ہے کہ مجھے مالک نے کیوں پیدا کیا۔ اگر یہ پتا لگ جائے کہ مجھے کیوں پیدا کیا گیا ہے، میرا یہاں آنے کا کیا مقصد ہے تو پھر سمجھیے کہ خودستائشی کی بجائے خودشناسی کا سفر شروع ہو گیا ہے۔

خودی کا احساس

آج بھی بے شمار نوجوانوں میں خودی کا احساس پایا جاتا ہے۔ یہ وہ نوجوان ہیں جن سے معاشرے کو فائدہ ہو رہا ہے۔ آج فلاح و بہبود کے کاموں میں جتنے نوجوان نظر آتے ہیں، پہلے اتنے نہیں ہوتے تھے۔ آج بے شمار تحریکیں نوجوانوں کی وجہ سے چل رہی ہیں۔ کتنے ہی نوجوان پاکستان پر مرمٹنے کیلئے تیار رہتے ہیں۔

ہم یہ گلہ کرتے رہتے ہیں کہ نیکی کا زمانہ نہیں ہے، لیکن یہ حقیقت بھی یاد رکھیے کہ ایک ہی وقت میں دونوں چیزیں موجود ہوتی ہیں۔ نہ کسی دَور میں نیکی مری ہے اور نہ کسی دور میں بدی ختم ہوئی ہے۔ اہم سوال یہ ہے کہ ہم کس صف میں کھڑے ہیں۔ ہماری لائن کون سی ہے۔ ہمارے عمل سے کتنے لوگ متاثر ہو رہے ہیں۔ اگر واقعی ہمارا خلوص ہے تو پھر بے شمار لوگوں کو اس سے راستہ مل جائے گا۔ بعض اوقات ہماری نصیحتیں دوسروں کو تبدیل نہیں کرتیں، معاملہ فہمی یا حسنِ اخلاق تبدیل کر دیتا ہے۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ "مومن کے نامہ اعمال میں قیامت کے روز سب سے وزنی شے اس کے حُسنِ اخلاق ہوں گے۔" کیونکہ حسنِ اخلاق سب سے زیادہ متاثر کرنے والی شے ہے، دوسروں کے دلوں کو بدلنے والی چیز ہے۔ (کتاب "اونچی اُڑان" سے)

شوق کی تلاش

کوئی نہیں چاہے گا کہ اس کی توانائیاں ضائع ہوجائیں۔ کوئی نہیں چاہتا کہ وہ ناکام ہوجائے۔ کوئی نہیں چاہتا کہ اس کی زندگی بے مقصد ہو اور کوئی نہیں چاہتا کہ اسے کامیابی نہ ملے۔ ہر شخص ناکامی سے بچنے کیلئے غور و فکر کرتا ہے اور یہی غور و فکر اسے سنجیدگی کی طرف لے کر جاتا ہے۔

سنجیدگی کی سب سے پہلی نشانی یہ ہے کہ آدمی یہ دریافت کر لے کہ مجھے اپنی زندگی میں کس طرف جانا ہے، میرے لیے ہدایت کہاں پر ہے۔ اگر یہ احساسات نہ ہوں تو درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کی نشانی ہے۔ وہ لوگ جنھیں خیال نہیں آتا، جو سوچ نہیں سکتے، ایسے لوگ صرف قبرستان میں پائے جاتے ہیں۔ زندہ انسان ہمیشہ اپنے آپ میں بہتری لانا چاہتا ہے، وہ اپنے کل کو آج سے بہتر بنانا چاہتا ہے۔

محدود سوچ، محدود شعبے

زندگی کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں شعور نہیں ہوتا جبکہ دوسرے حصے میں شعور آتا ہے۔ عام طور پر لوگ شعوری زندگی میں یہ نہیں سوچتے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے کس کام کیلئے پیدا کیا ہے۔ زیادہ تر کی سوچ یہی ہوتی ہے کہ ڈاکٹر یا انجینئر بن جائیں۔ یہ ذہن میں ہونا چاہیے کہ دنیا میں صرف ڈاکٹر یا انجینئر ہی کے شعبے نہیں ہیں بلکہ اور بھی بہت شعبے ہیں۔ مگر لوگوں کی سوچ اتنی محدود ہے کہ وہ سوچتے ہیں کہ اگر میں ڈاکٹر یا انجینئر نہیں بن سکا تو میں ناکام ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے کام کرنے کے لامحدود راستے پیدا فرمائے ہیں، لیکن ان لوگوں کا انتخاب صرف دو راستوں تک محدود ہوتا ہے۔ انھوں نے کبھی سوچا ہی نہیں ہوتا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں انجینئر بننے کیلئے پیدا کیا ہے؟ انہوں نے کبھی اپنے اندر کے آرٹسٹ کو نہیں دیکھا ہوتا۔ انھوں نے کبھی اپنے اندر کے سائنسداں کو نہیں دیکھا ہوتا۔ انھوں نے کبھی اپنے اندر کے ٹیچر کو نہیں دیکھا ہوتا۔ انھوں نے کبھی یہ نہیں جانچا ہوتا کہ میرے اندر اصل ٹیلنٹ کیا ہے۔

دو چہرے

دنیا میں دو طرح کے لوگ ہیں۔ پہلی طرح کے لوگ وہ ہیں جنھیں صبح جلد اٹھنا عذاب لگتا ہے۔ انھیں اپنے کام سے کوئی محبت نہیں ہوتی۔ ایسے لوگوں کی زندگی میں کوئی چمک نہیں ہوتی۔ ان کی زندگی میں بیزاری ہوتی ہے۔

دوسری طرح کے لوگوں کو اپنے کام سے محبت ہوتی ہے۔ یہ محبت انھیں رات دیر تک جاگنے اور صبح جلد اٹھنے پر مجبور کرتی ہے۔ انھیں تھکاوٹ سے کوئی واقفیت نہیں ہوتی، کیونکہ وہ اپنے جسم سے نہیں بلکہ اپنی روح سے کام کرتے ہیں۔ ایسے لوگ پہلے قسم کے لوگوں سے زیادہ چمک والے، متحرک اور شوق والے ہوتے ہیں۔ ہارورڈ یونیورسٹی کی بیس سالہ تحقیق کے مطابق، اس دنیا میں ستانوے فیصد لوگ وہ کام کر رہے ہوتے ہیں جنھیں اُس کام کیلئے پیدا ہی نہیں کیا گیا ہوتا۔ وہ شوق کے بغیر زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ ظاہراً تو وہ زندہ ہوتے ہیں، لیکن حقیقتاً مُردہ ہوتے ہیں۔ صرف تین فیصد لوگ وہ کام کرتے ہیں جو اُن کا شوق ہوتا ہے، جو اُن کا Passion ہوتا ہے، جس کیلئے وہ پاگل ہوئے جاتے ہیں۔

انسان کے دو چہرے ہیں۔ ایک چہرہ جو نظر آتا ہے جبکہ دوسرا چہرہ نظر نہیں آتا۔ وہ چہرہ کام کا چہرہ ہوتا ہے اور وہی اصل چہرہ ہوتا ہے، کیونکہ آدمی کی شناخت اس کا کام بناتا ہے۔ زندگی میں شناخت کیلئے سفر کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ سفر بقول فائز حسن سیال کے، خود شناسی کا سفر ہوتا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔

زندگی کا سب سے اہم سوال

شوق اللہ تعالیٰ کے دربار کی سوغات ہے۔ اسے کوئی کوئی پہچانتا ہے۔ کسی کسی کو اس کی شناخت ہوتی ہے۔ شوق کا پتا لگ جائے تو شخصیت میں اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ پھر انسان کو راستے کی رکاوٹ، رکاوٹ نہیں لگتی۔ جیت اور ہار کی پروا ختم ہوجاتی ہے۔ دوسروں کی تنقید کا اثر نہیں رہتا۔ شوق والا معاوضے اور وقت

کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے۔ شوق کی مصروفیت میں اردگرد کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔ شوق کے راستے پر چلنے والا مقابلہ نہیں کرتا۔ مقابلہ ہمیشہ تب ہوتا ہے کہ جب اپنی صلاحیتوں کا علم نہ ہو۔ شوق کا راستہ عبادت کا راستہ ہے، بلکہ یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا راستہ ہے۔ جس شخص کو اپنے شوق کا پتا لگ جاتا ہے وہ اپنے کام کو عبادت سمجھتا ہے۔ اس سے بڑا اور کوئی مقام نہیں ہے کہ اپنا کام عبادت لگنے لگے۔ اگر یہ نہیں تو کام عذاب لگتا ہے۔

انسانی زندگی میں سب سے قیمتی سوال یہ ہے کہ میرا شوق کیا ہے؟

یہ اتنا سنجیدہ اور اہم سوال ہے کہ جس کو بھی اس کا جواب مل گیا، پھر اسے خریدا نہیں جا سکا۔ شوق انسان کو خواب بنانے پر مجبور کر دیتا ہے۔ وہ سکون سے نہیں رہنے دیتا۔ شوق کی آگ سے پکی ہوئی ہانڈی بہت ذائقے دار ہوتی ہے۔ خلیل جبران کہتا ہے کہ وہ روٹی مزیدار نہیں ہوتی جس کے اندر شوق یا محبت نہیں ہوتی۔ ایک خاتون قلم کار برتن بناتی تھی۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ تم برتن بناتی ہو۔ اس نے جواب دیا، ”نہیں، میں برتن نہیں بناتی، میں تو اپنے آپ کو بناتی ہوں۔“ اسی طرح شوق والا اپنے کام کو نہیں دکھاتا بلکہ اپنے کام کے ذریعے اپنے آپ کو دکھاتا ہے۔ وہ شوق کسی کام کا نہیں ہے جس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو۔ اور اگر شوق اور زمانے کی ضروریات مل جائیں تو یہ بہت خوش قسمتی کی بات ہے۔

کیا آپ زندگی کا لطف اٹھا رہے ہیں؟

جو لوگ اپنے شوق کو دریافت نہیں کرتے، وہ صرف زندگی کا چکر پورا کرتے ہیں۔ انسان کی سب سے بڑی تمنا یہ ہوتی ہے کہ وہ سدا زندہ رہے۔ جینئس انسان وہ ہوتا ہے جو اپنے وقت اور کام کی سرمایہ کاری اس انداز سے کرے کہ اس کے جانے کے بعد بھی انسانیت اس سے استفادہ کرتی رہے۔ شوق سے کیا گیا کام آدمی کو اَمر کر دیتا ہے۔

زندگی میں مزہ پیدا کرنے کیلئے اپنا شوق دریافت کیجیے، کیونکہ بغیر شوق کے زندگی کا کوئی مزہ نہیں آئے گا۔ پینسٹھ سال کی زندگی میں انسان نوے ہزار گھنٹے کام کرتا ہے۔ اس کے دو ہی طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ ان نوے ہزار گھنٹوں کو رو کر گزارہ جائے یا پھر انھیں اپنے شوق کی تکمیل کیلئے استعمال کر لیا جائے۔ حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ ”اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی۔۔۔“ ہماری زندگی کا راز ہمارے ہی اندر ہے۔ جب تک اس اندر کو تلاش نہیں کیا جائے گا، تب تک قرار نہیں آئے گا۔

چھوٹے انسان کی تقدیر دوسروں کے ہاتھوں پر لکھی ہوتی ہے جبکہ بڑے انسان کے ہاتھ پر زمانے کی تقدیر لکھی ہوتی ہے۔ حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ کی وجہ سے کتنے ہی انسانوں کی زندگی بدل گئی، کیونکہ ان کے ہاتھ پر زمانے کی تقدیر لکھی ہوئی تھی۔ جبکہ تمام جہانوں کی تقدیر ہمارے آقا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر لکھی ہوئی ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہانوں کیلئے رحمت ہیں۔ (زیرِ طبع کتاب ”سوچ کا ہمالیہ“ سے)

آپ کے اندر کا خزانہ

ہر شخص کے اندر ایک خزانہ ہوتا ہے اور وہ خزانہ شوق اور دلچسپی کا خزانہ ہے۔ انسان کی دلچسپی جس چیز میں دلچسپی ہوتی ہے، وہ خواہ کچھ ہی ہو، اس کے پاس اس چیز کے متعلق ویسی معلومات، ویسی کتابیں، ویسی مجالس، ویسے دوست، ویسا ماحول اور ویسے ہیروز مل جاتے ہیں۔ چونکہ دلچسپی اور شوق مختلف ہوتے ہیں، اس لیے ہر شخص کے ہیرو مختلف ہوتے ہیں۔ جو لیڈر ہوگا اس کیلئے محمد علی جناحؒ ہیرو ہوں گے، جبکہ جو مفکر ہوگا اس کیلئے حضرت علامہ محمد اقبالؒ ہیرو ہوں گے۔

انسان کا دوسروں سے متاثر ہونا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ انسان واحد مخلوق ہے جو انسپائر ہوتی ہے۔ دوسری کوئی مخلوق کسی سے انسپائر نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر انسپائریشن کا مادہ رکھا ہے اور اس خاصیت کی وجہ سے وہ اپنا شوق تلاش کرتا ہے۔ جس طرح ہر شخص اپنے جاننے والے کو پہچان لیتا ہے، اسی طرح جب اندر کے شوق کے متعلق چیزیں سامنے آتی ہیں تو وہ انھیں پہچان لیتا ہے، کیوں کہ وہ اپنے اندر سے اسے جانتا ہے۔

اس سے بڑا جرم شاید اور کوئی نہیں کہ ایک شخص اپنی زندگی شوق کے بغیر گزار دے۔ شوق کے بغیر زندگی ایسے ہی ہے جیسے کانٹوں پر سونا اور تلواروں پر چلنا۔ اگر شوق سلامت ہو تو انسان کو رکاوٹ روک نہیں سکتی۔ حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں، ''ایمان سلامت ہر کوئی منگے ۔۔۔ شوق سلامت کوئی ہو''۔

(زیر طبع کتاب ''سوچ کا ہمالیہ'' سے)

صحیح سمت کا انتخاب

انسان روح اور جسم کا مجموعہ ہے۔ جس طرح انسان اپنے جسم کو بہتر بناتا ہے، اسی طرح روح کو بھی بہتر بنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب یہ دونوں بہتر ہوں تو سمت درست ہوتی ہے۔ انسان کے چھوٹے سے چھوٹے عمل کے پیچھے کوئی نہ کوئی محرک ہوتا ہے۔ دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ وہ محرک ذہن ہے یا کوئی اور چیز ہے۔ مثال کے طور پر، جسم کو کرنٹ لگے تو بغیر کسی سوچ کے ہاتھ فوری طور پر پیچھے کی جانب حرکت کرتا ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ آخر کون سی ایسی چیز ہے جو سوچنے سے پہلے یہ فیصلہ کراتی ہے کہ ہاتھ پیچھے کرنا ہے۔

نفس اور ذہن

بعض معاملات کے پیچھے ذہن ہوتا ہے، جبکہ بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں جن کے پیچھے نفس ہوتا ہے۔ جیسے ضرورت سے زیادہ چاہنا۔ یہ کام نفس لوامہ کا کام ہے۔ نفس لوامہ کی وجہ سے جبلت جانوروں جیسی ہو جاتی ہے۔ بعض کاموں کے بعد شرمندگی کا احساس ہوتا ہے۔ یہ کام نفس عمارہ کراتا ہے۔ یہی نفس عمارہ پشیمانی بھی دیتا ہے اور ندامت بھی۔

بعض اوقات انسان چاہتا ہے کہ میں دوسروں کی مدد کروں، دوسروں پر روپیہ پیسہ نثار کروں، دوسروں کی خاطر اپنا وقت استعمال کروں، میری توانیاں دوسروں کیلئے استعمال ہوں، میری وجہ سے کسی کا بھلا ہو۔ یہ کام نفس مطمئنہ کراتا ہے۔ نفسِ مطمئنہ انسان کو ہر حال میں مطمئن رہنے کو کہتا ہے۔

ہائی جیکر

انسان کے اندر بہت سارے ہائی جیکرز ہوتے ہیں اور وہ ہائی جیکرز اس کی سمت متعین کرتے ہیں۔ ایک طیارہ فضا میں پرواز کرتا ہے۔ اچانک ایک ہائی جیکر اٹھتا ہے، ہتھیار نکالتا ہے، پائلٹ کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے کہ جہاں میں چاہتا ہوں، جہاز کو وہیں لے کر جاؤ۔ مسافروں کو کہہ دیا جاتا ہے کہ اگر کسی نے ہلنے کی کوشش کی تو جہاز تباہ کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد آواز آتی ہے کہ طیارہ اغوا ہو گیا۔ جس طرح ایک ہائی جیکر طیارہ اغوا کرتا ہے، اسی طرح انسان صحیح چل رہا ہوتا ہے کہ اچانک اس کے اندر سے ایک ہائی جیکر اٹھتا ہے جسے نفس لوامہ کہا جاتا ہے، وہ اسے اغوا کر لیتا ہے۔ اسے غصہ آتا ہے۔ وہ فیصلہ کرتا ہے اور سامنے کھڑے شخص کو قتل کر دیتا ہے۔ یوں زندگی کا طیارہ کریش ہو جاتا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ انسان نے اپنے اس ہائی جیکر کو کنٹرول نہیں کیا ہوتا۔ ہر انسان چاہتا ہے کہ اس کی سمت درست ہو، وہ کامیاب ہو، لیکن اس سے پہلے ہائی جیکر کو کنٹرول کرنا بہت ضروری ہے۔

انسان کی زندگی میں کئی طرح کے ہائی جیکرز ہوتے ہیں۔ ان میں لالچ ایک اہم ہائی جیکر ہے۔ لالچ ہمیشہ اس شخص میں ہوتا ہے جو اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتا ہے۔ اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھنا یا تو اپنی غلطیوں کی وجہ سے ہوتا ہے یا پھر اس کی وجہ معاشرہ بنتا ہے۔ اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھنے کا ایک محرک کرپشن ہے۔ کبھی اس بات پر غور نہیں کیا گیا۔ یہ کیوں ہے؟ ہم سمجھتے ہیں کہ شاید اس موضوع پر سیمینار کرنے سے یہ ختم ہو جائے گی۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ پانی کے لیک ہونے کی جگہ تلاش کر لی جائے، لیکن پیوند کسی دوسری جگہ لگایا جائے۔ جس معاشرے میں کرپشن کم ہوتی ہے، وہاں پر لوگ اپنے آپ کو زیادہ محفوظ سمجھتے ہیں۔ انھیں پتا ہوتا ہے کہ کچھ ہو بھی جائے تو حکومت ہمارے بچوں کو سنبھالے گی، کیونکہ یہ اس کی ذمے داری ہے۔

غیر محفوظ کو محفوظ بنانے کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ محنت کر کے ساری چیزیں جیسے گھر، گاڑی اور آسانیاں لائی جائیں کیونکہ جب آسانیاں آتی ہیں تو آدمی اپنے آپ کو محفوظ سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اپنے اندر توکل پیدا کیا جائے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے، کیونکہ جب توکل اور شکر ہوتا ہے تب بھی آدمی اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہے۔ پہلا طریقہ تو تقریباً ناممکن ہے، دوسرا طریقہ بہت آسان اور عملی ہے۔

عادات کا ہائی جیکر

زندگی کا ایک بہت بڑا ہائی جیکر ہماری عادات ہیں۔ زیادہ تر عادات لاشعوری طور پر بنتی ہیں، لیکن جب شعور آتا ہے تو ہمیں یہ انتخاب (چوائس) مل جاتا ہے کہ کس عادت کو اختیار کیا جائے۔ بعض لوگوں کی شخصیت تو بہت شان دار ہوتی ہے، لیکن عادات ٹھیک نہیں ہوتیں۔ بعض کے والدین کا بہت نام ہوتا ہے، لیکن اولاد میں وہ عادتیں نہیں ہوتیں۔ بعض خود بہت اچھے ہوتے ہیں، لیکن ان کا برتاؤ ملازموں کے ساتھ اچھا نہیں ہوتا۔ بعض عادتیں نسلوں چلتی رہتی ہیں۔ بعض پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے کہ ان کی عادات بادشاہوں والی ہوجاتی ہیں۔ عادات یا تو انسان کو بنا دیتی ہیں یا تباہ کر دیتی ہیں۔ انسان پہلے عادات بناتا ہے پھر وہی عادات انسان کو بناتی ہیں۔

جذبات کی ہائی جیکنگ

انسان کی زندگی میں جذبات بھی بہت بڑا ہائی جیکر ہوتا ہے۔ بعض اوقات انسان اپنے جذبات کا اظہار وقت پر نہیں کرتا۔ پھر ایک عمر گزر جانے کے بعد اس کا اظہار کرتا ہے، لیکن اس وقت سوائے عزت کو خاک میں ملانے میں کے اور کچھ نہیں ملتا۔ جیسے بعض لوگوں کے پاس روپیہ، پیسہ، عزت، شہرت سب کچھ ہوتا ہے لیکن عمر کے آخری حصے میں جذبات میں آ کر شادی کر لیتے ہیں یا میاں بیوی میں علیحدگی ہوجاتی ہے۔ اچھا بھلا گھر برباد ہوجاتا ہے اور یوں وہ اپنے جذبات کے ہاتھوں اپنی عزت گنوا دیتے ہیں۔

اپنی سمت درست رکھنے کیلئے اپنے ہائی جیکروں کو کنٹرول کرنے کی کوشش کیجیے۔

کتاب زندگی بدل دیتی ہے

کتابیں آدمی کی سمت بدل دیتی ہیں۔ بعض اوقات کتاب کا احترام اتنا ہوتا ہے کہ فیض ملنا شروع ہوجاتا ہے، جیسے بعض اوقات ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں اور اس تقدس و احترام کی وجہ سے زندگی میں ہدایت آجاتی ہے۔ اسی طرح سچی طلب، تلاش، محبت اور ادب سمت بدل دیتی ہیں۔ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ نے اپنی زندگی میں بہت کم روٹی کھائی۔ کسی نے پوچھا کہ آپ اتنا کم کیوں کھاتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی مقدار میں گندم کھائی تھی تو میری کیا مجال کہ میں اس مقدار سے زیادہ گندم کھاؤں۔ یہ ادب کی انتہا ہے۔

اچھے اور برے ساتھی

جب اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے تو بندے کی زندگی میں اچھے لوگ آنا شروع ہوجاتے ہیں اور وہ اس کی سوچ کو مثبت کر دیتے ہیں۔ پھر اس مثبت سوچ سے اس کے ذریعے دوسروں کو اچھائی ملنا شروع ہوجاتی ہے۔ لالچی انسان کے پاس لالچ اتنا ہوتا ہے کہ وہ اپنے ساتھ والے لوگوں کو لالچی بنا دیتا ہے۔ اس کے برعکس سخی انسان دوسروں کو اپنی اچھی عادات منتقل کرتا ہے۔ وہ خاموشی سے نصیحت کرتا ہے۔ خاموشی سے نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ اس کا برتاؤ اتنا اچھا ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ والے لوگ بھی اچھے ہوجاتے ہیں۔

بعض لوگوں کے ملنے سے اندر کی کمینگی جاگ جاتی ہے جبکہ بعض لوگوں کے ملنے سے اندر کی روحانیت جاگ جاتی ہے۔ بعض لوگوں کے ملنے سے حیا آجاتی ہے۔ حضرت واصف علی واصفؒ فرماتے ہیں، ''ایک شخص اچھی زندگی نہیں گزار رہا تھا۔ ایک دم نیک ہوگیا۔ کسی نے پوچھا، یہ اچانک کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا، میری زندگی میں پیر صاحب آگئے ہیں۔ اس نے کہا، کون سے پیر صاحب ہمیں بھی ان سے ملاؤ۔ اس نے جواب دیا، میرے پیر صاحب میری بیٹی ہے۔'' حضرت واصف علی واصفؒ فرماتے ہیں، ''اچھے لوگوں کی زندگی میں موجودگی اچھے مستقبل کی ضمانت ہے۔'' جب تک اپنے علم اور ادب کو اللہ تعالیٰ کا

فضل کہیں گے، یہ قائم رہے گا لیکن جب یہ سمجھیں گے کہ یہ میرا کمال ہے تو پھر ناکامی شروع ہو جائے گی۔

درست ترین سمت

ہمارے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے رول ماڈل ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اپنوں کو اکھٹا کر کے دعوت دی اور کہا کہ اگر میں کہوں کہ پہاڑ کے پیچھے دشمن کا لشکر ہے تو جواب میں انھوں نے کہا، ہماری جانیں آپؐ پر نثار، آپؐ سچے ہیں، صادق و امین ہیں۔ ان میں ایک شخص جس کا نام عمر بن ہشام (ابوجہل) تھا، اٹھا اور چل پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی اور کہا کہ کیا آپ اس بات کو نہیں مانیں گے؟ اس نے کہا، میں تلوار لینے جا رہا ہوں، مجھے آپؐ پر اتنا یقین ہے کہ اگر اس پہاڑ کے پیچھے لشکر ہے تو تلوار لاتا ہوں اور اس لشکر والوں کی گردنیں اڑا دوں گا۔ مجھے تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر اگلی بات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ اگر میں "لا الہ الا اللہ" قبول کرنے کا کہوں تو؟ اس پر ابوجہل نے کہا کہ میرے باپ داداؤں کا جو دین ہے، وہ یہ نہیں ہے۔ میں ایک خدا کو نہیں مان سکتا۔

لیکن اسی محفل میں ایک نو سال کا بچہ (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میں مانوں گا۔ اس کے بعد ایک دوست (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے، میں مانوں گا۔ گھر کے اور چند لوگ یہ دعوت تسلیم کرتے ہیں۔ عظمت کی انتہا یہ ہے کہ آپ کے اپنے گھر والے آپ کو مانیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لیے کسی بھی لحاظ سے درست ترین سمت فراہم کرتی ہے۔

"کاش" سے پہلے

اپنی زندگی کو سمت دیجیے، کیونکہ یہ ایک بار ملی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ یہ قدرت کا عطیہ ہے۔ جو ایک بار آ گیا، پھر نہیں آئے گا۔ انھیں لوگوں کا نام زندہ رہے گا جو اچھے کام کریں گے اس لیے دلوں میں زندہ رہنے والے کام کیجیے۔ اپنے اندر سوال پیدا کیجیے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں، کیا میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی گزار رہا ہوں؟ اگر یہ سوال دل میں آ گیا تو پھر یہ زندگی، زندگی نہیں رہے گی، عبادت بن جائے گی۔ لیکن اگر یہ سوال نہیں ہوگا تو پھر گھڑیاں گزریں گی، دن گزریں گے، ہفتے گزریں گے، مہینے گزریں گے اور زندگی بھی گزر جائے گی۔

آخر میں صرف ایک چیز ہوگی۔۔۔ کاش!

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کاش اور افسوس سے بچائے۔ آمین

(زیر طبع کتاب "سوچ کا ہمالیہ" سے)

ممتاز بننے کا جذبہ

انسان تین چیزوں سے منفرد ہوتا ہے۔ ایک پیشہ، دوسرا جذبہ اور تیسرا کام۔ دنیا کی تاریخ میں آج تک جتنے بھی لوگ ممتاز ہوئے ہیں، ان کا تعلق خواہ کسی بھی شعبے سے ہو، ان کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کے کام نے انھیں ممتاز کیا۔ بہترین پیشہ ہو، بہترین جذبہ ہو لیکن اگر کچھ کر کے نہیں دکھایا تو پھر ممتاز نہیں ہوا جا سکتا۔ وہ تمام کے تمام لوگ جو کچھ کر کے چلے گئے، دراصل ان کا جذبہ ان کے کام کے ذریعے نظر آتا ہے۔

یاد رکھیے، آدمی کو اس کا کام زندہ رکھتا ہے۔ کاؤنسلنگ اور کوچنگ میں جب کسی شخص کو پرکھا جاتا ہے تو اس کی قوتِ ارادی کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ ایک سے دس میں سے کون سے نمبر پر ہے۔ اگر وہ پانچ سے کم ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شخص کے اندر وہ جنون نہیں ہے جو اسے مستقبل بنانے پر مجبور کرے، لیکن اگر نمبر پانچ سے اوپر ہے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ اس کے اندر اتنا جنون موجود ہے کہ جو اس کے مستقبل پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔

غلط موازنہ

ایک عام شخص کا دوسرے عام شخص سے موازنہ ہو سکتا ہے، لیکن پہاڑ اور ذرے کا موزانہ نہیں ہو سکتا۔ دنیا کے تمام ولی، پیغمبر، رسول ہم ان کے قدموں کی خاک بھی نہیں بن سکتے۔ وہ بہت بڑی ہستیاں ہیں۔ ہمیں دنیا گزارنے کیلئے روٹی بھی کمانی پڑتی ہے، نوکری بھی کرنی پڑتی ہے، ہمیں شاباشی کی بھی ضرورت ہے، ہمیں گاڑی کی بھی ضرورت ہے، ہمیں اچھے کپڑوں کی بھی ضرورت ہے۔ ان تمام چیزوں کے علاوہ ہمیں تھوڑا سا ممتاز ہونے کی تمنا بھی ہوتی ہے۔ اگر یہ تمنا غیر انسانی ہے تو پھر انسان کے درمیان مقابلہ بازی نہ رہے۔ انسان مقابلہ بازی کی حس کو خون سے نہیں نکال سکتا، کیونکہ یہ صلاحیت انسان کے اندر بدرجہ اتم موجود ہے۔

اگر آپ دنیا میں ممتاز ہونا چاہتے ہیں تو آپ کو پیشے، جذبے اور عمل پر کام کرنا پڑے گا۔ اگر آپ یہ تین قدم اٹھا لیتے ہیں تو نتیجہ آنے لگے گا۔ سات آٹھ سو سال پہلے لکھی گئی کتاب ''کیمیائے سعادت'' جو انسانی نفسیات اور فلسفے پر سند کی حیثیت رکھتی ہے، حضرت امام غزالیؒ کو زندہ رکھنے کیلئے کافی ہے۔ آزادی کی تحریک میں مسلمانوں کے قائدین میں سب سے نمایاں نام حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ کا ہے، کیونکہ ان کے جذبہ اور کام نے کر کے دکھایا۔ اس کے علاوہ انسانی تاریخ میں جتنے بھی ممتاز اور نمایاں نام ہیں، وہ سب اسی فارمولے پر ممتاز ہوئے۔

پیشے کے حوالے سے دنیا کی رائے مختلف ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ پیشے کے انتخاب کی بنیاد زمانے کے ٹرینڈ پر ہوتی ہے جیسے پرانے زمانے جو قالین بنتے تھے، آج ان کا کاروبار کیا جائے تو وہ نہیں چلے گا۔ وہ قالین سجانے کیلئے تو چل جائیں گے، لیکن استعمال کیلئے نہیں چلیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کے زمانے کے قالین کا معیار بدل چکا ہے۔ اسی طرح آج اگر کسی چیز تشہیر ڈھول سے کی جائے تو وہ بہت سست ہو گی۔ تیز تر تشہیر کیلئے جدید طریقہ کار سوشل میڈیا کو اپنایا جائے گا۔ ٹیکنالوجی میں ترقی کے باعث دنیا میں جتنی چیزوں کا معیار بہتر ہوئے، ان میں نئے پروفیشن بھی آئے اور ان کی شکلیں بھی بدلیں۔ آج ہمیں دیکھنا ہے کہ آج کے زمانے کے مطابق ہمارے لیے سب سے زیادہ فائدہ مند اور اچھا کیا ہے۔

ہر خواہش پوری نہیں ہوتی

دنیا میں کوئی خواہش سو فیصد پوری بھی ہو جائے، تب بھی انسان مطمئن نہیں ہوتا۔ جو لوگ گاڑی لینا چاہتے ہیں، وہ گاڑی لے کر بھی خوش نہیں ہوتے۔ لوگ جس نوکری کیلئے بے تاب ہوتے ہیں، وہ انھیں مل جائے، تب بھی خوش نہیں ہوتے۔ انسان سو فیصد مطمئن نہیں ہو سکتا۔ اسے اطمینان کسی کل نہیں ہوتا۔

ہم موٹیویشن بڑے ناموں سے لیتے ہیں۔ کبھی کسی عام آدمی سے موٹیویشن نہیں مل سکتی۔ ہم میں تھوڑی سی یہ گنجائش ضرور ہونی چاہیے کہ ہم جس پیشے میں ہیں، ممکن ہے وہ پیشہ ٹھیک نہ ہو۔ انسان کے ساتھ سب سے بڑا دھوکا یہ ہوتا ہے کہ اگر انسان کا گزارا ہو رہا ہو تو وہ نیا نہیں سوچتا۔ جب تک اندر چبھن نہ ہو، آدمی اپنی سیٹ نہیں چھوڑتا۔ جب تک تکلیف نہ ہو، کچھ نیا نہیں کرتا۔ ہمیں کبھی تو رک کر سوچنا چاہیے کہ اگر ہمیں ممتاز بننا ہے تو پھر کلرکوں کی فوج سے تو ممتاز

نہیں بنا جا سکتا، چھوٹے موٹے کام سے ممتاز نہیں ہوا جا سکتا۔ کوئی تو کام ایسا ہونا چاہیے جس سے ممتاز بنا جائے۔

اس حوالے سے تھوڑا غور و خوض ضرور کیا جائے کہ ہم کون سے کام کر سکتے ہیں۔ وہ ایک یا دو یا تین کام ہو سکتے ہیں۔ ان کاموں کیلئے عمر اور وقت کی کوئی قید نہیں ہے۔ زندگی میں کسی بھی وقت فیصلہ ہو سکتا ہے کہ مجھے ممتاز بننا ہے۔ لیکن اگر کچھ نیا کرنے کا حوصلہ ہی نہ ہو تو پھر جو پیشہ اختیار کیا ہوتا ہے، آدمی اسی پر تکیہ کیے رہتا ہے۔ اس لیے جو نئی کوشش نہیں کر سکتا وہ ممتاز نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ بذات خود بہت بڑی قیمت ہے۔ زندگی کو کبھی کبھی بہت سنجیدگی کے ساتھ لینا چاہیے، لیکن زندگی میں کبھی کبھی کچھ نیا بھی کرنا چاہیے۔ اگر زندگی کو تھوڑا سا ڈرامائی بنا دیا جائے تو کیا حرج ہے؟ اگر ہماری دو سال کی کوشش کی قیمت سے باقی پچیس تیس سال کی زندگی بہتر ہو جائے تو برا سودا نہیں ہے۔ لیکن اگر ہم اسی ڈگر پر چلتے رہیں تو زندگی تو مکمل ہو جائے گی، لیکن وہ ممتاز نہیں بن سکے گی۔

انسان کا امتیاز

دنیا کی کوئی دوسری مخلوق آج تک نام وَر نہیں ہو سکی۔ اگر کوئی ہوگا بھی تو وہ کسی انسانی واقعے سے منسلک ہوگا، جیسے اصحاب کہف کا کتا۔ ناموری فقط اگر ملی ہے تو انسان کو ملی ہے۔ انسان مرنا نہیں چاہتا۔ وہ فہم کے اس درجے پر چلا جاتا ہے کہ اسے سمجھ آجاتا ہے کہ مجھے مرنا تو ہے، اس دنیا سے جانا تو ہے۔ لیکن اگر کوئی کام ایسا کر جاؤں تو پھر امر ہو جاؤں گا۔ یہ سمجھ کہ میں کچھ کر جاؤں گا تو زندۂ جاوید ہو جاؤں گا، صرف اور صرف انسان کو ملی ہے۔ ’’بلھے شاہ، اسی مرنا ناہی گور پیا کوئی ہور‘‘ یہ انسانی جملہ ہے۔ یہ کسی اور مخلوق نے نہیں کہا، یہ فقط انسان نے کہا ہے۔ اس لیے ہمیں سوچنا چاہیے کہ آخر ایسا کون سا کام ہے جو ہمیں معتبر کر سکتا ہے۔ پھر آج سے کوئی کام ایسا نہیں کرنا جس کا نتیجہ معتبر ہونے کے سوا ہو۔ کوئی سوچ ایسی نہیں سوچنی جس کا ہدف معتبر ہونے کے سوا ہو۔ جب مرنا ہی ہے تو پھر کچھ کر کے کیوں نہ مرا جائے۔ جب کچھ کر کے مرنا ہے تو پھر وہ کام کیا جائے جو نمایاں کرے۔

بغیر کام کے نام بنانا زیادتی ہے، بلکہ نام بنتا ہی نہیں ہے۔ قدرت کا قانون یہ ہے کہ قدرت کبھی بھی بغیر کام والے کا نام نہیں بناتی۔ وہ کہتی ہے کہ جس نے بھی کچھ کیا ہے، خواہ اس کا تعلق دنیا کے کسی بھی قوم، خطے یا مذہب سے ہو، اسے شناخت ملے گی۔ انسان خوف کی وجہ سے کچھ نیا نہیں کرتا، لیکن یہ بھی یاد رہے کہ خوف سے نجات میں ہی کامیابی ہے۔ یہ وہ پہلا تالہ ہے جسے کھولنا ضروری ہے۔ ایک لاکھ روٹیاں پڑی ہوں، لیکن ایک وقت دو ہی کھائی جا سکتی ہیں، ستر سوٹ ہوں، ایک وقت میں ایک ہی پہنا جائے گا۔ پچاس گاڑیاں ہوں، سواری ایک میں ہو سکتی ہے۔ زندگی محدود ہے۔ اس محدود زندگی میں ہمیں بہت سی چیزیں نہیں چاہئیں۔ صرف کچھ محدود اچھی کوالٹی کی چیزیں چاہئیں جس سے زندگی اچھی گزر جائے۔ لیکن جو بھی کیا جائے، اس معیار اور انداز سے کہ وہ ممتاز کر دے۔ اگر چیزوں سے نام بننا ہوتا تو حضرت قائداعظم محمد علی جناح جاتے ہوئے اپنا سب کچھ پاکستان کے نام پر کر کے نہ جاتے۔ سب سے بڑا ذہین وہ ہے جسے یہ سمجھ آگیا ہو۔ لالچ بہت بڑا دشمن ہے، اس لیے امتیاز کا پہلا ٹیسٹ لالچ سے شروع ہوتا ہے۔

پیسہ خوشی نہیں دیتا

ایک حد کے بعد پیسہ صرف ہندسوں میں نظر آتا ہے، جیب میں نظر نہیں آسکتا۔ ایسے لوگ جن کے پاس اتنا پیسہ ہے کہ وہ ہندسوں میں چلا گیا ہے۔ اگر ان کا انٹرویو لیا جائے اور ان سے پوچھا جائے کہ انھیں خوش کرنے والی چیز کیا ہے تو جواب ملے گا، بینک اسٹیٹمنٹ۔ پھر پوچھا جائے کہ اس کے بعد کوئی چیز جس سے آپ کو خوشی ملتی ہو تو جواب ملتا ہے کہ کوئی ایسا کام جو خوشی کا باعث بن سکے۔ گویا، کام خوشی دیتا ہے اور وہی کامیاب کرتا ہے۔ قدرت نے اتنا بڑا کارخانہ چلانا ہے، اس لیے اسے سارے لوگ ڈاکٹرز نہیں چاہئیں، سارے انجینئرز نہیں چاہئیں، سارے ٹریٹرز نہیں چاہئیں، سارے لیڈرز نہیں چاہئیں، سارے سیاستداں نہیں چاہئیں۔ اس لیے کائنات میں ورائٹی ہے۔ قدرت کے پاس ایک ڈائی نہیں ہے کہ جس سے ایک جیسے ہی انسان بنتے جائیں۔

انسان فطرت، طبیعت، مزاج، سوچ، عادات، نمو، اندازوں اور حالات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ یہ سب چیزیں انسان کو ایک دوسرے سے جدا کرتی ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس فہرست میں کون سی ایسی چیز ہے جو ہمیں دوسروں سے ممتاز کرتی ہے۔ پروفیشن چھوٹے سے چھوٹا ہی

کیوں نہ ہو، لیکن اس پروفیشن سے محبت کا ہونا بہت ضروری ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق جو بندہ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی بہترین کرسکتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے شناخت دے دیتا ہے۔ ہم شناخت والی مخلوق ہیں۔ ہم ایک جیسے شیر نہیں ہیں، ایک جیسے گیدڑ نہیں ہیں، ایک جیسے شاہین نہیں ہیں۔ ہم ممتاز ہیں۔ ہم میں سے ہر کوئی ایک دوسرے سے جدا جدا ہے۔

ماں اپنا پورا ضرور بھی لگا لگے تو اس کے چھے بچے ایک جیسے نہیں ہوسکتے۔ باپ پورا زور لگا لے تو چھے بچے ایک جیسے نہیں ہوسکتے۔ ایک تحقیق کے مطابق، پہلے یا آخری بچے میں خوداعتمادی کا امکان زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ پہلے بچے کے نازنخرے بہت زیادہ اٹھائے جاتے ہیں جس سے اس کی شخصیت میں اعتماد پیدا ہوتا ہے جبکہ آخری بچے کے وقت معاشی حالات اتنے اچھے ہوچکے ہوتے ہیں کہ جس کی وجہ سے خوداعتمادی آجاتی ہے۔

ہمیں وہ کام تلاش کرنا ہے جس سے ہمیں عشق ہے۔ دنیا میں کسی بھی شعبے کے جتنے بھی نام ہیں، انھوں نے ایک کام پکڑا، پھر اسے پالش کیا ہے۔ اس وجہ سے وہ کام ان کی شناخت بنا۔ یونانیوں اور چینیوں کا پینٹنگ بنانے کا مقابلہ ہوا۔ دونوں کو ایک میدان میں لے جایا گیا۔ درمیان میں پردہ لگا دیا گیا تاکہ ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکیں۔ جب پینٹنگ بن گئی تو پردہ ہٹایا گیا۔ دیکھا کہ یونانیوں نے شان دار پینٹنگ بنادی لیکن جب چینیوں کی طرف دیکھا گیا تو بالکل اسی طرح کی پینٹنگ ان کی طرف بھی بنی ہوئی تھی۔ دیکھنے والے حیران رہ گئے کہ ایسا کیسے ممکن ہے۔ پتا لگایا گیا کہ ایسا کیسے ممکن ہے تو معلوم ہوا چینیوں نے دیوار کو شیشہ بنادیا تھا جس پر اس پینٹنگ کا عکس پڑ رہا تھا۔ چلو ہم پینٹر نہ بنیں، آئینہ ہی بن جائیں۔

فروخت کی صلاحیت

جو شخص کوئی شے بیچ سکتا ہے تو وہ بہت بڑا گرو ہے، کیونکہ اس کے پاس بیچنے کی صلاحیت ہے۔ جو آدمی اپنے آپ کو بیچ سکتا ہے، اپنے آپ کو برانڈ کرسکتا ہے، اپنے آپ کو پروڈکٹ بنا سکتا ہے، اپنی سروس پیش کرسکتا ہے، وہ بھوکا نہیں بیٹھ سکتا، کیونکہ دنیا میں کام زندہ کرتا ہے اور اگر آپ نے کام تلاش کرلیا ہے تو پھر وہ آپ کو شناخت ضرور دے گا۔

انسانوں کیلئے فائدہ رساں

کسی کی صحبت موڈ اچھا کردیتی ہے۔ سوچ موڈ اچھا کردیتی ہے، خیال موڈ اچھا کردیتا ہے۔ اگر آپ کو دل سے عزت کرنا آتی ہے تو آپ اس سے بھی ممتاز بن سکتے ہیں۔ ہر کام کو خلوص کے ساتھ بہترین کرنے کی کوشش کیجیے، کیونکہ یہی خلوص آپ کو اس کام کی طرف لے جائے گا جس کام کیلئے آپ کو قدرت نے پیدا کیا ہے۔ قدرت اس شخص پر رحم کرتی ہے جو چھوٹے چھوٹے کام بھی بڑی نفاست کے ساتھ کرتا ہے۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ ''تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو انسانوں کیلئے فائدہ مند ہے۔'' انسانوں کی دوڑ میں کچھ بہترین ہیں اور جو بہترین ہے، وہ انسانوں کیلئے بہترین ہے۔

اس خیال کا آنا کہ میں کسی بھی عمر میں کچھ نیا کوشش کرسکتا ہوں، بذات خود اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ آپ کی کمائی کا جو ذریعہ ہے، وہی رہنے دیں لیکن شوق ضرور پالیں۔ شوق میں یہ شرط رکھیں کہ کرتے جانا ہے، کرتے جانا ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے عزت اور برکت ضرور دے گا، کیونکہ جس طرح خواہشیں بھی پل کر جوان ہوتی ہیں، اسی طرح شوق بھی جوان ہوتا ہے۔

اپنی توانائیاں سینت کر نہ رکھیے

جو شخص اپنی انرجی بچا کر رکھتا ہے، وہ خوش نہیں ہوسکتا۔ وہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ اس کو میں کبھی اگلے وقت میں استعمال کروں گا، حالانکہ یہ سراسر دھوکا ہے، کیونکہ کل کا کسی کو نہیں پتا۔ یہی فکرمندی کہ میں اگلے وقت میں کروں گا، اسے خوش نہیں ہونے دیتی۔ آج کا وقت پھر کبھی نہیں آنا۔ آج کی جوانی کبھی واپس نہیں آنی۔ جو آج کے لمحات کبھی نہیں آنے، اس لیے اپنا سب سے بہترین آج کو دیجیے۔

اپنے شوق اور جذبے کو کبھی بچا کر نہ رکھیں اور کبھی انتظار نہ کیجیے کہ کوئی آئیڈیل وقت آئے گا تو پھر اس کا استعمال ہوگا۔ آپ کا جو بھی شوق ہے اسے غذا ضرور فراہم کیجیے۔ یہ غذا دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک زندہ رہنے کیلئے اور ایک جنون کیلئے۔ اس لیے اپنے شوق اور جذبے کی غذا کا انتظام کیجیے۔ اس کیلئے فہرست بنایئے کیا کیا کام ایسے ہیں جو آپ کے شوق کو بڑھاوا دے سکتے ہیں۔ اپنے شوق کو موٹیویٹ رکھنے کیلئے ایسے دوست ضرور بنایئے جن سے موٹیویشن ملے اور جو شوق اور جذبے کو بڑھانے میں معاون ثابت ہوں۔ آپ کو جیسا شوق ہے، ایسے ہی شوق والوں کے ساتھ اٹھیں بیٹھیں۔ یہ صحبت موٹیویشن کا باعث بنے گی۔ ممتاز اور منفرد افراد کی کہانیاں پڑھیں۔ یہ بھی موٹیویشن کا باعث بنیں گی۔ ایسی ویڈیوز دیکھیں جو موٹیویشن کا باعث بنیں۔ کمال یہ ہے کہ جیسے شہد کی مکھی رس نکال کر شہد بنا لیتی ہے، آپ جو بنانا چاہتے ہیں وہ اس دنیا سے نکال کر خود بنائیں۔ انہی فلموں، انہی کہانیوں، انہی شخصیات، انہی کتابوں اور انہی لوگوں سے اپنا شہد بنائیں اور وہی آپ کا شوق ہوگا، وہی جذبہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگئے کہ "اے اللہ، ہمیں عزت والی شناخت عطا کر۔" یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔ یہ شناخت روٹی سے، پیسے سے اور گاڑی سے بڑا انعام ہے۔

ہمیں لگتا ہے کہ ہم کسی کمپنی کیلئے کر رہے ہیں جبکہ حقیقت میں ہم قدرت کیلئے کام کر رہے ہوتے ہیں۔ آدمی کی محنت کا محافظ باس نہیں ہوسکتا، کمپنی نہیں ہوسکتی، دکان نہیں ہوسکتی۔ وہ صرف قدرت ہوسکتی ہے۔ ہمارا معاوضہ ہماری محنت کی ایک معمولی شکل ہے۔ یہ تنخواہ سب کچھ نہیں ہے۔ محنت کا ایک حصہ قدرت کے پاس بھی جمع ہوتا رہتا ہے جو اسے رکھتی جاتی ہے۔ اس لیے جو شخص اپنی بہترین صلاحیت استعمال کرتا ہے تو پھر قدرت اس کی محنت کے صلے میں اسے ممتاز کر دیتی ہے۔

قدرت کے پاس ہماری محنت کو سنبھالنے کیلئے بہت جگہ ہے اور اس کا صلہ ہمیں بہتر وقت میں بہترین دیتی ہے، کیونکہ قدرت اس نظارے کو دیکھ رہی ہوتی ہے جسے انسان کی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ بعض اوقات آدمی اپنی صلاحیتوں کا بہترین استعمال کرتا ہے، لیکن کمپنی اس کی صلاحیتوں کا اعتراف نہیں کرتی۔ لیکن قدرت اس کے خلوص کو اپنے پاس محفوظ کرتی چلی جاتی ہے۔ ایک گڈریا اپنے گدھے کو لیے سڑک پر جا رہا تھا کہ اسے سڑک پر پڑا ہیرے کا ہار ملا۔ اس نے وہ ہار اٹھایا اور گدھے کے گلے میں ڈال دیا۔ پھر آگے چل پڑا۔ ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ ایک جوہری نے گدھے کے گلے میں وہ قیمتی ہار دیکھ لیا۔ وہ سستے داموں یہ ہار خرید کر لے آیا اور جا کر بادشاہ کو پیش کیا۔ اس کا قیمتی ہیرا ملکہ کے تاج میں لگایا گیا تو جوہری نے کہا کہ "جس چیز نے جہاں پہنچنا ہے، وہاں اس نے پہنچ ہی جانا ہے۔" ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم ہیرے ہوتے ہیں، لیکن وقتی طور پر پتھر بن جاتے ہیں۔ جیسے جوہری نے ہیرے کی قیمت کو شناخت کر لیا، اور گدھے والا اسے گدھے کے گلے میں ڈال کر گھومتا پھرا، ہم اپنے آپ کو شناخت نہیں کر پاتے، لہٰذا اپنے ساتھ گدھے والا حشر کرتے رہتے ہیں۔

ایک جگہ سے مطمئن نہ ہوں، خود کو بہتر کرتے رہیے

اپنے آپ کو مانجھتے رہیے۔ خبر نہیں کہ کب نگاہ قدرت میں آ جائیں، خبر نہیں کہ کب پتھر تراش اپنی نگاہوں میں لے آئے، کب بنانے والا آپ کو بنا جائے۔ جب آپ اپنی بہترین صلاحیتیں استعمال کرتے ہیں تو کبھی دنیا سے توقع نہ رکھیں بلکہ اپنے آپ سے توقع رکھیے۔ اپنے آپ سے سوال کیجیے کہ قدرت نے جو توانائی مجھے دی ہے، کیا میں نے اس کا پورا استعمال کیا ہے؟ کیا اسے بہترین جگہ استعمال کیا ہے؟ لوگ اپنی توانائیوں کو پورا استعمال کرتے ہیں نہ درست جگہ استعمال کرتے ہیں۔ اس کی وجہ سے نتیجہ مختلف ہوتا ہے۔

جب ہم صبح اٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہماری جیب میں چوبیس گھنٹے ڈالتا ہے۔ ہم نے انھی چوبیس گھنٹے میں کام کرنا ہوتا ہے، اسی میں آرام کرنا ہوتا ہے، اسی میں کھانا کھانا ہوتا ہے، اسی میں شکر ادا کرنا ہوتا ہے، اسی میں عبادت کرنی ہوتی ہے، اسی میں احترام کرنا ہوتا ہے، غرض چوبیس گھنٹوں میں سب کچھ کرنا ہوتا ہے۔ لیکن ہم ان چوبیس گھنٹوں کا صحیح اور بہترین استعمال نہیں کرتے پھر زبان پر گلے شکوے لاتے ہیں۔

تین دروازے

اپنی زندگی میں تین دروازے ہمیشہ کھلے رکھیے۔ پہلا دروازہ کتاب، دوسرا انسانوں سے سیکھنا، تیسرا ہمیشہ اپنے حوش وحواس قائم رکھنا اور ان کا صحیح

استعمال کرنا۔ جب کتابیں، انسان اور مواقع مل جاتے ہیں تو پھر رٹا نہیں لگانا پڑتا، کیونکہ رٹا اُس چیز کا لگایا جاتا ہے جس کے نمبر لینے ہوتے ہیں۔ درج بالا تینوں چیزیں آدمی کے اندر احساس پیدا کرتی ہیں اور اس کی سوچ بدلتی ہیں۔ اگر سوچ میں تھوڑی سی بھی تبدیلی آتی ہے تو یہ انجام تک پہنچتے پہنچتے بہت بڑی تبدیلی بن جاتی ہے۔ جس طرح کپڑے پر تھوڑا سا چھید لگتا ہے تو پھر یہ تھوڑا سا چھید کچھ ہی وقت میں پورا کپڑا پھاڑ دیتا ہے۔

زمانہ سب سے بڑی کتاب ہے۔ یہ انسان کو سکھاتا ہے۔ تجربہ سب سے بڑا مرشد ہے۔ یہ انسان کو سکھاتا ہے۔ اس لیے زمانے اور تجربے کو کبھی نظر انداز نہ کیجیے۔ جب آدمی ان سب چیزوں کو سامنے رکھتا ہے تو پھر وہ اپنے موضوع کا ماہر بن جاتا ہے، پھر یاد نہیں کرنا پڑتا۔ جس طرح سب کو اپنے گھر کا راستہ یاد ہوتا ہے، اسی طرح جو نظریات آدمی کے اپنے ہوتے ہیں، انھیں بھی یاد نہیں کرنا پڑتا۔ جو نظریات نتائج نہیں دے رہے، وہ سب غلط ہیں۔ جو نظریہ یا تصور مطلوبہ نتیجہ دیتا ہے، وہ درست ہے۔ ہر وہ علم جس کے ساتھ عملی نتیجہ ہے، اس علم کی قدر کیجیے، کیونکہ وہ علم نافع ہے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان نفع ہے۔ سکونِ قلب نفع ہے۔ عزت نفع ہے۔ لوگوں کے دلوں میں احترام نفع ہے۔ کام کیلئے جذبہ اور جنون نفع ہے۔ تعلقات نفع ہے۔ جو آدمی کام کی قدر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی قدر لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں۔ جو آدمی اپنے کام کی قدر نہیں کرتا، اس کی قدر نہیں ہوتی۔ دنیا میں جتنے لوگوں کی قدر ہو رہی ہے، انھوں نے اپنے کام کی قدر کی تو ان کی قدر ہوئی، اس لیے قدر و منزلت کا بڑھ جانا نفع ہے۔

نفع کا تصور بدلیے۔ اس تصور کو محدود نہ کیجیے۔ تنخواہ نفع کا ایک معمولی سا حصہ ہے۔ اس کے علاوہ نیک اولاد نفع ہے، ساتھ چلنے والا پارٹنر بھی نفع ہے۔

سوچ اور تصورات بدل جائیں تو نتائج بدلنے لگتے ہیں۔ جب تک سوچ نہ بدلے، نتیجے نہیں بدلتے۔ اگر کسی کے ساتھ بڑی نیکی کرنی ہے تو اسے سوچ دیجیے، کیونکہ سوچ بدلے بغیر زندگی بہت خطرناک ہے۔ سوچ بدلے بغیر عہدہ بڑا خوف ناک ہے اور سوچ بدلے بغیر رزق بھی بڑا خوف ناک ہے۔

بہترین اخلاق

اپنی زندگی میں اخلاق بہترین کر لیجیے، مواقع ملنا شروع ہو جائیں گے۔ اچھے لوگ ملنا شروع ہو جائیں گے۔ آپ کی روٹی کے مسائل ختم ہو جائیں گے۔ اپنے کام کے صلے کا ایک حصہ اپنے اللہ سے لیجیے۔ کچھ ایسا ہونا چاہیے جس کا صلہ اللہ تعالیٰ نے دینا ہو، یعنی کچھ کام ایسا بھی ہونا چاہیے جو چھپ کر ہو، جس کا کوئی گواہ نہ ہو۔ اس میں بڑا لطف ہے۔

چیزوں کو بہترین انداز میں کرنا سیکھیے۔ آپ جو کچھ کر رہے ہیں، اسے مزید اچھے انداز میں کرنا سیکھیں۔ اپنی خدمات کا معیار بہتر کیجیے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آدمی کامیابی کا مزاج ایک کام سے لیتا ہو، جبکہ ترقی کسی اور کام میں کر جائے۔ یہ دیکھیے کہ کون سا کام اچھا مزاج دیتا ہے۔ جس طرح عبدالستار ایدھی مرحوم نے کہا تھا کہ میری ماں کے دکھ نے میرے اندر ہمدردی کا جذبہ پیدا کیا۔ دنیا میں کئی چیزیں کہیں پڑی ہوتی ہیں، وہ ملتی کہیں اور ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کون سا مزاج کہاں سے ملا ہے۔

معیار کیوں کر بہتر کیا جا سکتا ہے

اس بارے میں ہمیشہ سوچا کیجیے کہ کام کی کوالٹی کو کیسے بہتر کیا جا سکتا ہے۔ ہمیشہ بہتری کی گنجائش رکھیں۔ بہترین سوچ پیدا کیجیے۔ یہ دیکھیے کہ میری سوچ معیاری ہے کہ نہیں۔ اپنی سوچ کا کبھی کبھی محاسبہ کیا کیجیے۔ جب بھی کسی میں کوئی اچھی چیز دیکھیں، اسے اپنانے کی کوشش کیجیے۔

اپنی زندگی میں کمٹمنٹ بڑھایئے۔ وہ تمام وعدے جو خود سے کیے ہیں، انھیں پورا کیجیے۔ وہ تمام وعدے جو اللہ تعالیٰ سے کیے ہیں، انھیں پورا کیجیے۔

کسی بھی کام کے کچھ اصول متعین ہوتے ہیں، لیکن ان میں کچھ اپنے اصول بھی شامل کیجیے۔ یہ وہ اصول ہیں جو آپ اپنے تجربے سے سیکھتے ہیں۔

(زیرِ طبع کتاب "سوچ کا ہمالیہ" سے)

نوطرح کی ذہانتیں

دنیا میں پہلی بار 1980ء میں ہوورڈ گارڈنر نے یہ کہا کہ ذہانت ایک طرح کی نہیں ہوتی، بلکہ یہ کئی طرح کی ہوتی ہے۔ اس سے پہلے دنیا سمجھتی تھی کہ آئی کیو ہی سب کچھ ہے۔ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ صحیح حساب کتاب، چیزوں کو یاد رکھنا، حافظہ اور یادداشت کا بہترین ہونا ہی ذہانت ہے۔ گارڈنر نے پہلی بار کہا کہ ذہانتیں نوطرح کی ہوتی ہیں۔ اس نے اس نظریے کو Multiple Intelligence یعنی کثیر جہتی ذہانت کا نظریہ کہا۔

اس نے یہ نظریہ پیش کرنے کیلئے ان بچوں پر تحقیق کی جو ذہنی طور پر ابنارمل تھے۔ اس نے جب غور کیا تو اسے پتا لگا کہ ابنارمل بچے بھی بلا کے ذہین ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، اس نے کچھ بچوں کو دیکھا کہ وہ بہت اچھا گانا گاتے ہیں، کچھ بچے کسی اسپورٹس میں بہت اچھا پرفارم کرتے ہیں، کچھ ڈانس بہت اچھا کرتے ہیں، کچھ بات چیت بہت اچھی طرح کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ انسان کے اندر یہ نوطرح کی ذہانتیں مل کر فیصلہ کرتی ہیں کہ انسان کتنا ذہین ہے۔ یہ ذہانتیں ہر انسان میں مختلف ہوتی ہیں جس کی وجہ سے اس کی شخصیت اور اس کے مستقبل کا اندازہ ہوتا ہے۔

ذہانت کوئی چھونے والی شے نہیں ہے۔ یہ نظر نہیں آتی، لیکن محسوس ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے گانے کی صلاحیت کو دیکھنا چاہے تو اس کو گانا گانا پڑے گا۔ کچھ ایسا نہیں ہوگا کہ اندر کوئی آلہ لگ جائے یا کوئی ایسا اوزار لگ جائے جس کی وجہ سے وہ گانا گالے۔ درحقیقت، یہ اُس کے اندر کی وہ صلاحیت ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ گانا گاتا ہے۔

آپ کی ذہانتوں کی درجہ بندی

ہم جتنے کام کرتے ہیں، ان میں وہ کام جو ہم بہترین انداز میں کرتے ہیں اور ہمیں محسوس بھی ہوتا ہے کہ یہ قدرتی طور ہمارے اندر پائے جاتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفہ ہوتا ہے اور یہ ہماری ذہانتیں ہوتی ہیں۔ ہر شخص کی ذہانت مختلف ہوتی ہے۔ اس وجہ سے وہ مختلف انداز میں کام کرتا ہے۔ ہم کبھی بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ کسی شخص میں اگر ایک ذہانت ہے تو باقی نہیں ہیں۔ بنیادی ذہانت ایک ہوتی ہے، البتہ اس ذہانت کے ساتھ اور بھی ذہانتیں ہوتی ہیں جنھیں ایک، دو، تین اور اسی طرح نمبروار ترتیب دیا جاتا ہے۔ پہلی ذہانت سے دوسری تھوڑی کم ہوتی ہے، پھر تیسری تھوڑی کم ہوتی ہے، پھر چوتھی اور سب سے کمزور ذہانت آٹھویں نمبر پر ہوتی ہے۔ پہلے نمبر کی ذہانت کو بادشاہی یا کنگ ذہانت کہا جائے گا۔ اگر کوئی شخص بہت اچھی بات چیت کرسکتا ہو تو یہ اس کی بادشاہی ذہانت کہلائے گی۔ لیکن اگر گانا گانے کی باری آئے تو وہ باتھ روم سنگر ہو۔ وہ گانا گا ہی نہ سکے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ اس کے آٹھویں نمبر کی ذہانت ہے۔

بعض لوگ بہت اچھے مینیجر ہوتے ہیں۔ وہ چیزوں کو بہت اچھی طرح مینج کرتے ہیں۔ وہ تقریبات کو، گھر کی چیزوں کو، گھر کے کاموں کو بہت اچھی طرح مینج کرتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ نویں نمبر پر کہیں جا کر دیکھتے ہیں تو ان کے اندر بولنے کی صلاحیت بہت کم پائی جاتی ہے۔ اس سے پتا چلا کہ ان کی بہترین ذہانت مینج کرنا ہے، لیکن ان کے اندر چونکہ بولنے کی صلاحیت زیادہ اچھی نہیں تھی اس لیے ان کی آٹھویں نمبر کی ذہانت کمزور کہلائے گی۔

قدرت کا متوازن نظام

کوئی بھی شخص مضبوط اور کمزور ذہانت کا مرکب ہوتا ہے۔ قدرت نے ایک تناسب کے ساتھ ہم میں یہ ذہانتیں رکھی ہیں، کیونکہ قدرت کو نظام چلانا ہے۔ اگر ساری دنیا کے پاس صرف بولنے کی ذہانت وصلاحیت ہی آجائے تو پھر کوئی سننے والا نہیں ہوگا۔ اگر ساری دنیا مینج ہی کرنا شروع کردے تو پھر یہ دنیا خوبصورت نہیں لگے گی۔ اسی طرح ساری دنیا سنگر ہو تو پھر سارے گانا شروع کردیں اور کوئی سننے والا نہیں ہوگا۔ یہ ساری ذہانتیں دنیا کے حسن کو چار چاند لگاتی ہیں اور انہیں سے دنیا کا نظام بھی چلتا ہے۔ انھیں ذہانتوں کی وجہ سے ہمارا ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ ہوتا ہے۔ ممکن ہے، ہم میں ایک ذہانت ہو، وہ دوسرے کے کام آئے۔ اسی طرح ایک ذہانت کی کمی ہو، دوسرے فرد کی ذہانت اس کمی کو پورا کردے گی۔ قدرت نے ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ جوڑنا ہوتا ہے۔ اس

وجہ سے ان ذہانتوں کی ترتیب ہر ایک میں مختلف ہوتی ہیں۔

نو طرح کی ذہانتیں یہ ہیں:

1 فطرت شناس

بعض لوگوں کا فطری چیزوں کے ساتھ بہت گہرا لگاؤ ہوتا ہے۔ ان کو جانوروں کا، سیر و سیاحت کا، قدرتی چیزیں دیکھنے کا بہت شوق ہوتا ہے۔ ان کا فطرت کے ساتھ بالکل ایسے ہی تعلق ہوتا ہے جیسے اپنے رشتے داروں سے ہوتا ہے۔ یہ لوگ فطرت کے ساتھ اسمارٹ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ جنگلوں میں سیر کرتے، بادلوں کو دیکھتے مست ہوتے نظر آتے ہیں۔ یہ لوگ قدرت کو سمجھنے اور اس کو معانی دینے میں بڑے ماہر ہوتے ہیں۔ اس نظریے کے مطابق، یہ لوگ فطرت شناس ہوتے ہیں، یعنی Naturalist Intelligence (nature smart)۔

2 میوزک اسمارٹ

بعض لوگ بہت اچھا گانا گا لیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ موسیقی کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ اچھے اور برے گانے والے کی تمیز بہت خوب کر لیتے ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کسی کی آواز سن کر اندازہ لگا لیتے ہیں کہ یہ کس کیفیت میں ہے یا یہ کیسا سوچ رہا ہے۔ بعض ردھم دریافت کر لیتے ہیں۔ وہ ہوا کی آواز اور پتوں کی آواز سے بھی ردھم بنا لیتے ہیں۔ اس طرح کے لوگ بہت اچھے موسیقار ہوتے ہیں۔ یہ لوگ بہت اچھی دھنیں ترتیب دیتے ہیں۔ یہ بہت اچھے طریقے سے موسیقی کے ذریعے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ کثیر جہتی ذہانت کے نظریے کے مطابق انھیں Musical Intelligence کہتے ہیں۔

3 منطق اور حساب کے ذہین

اس ذہانت میں حساب کتاب، تجزیہ کرنا، یہ پتا لگانا کہ کوئی چیز کہاں تک جا سکتی ہے، کی مہارتیں آتی ہیں۔ کئی لوگوں کو زبانی ٹیلی فون نمبر یاد ہوتے ہیں۔ انھیں گاڑیوں کے نمبر یاد ہوتے ہیں۔ انھیں بے شمار اعداد و شمار یاد ہوتے ہیں۔ ایسے افراد کے اندر منطق کی ذہانت ہوتی ہے۔ اس ذہانت کے لوگ بہت اچھے ریاضی داں اور سائنس داں ثابت ہوتے ہیں۔ اسے Logical-Mathematical Intelligence کہتے ہیں۔

4 خود شناس

اس ذہانت کا مطلب ہے کہ ہم جس جگہ پر رہ رہے ہیں، کس طرح سے رہ رہے ہیں، اپنی موجودگی کو کیسے سمجھتے ہیں، خود سے کتنے شناسا ہیں، خود کو کتنا سمجھتے ہیں، اپنے مقام اور مرتبے اور اپنی ذات کو کس طرح سے لیتے ہیں۔ جن لوگوں میں یہ ذہانت ہوتی ہے وہ بہت زیادہ ترقی کرتے ہیں۔ وہ اپنی ذات کو بڑا بہتر سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہائی جیک کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ یہ کسی کی باتوں میں نہیں آتے۔ یہ بہت جلد کسی سے متاثر نہیں ہوتے، کیونکہ ان کو پتا ہوتا ہے کہ وہ اصل میں کیا ہیں اور ان کی ذات کیا ہے۔ اس ذہانت کو Intrapersonal Intelligence کہتے ہیں۔

5 سماجی ذہانت

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم دوسروں کے ساتھ کتنے بہتر تعلقات رکھتے ہیں۔ ہماری دوسروں کے ساتھ بات چیت کیسی ہے، ہمارا دوسروں کے تعلق کیسا ہے، دوسروں کو کیسے عزت دیتے ہیں، دوسروں کو کیسے لے کر چلتے ہیں، دوسروں کے ساتھ کیسے رہتے ہیں۔ اس ذہانت کے حامل لوگ اچھے استاد، سوشل ورکر، اداکار اور سیاستدان ثابت ہو سکتے ہیں۔ یہ ذہانت دوسروں کی رہنمائی اور موٹیویشن میں بڑی معاون ہے۔ اسے انگریزی میں Interpersonal

Intelligenec کہتے ہیں۔

6 محسوس کرنے کی ذہانت

بعض لوگ چیزوں کے بارے میں اندازے بہت درست لگاتے اور بہت جلد محسوس کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگ کی زبان پر جیسے ہی کوئی کھانے والی چیز آئے، فوری اس کا ذائقہ بھانپ لیتے ہیں۔ انھیں پتا لگ جاتا ہے کہ یہ شے ذائقے دار ہے یا نہیں۔ دنیا کے کسی کونے سے کسی انٹرنیشنل فاسٹ فوڈ کا پروڈکٹ استعمال کریں، اس کا ذائقہ ایک سا محسوس ہوگا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ کاروباری لوگ محسوس کرنے والوں کو بہت زیادہ پیسہ دیتے ہیں تا کہ وہ ساری دنیا میں ایک سا ذائقہ برقرار رکھیں۔ ایسے لوگ تجزیہ بہت اچھا کرتے ہیں۔ اس ذہانت کا انگریزی نام Bodily-Kinasthetic Intelligence ہے۔

7 زبان

اس ذہانت کا تعلق زبان سیکھنے اور سمجھنے (Linguistic Intelligence) سے ہے۔ بعض لوگ ایک سے زیادہ زبانیں سیکھنے کے ماہر ہوتے ہیں، جبکہ بعض لوگ ساری زندگی اپنی مادری زبان سے ہی باہر نہیں نکل پاتے۔ جو لوگ اپنی زبان کے علاوہ دوسری زبانوں کو بھی سیکھتے ہیں، ان میں دوسری زبان سیکھنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ ایسے لوگ بہت اچھے مترجم (ٹرانسلیٹر) اور مبلغ (کمیونیکٹر) ثابت ہوتے ہیں۔ وہ ایک زبان کو دوسری زبان میں منتقل کر لیتے ہیں۔ انھیں ایک سے زائد زبانیں بولنے پر عبور ہوتا ہے۔

8 تصویری ذہانت

بعض لوگ تصاویر کو بہت اچھے طریقے سے دیکھتے ہیں۔ ان کا مشاہدہ بہت تیز اور قوی ہوتا ہے۔ وہ کوئی بھی منظر دیکھتے ہیں تو اس کے بعد فوراً اندازہ لگا لیتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے، یہ کس طرح ہے، اس کا معانی کیا ہے۔ ان کیلئے تصویروں کو معانی دینا بہت آسان ہوتا ہے۔ یہ لوگ فطری حسن یا دنیا کی خوبصورتی کے بارے میں بہت ذہین ہوتے ہیں۔ اسے Spatial Intelligence کہا جاتا ہے۔

9 فکر و فلسفہ کی ذہانت

فکر و فلسفہ کی ذہانت (Existential Intelligence) رکھنے والے افراد کائنات اور انسان کے بارے میں گہرے اور باریک تجزیے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ وہ اپنے تئیں یہ سوالات اٹھاتے رہتے ہیں جن کا تعلق کائنات کی تخلیق اور انسان کے وجود سے ہوتا ہے۔ وہ یہ سوچتے ہیں کہ انسان اس دنیا میں کیوں آیا اور کہاں واپس جائے گا۔ ایسے افراد کائنات اور انسانیت کے موضوعات کے معاملے میں بہت حساس ہوتے ہیں۔

ذہانتوں کا عمل

ذہانت ایک شرارتی بچے کی طرح ہوتی ہے۔ جس طرح ایک گھر میں ایک شرارتی بچہ ہو، اگر اسے کمرے میں بند کر دیں تو تھوڑی دیر بعد وہ دروازہ کھولے گا اور گھر والوں کو تنگ کرنا شروع کر دے گا، چیزیں توڑے گا، اس کا جی چاہے گا کہ کوئی نہ کوئی شرارت کروں۔ جس ذہانت میں شدت ہے تو وہ اس فرد کو بار بار تنگ کرے گی۔ وہ کہے گی کہ مجھے استعمال کرو، مجھے باہر نکالو، مجھے کام میں لاؤ، مجھ سے کام لو۔

ہر ذہانت کی اپنی اہمیت اور اپنا کام ہے۔ مثال کے طور جتنے لوگ منطق، حساب یا تجزیے کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں، ان لوگوں کو جاب بھی ویسی کرنی چاہیے۔ اگر وہ ایسی جاب کرتے ہیں تو پھر اس میں ان کو کامیابی بھی ملے گی اور نام بھی۔

والدین کی ذمے داری

والدین کو پتا ہونا چاہیے کہ بچوں میں صرف ایک ذہانت نہیں پائی جاتی بلکہ نوطرح کی ذہانتیں پائی جاتی ہیں۔ بسااوقات ہم بچے کو اس کی پڑھائی کی وجہ سے اس کی ذہانت کا اندازہ لگا رہے ہوتے ہیں جبکہ ان ذہانتوں کو نہیں جانتے جو یادداشت کے علاوہ بھی اس میں پائی جاتی ہیں۔ ممکن ہے، دوسری ذہانتیں بہت زیادہ اچھی ہوں اور قدرت نے اس کا نصیب اور اس کی کامیابی دوسری ذہانتوں کے ساتھ جوڑی ہو۔

ہم لوگ اپنے مستقبل کیلئے نجومیوں اور عاملوں کے پاس جاتے ہیں، لیکن ان کے پاس جانے سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ ہوورڈ گارڈنر کی تحقیق پڑھی اور سمجھی جائے۔ علم میں اتنی طاقت ہے کہ علم جہالت کو ختم کر دیتا ہے۔ اگر ہم یہ تحقیق پڑھتے ہیں تو پھر ہمیں اپنا مستقبل بھی اچھا لگے گا، کیونکہ ہمیں اپنی صلاحیت کا پتا ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا مستقبل ہماری صلاحیت کے ساتھ جڑا ہے، جبکہ صلاحیت کا تعلق ہماری فطری ذہانت کے ساتھ ہے۔ مثال کے طور پر، جو شخص بہت اچھا بولتا ہے، اگر وہ کسی جوتشی کے پاس جائے تو وہ اس کو کہے گا کہ تمہارا مستقبل تمہارے بولنے میں ہے۔ اگر ہم نو ذہانتوں کے متعلق اپنا علم بڑھا لیتے ہیں تو پھر اپنی ذات کی آشنائی، دوسروں کو سمجھنا، دوسروں کو کام پر لگانا، ان سے درست امید لگانا، ٹیم بنانا، لیڈر کے طور پر کام کرنا بہت آسان ہو جائے گا۔

اہلیت وقابلیت کے غلط پیمانے

دنیا میں کوئی شخص نالائق نہیں ہوتا۔ ہر شخص لائق ہے۔ صرف یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس شعبے میں ذہین ہے۔ ہم ایک ایسا پیمانہ لیتے ہیں جس سے اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے فاصلے کو لیٹر سے ماپا جائے۔

یہ ذہانتیں ہمیں یہ بھی بتاتی ہیں کہ نوطرح کی ذہانتوں کو ماپنے کیلئے ہمیں نوطرح کے پیمانوں کا استعمال کرنا پڑے گا۔ اگر ہم ایک پیمانے کو کسی ایسی ذہانت پر لگائیں گے جس پر وہ نہیں لگتا تو یقینی بات ہے کہ پھر وہ شخص ہمیں نالائق لگے گا، حالانکہ ممکن ہے وہی شخص ایک مکمل شاہکار ہو۔

ذہانت کی اتنی طاقت ہے کہ یہ آدمی کو کھینچ کر ایک بڑے مقام پر کھڑا کر سکتی ہے۔ تاریخ میں بے شمار ایسے لوگ ہیں جنھوں نے اپنی ذہانت کو اپنے اندر سے باہر نکالا، پھر اس ذہانت نے ان کو نامور کر دیا۔ (زیر طبع کتاب "سوچ کا ہمالیہ" سے)

ٹیلنٹ - چھپا خزانہ

ہمارا ٹیلنٹ ہماری ذات میں چھپا ہوا قدرت کا ایک خزانہ ہے۔ یہ وہ انعام ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر رکھا ہے۔ جس کام کے متعلق انسان کے اندر یہ خزانہ ہوتا ہے، نہ چاہتے ہوئے بھی انسان کا ہاتھ اس کام کی طرف چلا جاتا ہے، آنکھ اس طرف اٹھ جاتی ہے، یہاں تک کہ قلبی سکون بھی اسی کام سے ملتا ہے۔ جب تک اس ٹیلنٹ کا اظہار نہ ہو جائے، یہ ٹیلنٹ انسان کو تنگ کرتا رہتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، یوں کہہ لیجیے کہ ٹیلنٹ شرارتی بچے کی طرح ہوتا ہے۔ حضرت واصف علی واصفؒ فرماتے ہیں، ”جو اصل ٹیچر ہے وہ خود شناسی میں معاون ہوتا ہے۔“ وہ آدمی کے اصل کو اس کے قریب کر دیتا ہے۔

ٹیلنٹ قربانی دینے پر مجبور کرتا ہے، وقت سے آزاد کر دیتا ہے، وقت گزرنے کا احساس نہیں ہوتا، معاوضے کی پروا سے بھی آزاد کر دیتا ہے، معلومات اکھٹی ہونا شروع ہو جاتی ہیں، اس ٹیلنٹ کے متعلق لوگ قریب آنا شروع ہو جاتے ہیں، قدرت اس کے راستے بنانا شروع کر دیتی ہے۔ جو بھی ٹیلنٹ ہوگا، قدرت اشارے دینا شروع کر دیتی ہے۔ قدرت بتا رہی ہوتی ہے کہ آپ کو کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔ جب آدمی اپنے ٹیلنٹ کو تلاش کر لیتا ہے تو پھر وہ درویش بن جاتا ہے جو جنگل میں بھی ڈیرا لگاتا ہے تو لوگ چل چل کر اُس کے پاس آنے لگتے ہیں اور پگڈنڈیاں بن جاتی ہیں۔

اندر کی آواز کی پیروی

ہمارے والدین، اساتذہ اور ہمارے بڑے ہمارے ٹیلنٹ کے پر کاٹ ڈالتے ہیں۔ یہ پر خواب دیکھنے والے پر ہوتے ہیں، یہ ویژن والے پر ہوتے ہیں۔ اشفاق احمدؒ فرماتے ہیں کہ سب کچھ مار دو، لیکن کبھی اپنے اندر کا بچہ نہ مارو۔ یہ وہ بچہ ہوتا ہے جو سکھانے اور سیکھنے پر مجبور کرتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں سب کچھ آ جاتا ہے، لیکن خواب دیکھنا بھول جاتے ہیں۔ خواب دیکھنا ایک بڑا کام ہے اور بڑے کاموں کا آغاز خواب سے ہوتا ہے۔ ہم سے سب سے پہلی چیز جو چھینی جاتی ہے، وہ خواب دیکھنے کی صلاحیت ہے۔ ہم سے خواب دیکھنے کی صلاحیت چھین لی جاتی ہے۔ جب ہم خواب نہیں دیکھتے تو پھر کسی کام کا آغاز ہی نہیں ہوتا۔ ہم اپنے آپ کو پابند کر دیتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ دنیا کے جتنے بڑے لوگ ہیں، ان کی تعلیم کچھ بھی تھی، تجربہ بھی کچھ تھا، لیکن انھوں نے غیر معمولی کام اسی شعبے میں کر کے میں دکھایا جس کا خواب دیکھا تھا۔ ہم خواب دیکھے بغیر کچھ نہیں کر سکتے، خاص کر بڑا اور غیر معمولی کرنے کیلئے تو پہلے خواب دیکھنا ضروری ہے۔ لازم نہیں کہ آپ نے جس شعبے کی ڈگری لے رکھی ہے، اسی ڈگری کے خواب بھی آپ کو آتے ہوں۔ اگر آپ خواب نہیں دیکھیں گے تو آپ کی زندگی کا آغاز نہیں ہوگا۔ اور اس کیلئے ضروری ہے کہ اپنے اندر کے خداداد ٹیلنٹ کو تلاش کر کے سامنے لائیے۔

خودکو کیسے بدلا جائے؟

خودکو بدلنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اندر کی خامیوں کو، کمیوں کو، کوتاہیوں اور کمزوریوں کو تلاش کیا جائے اور پھر انھیں بہتر بنانے کی کوشش کی جائے۔ اپنی ذات کی بہتری کا سفر دراصل خودکو بہتر بنانے کا ایک سفر ہے۔ خودکو بدلے بغیر دنیا کو نہیں بدلا جا سکتا۔ دنیا کو بدلنے کیلئے سب سے پہلے خودکو بدلنا پڑے گا۔ خودکو بدلے بغیر دنیا کو نہیں بدلا جا سکتا۔

انسان خوبیوں اور خامیوں کا مجموعہ ہے۔ کسی بھی شخص میں صرف خوبیاں نہیں ہوسکتیں اور نہ کسی شخص میں صرف خامیاں پائی جاسکتی ہیں۔ ہر شخص میں کہیں نہ کہیں کوئی خامی ضرور پائی جاتی ہے۔ کسی بھی بڑے انسان کی زندگی کو پڑھا جائے اور اس کی کامیابی کو دیکھا جائے تو پتا چلے گا کہ وہ پیدائشی عظیم تھا یا پھر کہیں سے اسے عظمت ملی یا پھر اس نے کہیں سے اپنی عظمت کے سفر کا آغاز کیا۔ جب اس نے اپنی عظمت کے سفر کا آغاز کیا تھا تو لوگوں کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ ایک دن یہ عظمت پالے گا، کیونکہ جب اس نے پہلا قدم اٹھایا تھا تو لگتا نہیں تھا کہ اتنا لمبا سفر طے ہوجائے گا۔ لیکن یہ اس کا شوق اور لگن تھا جس نے اتنا طویل سفر طے کرایا۔

جو شخص کہیں پہنچنا چاہتا ہے، وہ مشورہ لیتا ہے، منزل کا پوچھتا ہے، راستے کا انتخاب کرتا ہے، راستے میں غلطیاں کرتا ہے، پھر غلطیوں کو مان کر اپنے اصل راستے پر آجاتا ہے اور آخرکار منزل پالیتا ہے۔

بعض لوگوں کو یہ زَعم ہوتا ہے کہ وہ پرفیکٹ ہیں، اُن میں کوئی خامی نہیں۔ اس مزاج کی کئی وجوہ ہوتی ہیں۔ بعض اوقات کوئی پوزیشن، کوئی جاب یا پھر کوئی عہدہ ایسا ہوتا ہے جو اُن میں خود پسندی اور اکڑ پیدا کردیتا ہے۔ جیسے ایڈمنسٹریشن آفیسر چاہتے نہ چاہتے اپنے پروفیشن کے مزاج کی وجہ سے اس مزاج کو اپنی زندگی میں شامل کرلیتے ہیں۔ حالانکہ اس مزاج کو جاب کے دوران اپنے اوپر طاری کرنا جتنا ضروری ہے، اتنا ہی ضروری اپنی ذاتی اور گھریلو زندگی میں اسے چھوڑنا ہے۔ اگر جاب والا مزاج مستقل ہوجائے تو اردگرد رہنے والے لوگ تکلیف میں چلے جاتے ہیں۔ جو لوگ اپنے جاب والے مزاج کو اپنے گھر لے جاتے ہیں، وہ اپنی دفتری حیثیت کو اپنے گھر والوں سے منوانا چاہتے ہیں۔ یہ انداز انھیں نہ جاب پر بہتر کارکردگی دکھانے دیتا ہے، اور نہ گھر والوں کو قریب کرتا ہے۔

لوگوں کی بہت بڑی تعداد ایسی ہے جن میں غلطی کو تلاش کرنے کا مزاج نہیں پایا جاتا۔ زیادہ تر لوگ اپنی غلطی ماننے کو تیار نہیں ہوتے۔ وہ لوگ اس ضد میں ہوتے ہیں کہ میں ٹھیک ہوں، ساری دنیا غلط ہے۔ جب کسی فرد کے اندر یہ فلسفہ پایا جائے کہ ساری دنیا غلط ہے اور میں ٹھیک ہوں تو پھر اصلاح کی گنجائش ختم ہوجاتی ہے۔ اصلاح ہمیشہ اس کی ہوتی ہے جو اصلاح لینا چاہتا ہے، جو اپنی اصلاح کرنا چاہتا ہے۔ جو یہ مانتا ہے کہ تمام تر عقل مندیوں اور عہدوں کے باوجود کہیں نہ کہیں مجھ میں خامی ضرور پائی جاتی ہے۔

خودکو نہ بدلنے کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ آدمی میں خود پسندی آجاتی ہے۔ خود پسندی نفس کا ایک وار ہے۔ نفس جب قوی ہوتا ہے تو وہ خود پسندی کی طرف لاتا ہے۔ کوئی بھی انسان پرفیکٹ نہیں ہوسکتا۔ پرفیکٹ صرف اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ پرفیکٹ انسان ہی بہتری کی طرف جاسکتا ہے۔

جب آدمی پرفیکشن کا مزاج اپناتا ہے تو وہ اس غلط فہمی کا شکار ہوجاتا ہے کہ میں پرفیکٹ ہوں اور میری کہی ہوئی بات سو فیصد ٹھیک ہے۔ اس فرد میں آگے جاکر کہیں نہ کہیں خود پسندی کا رویہ پیدا ہوجاتا ہے۔ بعض لوگوں سے اپنی بری عادات نہیں چھوڑی جاتیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو برائی کے نقصانات کا نہیں پتا ہوتا۔ جب برائی کے نقصان کا اندازہ ہوتا ہے تو پھر برائی کو چھوڑنا آسان ہوجاتا ہے۔ بعض لوگوں کو اپنی برائیاں نظر نہیں آتیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ آئینے کے محتاج ہوتے ہیں۔ جب تک وہ آئینے نہیں ہوں گے، تب تک برائیاں نظر نہیں آئیں گی۔

بعض لوگ خود تو بدل جاتے ہیں، لیکن جب معاشرے میں منفیت دیکھتے ہیں تو مایوس ہوجاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو دیکھنا چاہیے کہ کیا ان میں اتنی ہمت ہے کہ وہ حق کیلئے لڑ سکتے ہیں؟ کیا وہ حق کیلئے زبان کا استعمال کرسکتے ہیں یا پھر برائی کو دل میں برا جانتے ہیں؟

جو انسان خودکو بدلتا ہے، اس کے رویے میں اتنی تبدیلی ضرور آنی چاہیے کہ اس کے ساتھ والوں پر اس تبدیلی کا اثر پڑے۔ کیونکہ ایک چلتا ہے تو قافلہ بنتا

ہے۔ ایسے شخص کی تبدیلی کیا تبدیلی۔۔۔ جس کے بدلنے سے ساتھ والوں پر کوئی اثر نہ پڑے۔ حضرت واصف علی واصفؒ فرماتے ہیں، ''ناپسندیدہ انسان سے پیار کرو، اس کا کردار بدل جائے گا۔''

جو شخص زیادہ مضبوط نہیں ہوگا، اگر اس نے اپنے آپ کو بدلا بھی ہوگا لیکن منفی لوگوں کا اثر لے گا۔ ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ اپنی سنگت اچھے اور مثبت لوگوں میں رکھے۔ وہ لوگ جلدی بدلتے ہیں جن کی زندگی میں کوئی انسپائریشن ہوتی ہے۔ انسپائریشن کا مطلب ہے کہ وہ لوگ کسی سے متاثر ہو گئے ہیں۔ اگر آپ کسی کے عمل سے متاثر ہیں، کسی کے علم سے متاثر ہیں، کسی کے کردار سے متاثر ہیں، کسی کی سوچ سے متاثر ہیں یا پھر کسی کے نظریے سے متاثر ہیں تو پھر بدلنا آسان ہو جاتا ہے۔

انسپائریشن رسولوں اور پیغمبروں کا شیوا ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں میں روحانیت رکھ دیتا ہے۔ ایسے لوگوں کی مجلس میں بیٹھنے سے دلوں کی حالت بدل جاتی ہے۔ ایک فرد جب ان کی محفل میں بیٹھتا ہے تو اُن کی محبت وصول کرتا ہے، ان کی شفقت سے متاثر ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس میں تبدیلی آنا شروع ہو جاتی ہے۔ وہ لوگ خوش نصیب ہوتے ہیں جن کو بڑے لوگوں کا ساتھ مل جاتا ہے۔ لیکن بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جنھیں بڑے بڑے لوگوں کی صحبت میسر ہوتی ہے، لیکن پھر بھی ان میں تبدیلی نہیں آتی۔ یہ کسی حد تک نصیب کی بھی بات ہے۔ خوش نصیبی یہ ہوتی ہے کہ آدمی کی زندگی میں اچھے لوگ آئے اور ان کی سنگت کی وجہ سے اس میں ایسی تبدیلی آئی جس کے متعلق اس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔

بعض لوگ تبدیلی سے ڈرتے ہیں۔ انھوں نے اپنی زندگی میں ایسے تجربات کیے ہوئے ہوتے ہیں کہ جن کی وجہ سے ان میں خود کو بدلنے کا حوصلہ نہیں رہتا۔ یہ ایک بے بنیاد خوف ہے۔ دنیا کا ہر شخص جو تبدیلی کو دیکھتا ہے تو اس کے متعلق سوچتا بھی ہے۔ آج دنیا میں چینج مینجمنٹ پڑھائی جا رہی ہے کہ بدلتے ہوئے حالات میں اپنے آپ کو کیسے لے کر چلنا ہے۔ اداروں میں ملازمین رکھنے کے طریقے بدل رہے ہیں۔ کام کرانے کے طریقے بدل رہے ہیں۔ کام کے بارے میں نظریات بدل رہے ہیں۔ ڈارون کہتا ہے کہ تمام انواع کی تاریخ کے مطابق زندہ وہی رہا جس نے تبدیلی کو قبول کیا ہے۔ جس نے تبدیلی کو قبول کیا ہے، اسے بقا ملی ہے۔

وہ کاروباری جو زمانے کی تبدیلی کے ساتھ اپنے کاروبار میں تبدیلی نہیں لاتے، اُن کا کاروبار ختم ہو جاتا ہے۔ جو شخص تبدیلی کو قبول کرنا چاہتا ہے اور تبدیلی سے ڈرتا ہے، اسے چاہیے کہ تبدیلی کی جانب کم از کم ایک قدم تو اٹھائے، کیونکہ قدم اٹھانے سے خوف کی شدت کم ہو جاتی ہے۔

ہم نے بچپن میں His First Flight کہانی پڑھی تھی۔ اس کہانی میں خوف کے باوجود سیگل کی ماں اپنے بچے کو دھکا دے دیتی ہے۔ اس سے بہ ظاہر لگتا ہے کہ اس نے اپنے بچے کے ساتھ بڑی بے رحمی کی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ سیگل اس بہ ظاہر بے رحمی کے نتیجے میں اُڑنا سیکھ جاتا ہے۔ جو انسان خوف کے ہوتے ہوئے خوف پر قابو نہیں پاتا، وہ ترقی نہیں کر سکتا۔

خوف پر قابو پانے کیلئے دو چیزیں ضروری ہیں۔ پہلی شے فیصلہ ہے اور دوسرا خود پر یقین (خود یقینی)۔ جب آدمی خود پر یقین کرتے ہوئے فیصلہ کرتا ہے تو پھر اسے دنیا کی کوئی پروا نہیں رہتی۔ باباجی اشفاق احمدؒ اپنے ڈرامے ''من چلے کا سودا'' میں لکھتے ہیں کہ خوف انسان کا ازلی دشمن ہے۔ اس نے ہمیشہ انسان کی کارکردگی کو محدود کیا ہے۔ خوف کہتا ہے کہ تمھیں بدلنا نہیں ہے، تمھیں کمفرٹ زون میں رہنا ہے، جبکہ ناکامی ہی کامیابی کی بنیاد ہے۔ ناکامی کے بغیر کامیابی نہیں ملتی۔ ناکامی کامیابی کی طرف پہلا قدم بنتی ہے۔ اور خوف اس میں اہم عامل کا کردار ادا کرتا ہے... بہ شرط یہ کہ اسے تسلیم کر کے اس کا سامنا کر لیا جائے۔

جس شخص کے بہت زیادہ مقاصد ہوں، وہ تکلیف میں رہتا ہے۔ بہت زیادہ مقاصد رکھنے والا اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے۔ مقصد محدود اور تھوڑے ہونے چاہئیں، لیکن سوچ بہت وسیع اور بلند ہونی چاہیے۔ مقصد ایک ہو اور توکل اللہ تعالیٰ پر ہو۔ مقصد ایک، لیکن توانائی بھرپور ہونی چاہیے۔ مقصد ایک، لیکن اس کیلئے دعا دل کی گہرائیوں سے مانگنی چاہیے۔

ہمت کے بغیر ایک ہی وقت میں بہت ساری چیزیں اکٹھا کرنے والا تکلیف کا شکار ہو جاتا ہے۔ ہمت وقت کے ساتھ ساتھ آتی ہے۔ جو یقین کے ساتھ قدم اٹھاتا ہے، منزلیں اسی کا انتظار کرتی ہیں۔ جو یقین کے ساتھ قدم اٹھاتا ہے، اللہ تعالیٰ کہیں نہ کہیں، کبھی نہ کبھی اس کیلئے اسباب ضرور پیدا کر دیتا ہے۔ جو

شخص یہ کہتا ہے کہ غربت بہت ہے، مسئلے بہت ہیں، اسے چاہیے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے، اسی سے گزارا کرے۔ لیکن آغاز ضرور کرے۔ کامیاب کہانی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آدمی ''مائنس'' سے نکل ''پلس'' میں چلا جائے۔

مثبت تبدیلی کا مطلب ہے کہ سب سے پہلے اپنی سوچ کو مثبت کیا جائے۔ اگر سوچ مثبت ہوگی تو نظریہ مثبت ہوگا، نظریہ مثبت ہوگا تو رویہ مثبت ہوگا، رویہ مثبت ہوگا تو عمل مثبت ہوگا اور جب عمل مثبت ہوگا تو پھر نتیجہ بھی مثبت ہوگا۔ ایک مثبت نتیجے کیلئے ایک مثبت تبدیلی چاہیے۔ اس مثبت تبدیلی کے بغیر کبھی بھی مثبت نتیجہ نہیں آئے گا۔ ایک وقت وہ تھا کہ جب موبائل فون موجودہ سائز کے مقابلے میں سے خاصا بڑا ہوتا تھا۔ پھر ٹیکنالوجی میں ترقی کے ساتھ ساتھ اس کا سائز کم ہوتے ہوتے یہاں تک پہنچ گیا کہ آج ایسے فون آگئے ہیں کہ اگر وہ کسی کے پاس ہوں تو جہاز میں بیٹھنے کی اجازت نہیں ملتی۔ آج دنیا بڑے موبائل سے اسمارٹ موبائل پر چلی گئی ہے۔ جب چیزیں اتنی تیزی سے بدل رہی ہیں تو پھر انسان کو بھی بدلنے کی ضرورت ہے۔ یہ تبدیلی کائنات کے فطری نظام میں شامل ہے۔ تمام فطری مظاہر تبدیل ہورہے ہیں اور خود کو بدلتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اس دنیا میں اگر ہم خود کو نہیں بدلیں گے تو پھر یہ دنیا بدلی ہوئی نظر نہیں آئے گی۔

ٹیکنالوجی کی رفتار میں تیزی کے باعث آج بہت سے کام جو کچھ عشرے پہلے تک طویل عرصہ لیتے تھے، آپ چند ماہ میں کرنا ممکن ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کمیونیکیشن اور ابلاغ کے ذرائع اتنے وسیع اور ترقی یافتہ ہوچکے ہیں کہ اگر کسی کے پاس آئیڈیا ہے تو وہ بہت کم وقت میں کہیں سے کہیں پہنچ سکتا ہے۔ فیسبک ایک آئیڈیا ہے، گوگل ایک آئیڈیا ہے، واٹسیپ ایک آئیڈیا ہے، یوٹیوب ایک آئیڈیا ہے۔ ان آئیڈیاز کی وجہ سے لوگ دنوں میں ارب پتی بن گئے۔ دنیا چند سال میں ویب سائٹ پر آگئی ہے۔ اگر کسی کو گاڑی خریدنی ہے تو ویب سائٹ وزٹ کرنے سے اسے اچھی گاڑی مل سکتی ہے۔ ایک کال پر کھانا گھر پر پہنچ جاتا ہے۔

اس کے باوجود آج بھی ایک ایسا طبقہ موجود ہے جو یہ کہتا ہے کہ یہ سب کتابی باتیں ہیں۔ ان میں حوصلہ اور ظرف موجود نہیں ہے۔ وہ لوگ اپنے دلوں کی تنگی کی وجہ سے کسی کی کامیابی کو نہیں مانتے۔ خود کو بدلنے کیلئے اپنے دل کی تنگی کو توڑنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا کرم ''ہدایت'' ہے اور ہدایت مانگنے سے ملتی ہے۔ ہدایت وہ مانگتا ہے جسے ہدایت کی طلب ہوتی ہے۔ ہدایت وہ مانگتا ہے جو چاہتا ہے کہ مجھے ہدایت چاہیے۔ ہدایت وہ مانگتا ہے جو خود کو تبدیل کرنا چاہتا ہے۔ ہدایت وہ مانگتا ہے جو اپنے اندر تبدیلی کی جرات رکھتا ہے۔ جو مانتا ہی نہیں ہے کہ مجھے ہدایت چاہیے، وہ کبھی ہدایت کی طرف نہیں جائے گا۔ رات کے پچھلے پہر میں اٹھ کر اپنے آنسوؤں کو گرا کر دیکھئے۔ کبھی اپنی جبیں کو سربہ سجدہ کرکے اللہ تعالیٰ سے ہدایت مانگ کر تو دیکھئے۔ کبھی اللہ تعالیٰ پر پورا توکل کرکے تو دیکھئے۔ کبھی اللہ تعالیٰ کو دل سے پکار کر تو دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی ہے جس کی میں سنوں۔ جب آپ پورے یقین اور تڑپ کے ساتھ اپنے رب کو پکارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرے مالک، میرے گناہ بہت زیادہ ہیں، میری کوتاہیاں بہت زیادہ ہیں، میری خامیاں بہت زیادہ ہیں لیکن میں جانتا ہوں تو کریم ہے، تو رحمان و رحیم ہے۔ میرے مالک، تو مجھے اس بھنور سے نکال۔ مجھے ذات کی اس جنگ سے نکال۔ مجھے نفس کی اس جنگ سے نکال۔ مجھے گناہوں کی دلدل سے نکال۔

جب آپ اللہ تعالیٰ پر توکل کرکے ایک قدم اٹھاتے ہیں تو وہ دس قدم آپ کی طرف آتا ہے۔ جب آپ چل کر اُس کی طرف جاتے ہیں تو وہ دوڑ کر آپ کی طرف آئے گا۔

زندگی کی تجدید

ہر شے تجدید مانگتی ہے۔ ہر چیز کو گاہے گاہے سنوارنا اور نکھارنا پڑتا ہے۔ ہماری زندگی کے کئی شعبے ایسے ہیں جن کی تجدید کے متعلق کبھی سوچا ہی نہیں جاتا۔ انتھروپالوجی انسانی مزاج کا علم ہے۔ یہ علم بتاتا ہے کہ جب انسان دنیا میں آیا تھا تو اس کو بے شمار قسم کے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ ان مسائل میں سب سے بڑا مسئلہ اسے اپنی بقا کا تھا۔ رات کو اگر دس لوگ سوتے تو صبح کو دو تین غائب ہوتے۔ پتا چلتا کہ انھیں کوئی جنگلی جانور اٹھا کر لے گیا۔ اسی طرح، کچھ لوگ بیٹھے ہوتے تو قریب سے سانپ گزرتا اور اُن میں سے کسی ایک کو ڈس لیتا اور وہ مرجاتا۔ ان لوگوں کے پاس اسے بچانے کا کوئی سبب نہیں تھا۔ یہ سلسلہ ایک عرصہ چلتا رہا۔ جب انسان سے ان مسئلوں کا حل نہ بن پایا تو انھوں نے ان مسائل کو خدا سمجھنا شروع کر دیا۔ یہ وہ دور تھا کہ جب انسان سمجھتا تھا کہ شاید آندھی کا نام خدا ہے، شاید دیوہیکل پہاڑ خدا ہے۔ شاید آگ ہی خدا ہے۔ پھر جیسے جیسے اس میں کچھ شعور آیا تو وہ اپنی بقا کے طریقے سوچنے لگا۔ چنانچہ وہ لوگ جہاں سوتے وہاں اپنے اردگرد ایک گڑھا کھود لیتے تاکہ سانپ آئے تو گڑھے میں گر جائے۔ یہ انسان کی اپنے بقا کی شروعات اور پہلی تجدید تھی۔

شروع کے مسائل نے انسان کی جبلت کو جگایا۔ وہ جبلت یہ تھی کہ مجھے مسائل کا سامنا کرنا ہے۔ جس طرح انسان کو مسائل کا سامنا تھا، اسی طرح دوسری مخلوقات کو بھی مختلف مسائل کا سامنا تھا۔ جیسے، آندھی سے چڑیا کا گھونسلا گر جانا، لیکن اس میں تجدید کا عنصر نہیں تھا۔ اللہ نے انسان کے سوا دیگر تمام مخلوقات میں اپنا تحفظ اُن کی جبلت میں ڈال رکھا ہے۔ لہٰذا، انھیں اپنی بقا کیلئے الگ سے مشقت کر کے یہ فن سیکھنا نہیں پڑا۔ انسان دنیا کی واحد مخلوق ہے جس نے مسائل کا سامنا کرنے کا شعوری فیصلہ کیا۔ اسی خاصیت کی وجہ سے وہ اشرف المخلوقات کہلایا۔ آج انسان نے ان مسائل پر بڑی حد تک قابو پا لیا ہے۔ انسان نے ایسی ادویہ ایجاد کر لی ہیں کہ جن سے خطرناک ترین امراض جو صدیوں سے بستیوں کی بستیاں اجاڑ دیتے تھے، آج قابل علاج ہیں۔ انسان نے اپنے مسائل کا حل تلاش کیا، لیکن کوئی اور مخلوق اپنے مسائل کا حل نہ کر سکی۔ آج بھی بلی اپنا پیٹ خراب ہونے پر گھاس کھاتی ہے، آج گدھا اپنی خارش دور کرنے کیلئے مٹی پر لوٹتا ہے۔ آج بھی شیروں کے رہنے کے انداز وہی ہیں جو اس دنیا کی تخلیق کے وقت تھے۔ آج بھی پرندے اپنے گھونسلے اسی طرح بناتے ہیں جیسے ہزاروں سال پہلے کے پرندے بناتے تھے۔ غرض ان کی کسی چیز میں کوئی ردوبدل نہیں آیا۔

جبلت اور مزاج

انسان کی منفرد جبلت نے انسان کے منفرد مزاج کی تشکیل کی ہے۔ البتہ، جبلت کے برخلاف، انسانی مزاج نہ صرف ہر دَور میں بدلتا رہا ہے، بلکہ یہ ہر فرد کا الگ الگ ہوتا ہے۔ زندگی میں کامیابی کیلئے انسانی مزاج کا مطالعہ کیا جائے۔ انسانی مزاج کو سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ انسان کی تاریخ پڑھی جائے۔ مزاج کی ابتدا کو جاننے کیلئے حضرت آدم علیہ السلام کو پڑھا جائے۔ اس سے پتا چلے گا کہ زندگی گزارنے کے متعلق آپ علیہ السلام کا کیا مزاج تھا۔ مزاج کی معراج کو جاننا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ پڑھی جائے۔ اس سے چلے گا کہ عظمت کیا ہوتی ہے۔ کسی کو معاف کرنا ہے تو دیکھئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح معاف کیا کرتے تھے۔ کسی سے وعدہ کرنا ہے تو دیکھئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے وعدہ وفا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ سے پتا چلے گا کہ جو اچھا نہ سمجھے، اس کے ساتھ اچھا ہونا کتنا ضروری ہے۔ یہ پتا چلے گا کہ زیادتی کرنے والوں کو معاف کرنا کتنا ضروری ہے۔ یہ پتا چلے گا کہ تجدید کرنا کتنا ضروری ہے۔ یہ پتا چلے گا کہ چیزیں پرکھنے سے پہلے مشورہ کرنا کتنا ضروری ہے۔ یہ پتا چلے گا کہ زندگی میں پلاننگ کی کتنی اہمیت ہے۔ غرض، زندگی کا کوئی بھی گوشہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ نمونہ ہے۔

ارادہ اور فیصلہ کی قوت

اللہ تعالیٰ نے ارادہ جیسی بنیادی صفت صرف انسان کو بخشی۔ دنیا کی کسی اور مخلوق کو یہ صفت نہیں دی گئی۔ انسان واحد مخلوق ہے جس نے ارادہ کیا اور چاند

پر چلا گیا۔ یہ واحد مخلوق ہے جس نے خود کو ہوا میں اڑانے کیلئے جہاز بنا لیے۔ یہ واحد مخلوق ہے جو مائیکرو سیکنڈ کی رفتار پر چلی گئی۔ ٹیلنٹ، کمیونیکیشن، سفر، ادویہ، ترسیل، رہائش، علم، تعلیم، کتابیں اور ٹیکنالوجی۔۔۔ یہ ساری نعمتیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہیں۔ اور یہ اس کے ارادے کی وجہ سے وجود میں آئیں۔

بے شمار لوگ ایسے ہیں جن کے والدین بچپن میں ہی انتقال کر جاتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ زندگی کے شدید ترین مسائل کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر ایک دن دنیا کو بتاتے ہیں کہ میں ایک کامیاب انسان ہوں۔ جو دنیا کو یہ بتاتے ہیں کہ تعلیم نہ ہونے کے باوجود بھی میں بل گیٹس (بزنس مین) بن گیا ہوں، اسکول نہ جانے کے باوجود بھی نیوٹن (سائنس داں) بن گیا ہوں۔

ارادے کی پختگی انسان کو مجبور کرتی ہے کہ وہ تجدید کرے اور آگے بڑھے۔ انسان کبھی نہیں چاہتا کہ وہ کسی ایک جگہ پر کھڑا رہے۔ وہ بہتر سے بہتر ہونا چاہتا ہے۔ انسان وہ مخلوق ہے کہ اگر آج فرض کیجیے، آپ پانچ بڑے مسائل میں پھنسے ہوئے ہیں تو پانچ سال بعد آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ تو کب کے حل ہو چکے۔

جس قسم کے مسائل بھی کیوں نہ ہوں، انسان ان مسائل کے باوجود جینا سیکھ جاتا ہے۔ مثال کے ایک طور پر، ایک آدمی کی ٹانگ کٹ جاتی ہے۔ وہ مصنوعی ٹانگ لگا کر چلنا شروع کر دے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے چیلنج کے سامنے کھڑا ہو کر ثابت کر دیا کہ ایک ٹانگ نہ بھی رہے تو میں پھر بھی چل سکتا ہوں۔

مسائل نعمت ہیں

مسائل انسان کے ارادے کو باہر نکالتے ہیں۔ یہ اسے تجدید کا موقع دیتے ہیں۔ آج کوئی نہیں چاہے گا کہ وہ سو سال پیچھے چلا جائے بلکہ سو سال تو دور کی بات ہے، چند سال پیچھے جانے کو تیار نہیں ہوگا۔ کسی دانشور نے کیا خوب کہا ہے کہ انسانیت اپنے ہاتھوں کی انگلیوں سے کھرچ کھرچ کر یہاں تک پہنچی ہے۔ اسے قطعاً واپسی کی چاہت نہیں۔ رنجیت سنگھ تجدید کی اہمیت سمجھ چکا تھا، اس لیے اس نے کہا کہ میں اپنی عورتوں کو بھیک نہیں مانگنے دوں گا، بلکہ انھیں تعلیم دوں گا۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا میں بھکاریوں کی سب سے کم تعداد سکھوں کی ہے، کیونکہ انھیں سمجھ آ گئی کہ عورت کا تعلیم حاصل کرنا کتنا ضروری ہے۔ دنیا میں ایسے کامیاب لوگ ہیں جن کے والد پڑھے لکھے نہیں تھے، لیکن والدہ پڑھی لکھی تھیں۔ اس کے نتیجے میں سارے بچے پڑھ لکھ گئے اور کامیاب ہو گئے۔ وجہ یہ تھی کہ ماں کا شعور بچوں میں منتقل ہوا۔

ہم لوگ مسائل سے بچنا چاہتے ہیں۔ جب آدمی مسائل سے راہِ فرار اختیار کرتا ہے تو اس کی قوتِ ارادہ باہر نہیں نکل پاتی۔ وہ تمام بچے جو چھاؤں میں پلتے ہیں وہ زیادہ ترقی نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کا واسطہ کبھی مسائل سے پڑا ہی نہیں کہ وہ اپنے اندر کی قوتِ ارادہ کو کھنگالتے اور اسے باہر نکال کر اس سے کام لیتے۔ لہٰذا، جب وہ عملی زندگی میں قدم رکھتے ہیں اور جب مسئلہ سامنے پاتے ہیں تو بھاگ جاتے ہیں۔

آج کے نوجوان کی پستی

میں دیکھتا ہوں کہ انٹرمیڈیٹ کے داخلے شروع ہوتے ہیں تو اٹھارہ بیس برس کے نوجوان اپنی ماؤں کا ہاتھ تھامے کالج میں پروسپکٹس لینے آتے ہیں۔ میں سوچتا ہوں کہ ایک طرف تو وہ سترہ سال کا نوجوان تھا جو کئی سو میل کا فاصلہ طے کر کے اپنے ساتھ کئی ہزار افراد کا لشکر لے کر سندھ آیا یعنی محمد بن قاسم اور دوسری جانب آج کا مسلمان نوجوان ہے۔ بہت بڑا فرق اس نوجوان اور آج کے نوجوان میں یہی ہے کہ محمد بن قاسم کے پاس ارادہ و فیصلہ کی قوت تھی اور آج کا نوجوان اس نعمت سے محروم ہے۔

اگر آج بیس اور تیس سال کی عمر میں بھی آدمی ہر کام شروع کرنے سے پہلے اپنے والدین سے پوچھتا ہے تو سمجھ لیجیے کہ اس میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ اسے یہ صلاحیت سکھائی ہی نہیں گئی ہے۔ انسان زندگی میں قوتِ فیصلہ سے ترقی کرتا ہے۔ قوتِ فیصلہ اور قوتِ ارادہ نہ ہو تو وہ ستر سال کا بھی ہو جائے تو پھر بھی وہ بچہ ہی رہتا ہے۔ قوتِ ارادہ و قوتِ فیصلہ اس وقت باہر نکلتی ہے کہ جب مسائل راہ میں آتے ہیں۔ ایسے میں انسان مجبور ہوتا ہے کہ وہ اپنی تجدید کرے۔ جب انسان کو پتا ہوتا ہے کہ میرے پاس ایک بہت بڑی طاقت اور قوت موجود ہے تو وہ اسے استعمال میں لاتا ہے۔ اس کے

برخلاف، جن لوگوں کی قوتِ ارادہ سوئی ہوتی ہے یا مُردہ رہتی ہے، وہ لوگ ہوتے ہیں جنھوں نے زندگی میں مسائل اور مشکلات کا سامنا نہیں کیا ہوتا۔ وہ زندگی کے مسائل سے بھاگنے والے ہوتے ہیں۔ حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں، ”تو اسے بچا بچا کے نہ رکھ“۔

مشکلات کا سامنا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ پہلا انعام یہ دیتا ہے کہ اس کی ارادے کی قوت باہر آ جاتی ہے۔

اسلام میں تجدید

اسلام نے تجدید کا سب سے حسین تصور توبہ کی صورت میں دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے توبہ بہت پسند ہے۔ پوری زندگی انسان کے پاس تجدید کا موقع ہوتا ہے۔ بندہ جتنا بھی گنہگار ہو، گناہوں کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہو، لیکن دل میں یہ خیال آئے کہ مجھے واپس لوٹنا چاہیے تو اسے چاہیے کہ توبہ کرے۔ جب اپنی عقل زندگی کو بہتر نہ بنا رہی ہو تو اس وقت اپنی عقل پر چھلانگیں نہ لگائی جائیں۔ اس وقت یہ دعوا نہیں کرنا چاہیے کہ میں بڑا عقل مند ہوں۔ ایسی صورت میں تجدید ممکن نہیں ہوتی۔ عقل کی انتہا یہ ہے کہ زندگی میں سکون ہو۔ سکون کا مطلب ہے کہ آدمی جہاں ہو، ذہن بھی وہیں ہو۔ ذہن میں نہ ماضی کا غم ہو اور نہ مستقبل کی تشویش چل رہی ہو۔ عقل جب بھی آتی ہے تو اس کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے ہوتی ہے کہ وہ ماضی اور مستقبل سے آزاد ہو جاتا ہے۔

زندگی میں کبھی وقت ضائع ہو جائے اور کوئی بھول ہو جائے تو فوری طور پر تجدید کیجیے۔ کوئی بات نہیں، یہ انسانوں کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ انسان بھولنے والی مخلوق ہے۔ انسان کا لفظ ”نسان“ سے بنا ہے جس کا مطلب ہے، بھولنا، یعنی ایسی مخلوق جو بھول جاتی ہے۔ یہ ایسی مخلوق ہے کہ اگر اپنے خالق کو دن میں پانچ بار یاد نہ کرے تو وہ اپنے خالق کو بھی بھولنے لگتی ہے۔ اس لیے اسے پانچ دفعہ یاد کرنا پڑتا ہے۔ زندگی میں کبھی وسائل ضائع ہو جائیں تو فوری طور پر سجدے میں سر رکھیے اور تجدید کیجیے۔

زندگی میں تجدید کا سب سے بہتر وقت وہ ہے کہ جب بندے کو اپنے گناہ یاد آ جائیں اور شرمندگی ہو۔ یہ خوش بختی کی علامت ہے۔ یہ احساس اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ گناہ اللہ تعالیٰ سے دور نہیں کرتا بلکہ گناہ کی یاد اللہ تعالیٰ کو پاس نہیں آنے نہیں دیتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گناہ کی وجہ سے خیال اتنا پراگندہ ہو جاتا ہے کہ پاک ہستی کو سوچنے کے قابل نہیں رہتا۔ کبھی گناہوں کا بوجھ محسوس ہو تو زندگی کی تجدید کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

تجدید کا مطلب یہ ہے کہ سہارا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہو۔ تجدید کا مطلب ہے کہ قدم اٹھے، لیکن اس کا دارومدار اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہو۔ تجدید کے بعد دعا کریں کہ اے باری تعالیٰ، آج تجدید کیلئے میرا پہلا قدم اٹھ گیا ہے، تو مہربانی فرما اور اب اپنے وعدے کے مطابق دس قدم میری طرف آ جا۔ یقین کیجیے، آپ کا ایک قدم اٹھے گا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سو قدم آپ کی طرف آئے گی۔

کبھی بھی زندگی میں احساس ہو کہ میں نے کسی کے ساتھ زیادتی کی ہے اور وہ مجھے نہیں کرنی چاہیے تھی تو فوری اس شخص کے پاس جائیں اور اس سے معافی مانگیں۔ یہ بھی تجدید ہے۔

تجدید کیجیے

اپنی زندگی کی تجدید کیلئے اپنے سے یہ سوال کیجیے کہ میں کیوں جی رہا ہوں، میرے جینے کا سبب کیا ہے، میں کدھر جا رہا ہوں، میں اس دنیا میں آیا کیوں تھا؟ یہ زندگی ایک بار ملی ہے، میں اس واحد اور قیمتی متاع کو کیسے برت رہا ہوں؟

اگر یہ سوالات پہلے سے آپ کے ذہن میں کلبلا رہے ہیں اور آپ کو بے چین کیے ہوئے ہیں تو یہ خوش بختی کی علامت ہے۔ اس سے استقامت ملتی ہے۔ استقامت یقین کا انعام ہے۔ جس کے پاس یقین نہیں، اس کے پاس استقامت نہیں ہوتی۔ جو یقین کی راہ پر چل نکلے، انھیں منزلوں نے پناہ دی۔ حضرت واصف علی واصفؒ فرماتے ہیں، ”زندگی کے تین حاصل بہت بڑے حاصل ہیں: یقین، یکسوئی اور استقامت۔“ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے کہ وہ کسی کو صاحب یقین، صاحب یکسوئی اور صاحب استقامت بنا دے۔ (کتاب ”اونچی اُڑان“ سے)

پڑھنا لکھنا کافی نہیں

کتاب Millionnaire Messanger ضرور پڑھئے۔ یہ کتاب ایک ایسے فلسفے پر ہے کہ جس کے مطابق، اس وقت دنیا میں ایکسپرٹ انڈسٹری آچکی ہے۔ ہمیں پڑھے لکھے لوگ نہیں چاہئیں، ہمیں ایکسپرٹ کی ضرورت ہے۔ ہمیں ماہر فن کی ضرورت ہے۔ ایک ہے، پروفیشنل اور ایک ہے، ایکسپرٹ۔ ایکسپرٹ وہ ہوتا ہے جس کا وزڈم دیگر پروفیشنلز سے کہیں بلند ہوتا ہے۔ وہ کام کی باریکیوں کو جانتا اور سمجھتا ہے۔ وہ سکھانے کے قابل ہوتا ہے۔

ہر فرد کی کہانی ایک پروڈکٹ ہے۔ اگر اندازِ بیاں مل جائے تو پھر ہر آدمی میلنیئر (امیر) بن سکتا ہے۔ اپنی زندگی میں وہ شہد اکھٹا کیجیے جو بانٹا جا سکتا ہے۔ ایسے وزڈم پر معذرت ہے جسے بانٹنے کا حوصلہ ہی نہ ہو۔ وہ وزڈم، وہ فہم جو بانٹی جا سکے، آسانی جو شیئر کی جا سکے، وہ فہم جو بتایا جا سکے، دانش وہ جو دی جا سکے اور وہ عقل جو دی جا سکے۔ کام ایسے کیجیے کہ کل کو اگر سکھانا پڑے تو سکھا سکیں۔

جب آدمی اپنی فیلڈ میں برانڈ بنتا ہے تو ترقی شروع ہو جاتی ہے۔ برانڈ بنتا ہے تو وہ ممتاز بھی ہوتا ہے۔ اکثر لوگ اپنے برانڈ پر کام نہیں کرتے جس کی وجہ سے انھیں ترقی نہیں ملتی۔ ایسا پودا لگانا چاہیے جس کا پھل آنے والی نسلیں کھائیں۔ اگر آپ اپنا برانڈ بنائیں گے تو آپ ایک فرد سے ایک ادارہ بن سکتے ہیں۔ یہ ادارہ جس کا فیض آپ کی آنے والی نسلوں تک منتقل ہو۔ جس کا پھل قوم کھائے، جس کا پھل امت کھائے اور جس کا پھل صدیوں تک آنے والے انسان کھائیں۔ (زیرِ طبع کتاب ''سوچ کا ہمالیہ'' سے)

آپ کیوں زندہ ہیں

سارے کام ہی ٹھیک ہیں، مگر کاموں کے درمیان ایک ایسی نیت ہے جس سے سب چیزیں جڑتی ہیں۔ وہ نیت یہ ہے کہ میرے مالک جی رہا ہوں تو تیرے لیے جی رہا ہوں۔ دکان ہے تو تیرے لیے ہے، بچے ہیں تو تیرا حکم ہے تو پال رہا ہوں، پڑھ اس لیے رہا ہوں کہ تجھے علم والا مسلمان پسند ہے، کاروبار اس لیے چلا رہا ہوں کہ تو نے کہا ہے کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، جذبہ اس لیے ہے کہ تیری نظر میں سب سے پہلے وہ آتا ہے جو تڑپتا ہے، جو روتا ہے۔ اگر آپ کے ہر کام کے پیچھے نیت مالک ہے تو ہر کام کی سمت ایک ہوگی۔ پھر سونا بھی عبادت ہوگا، پہننا بھی عبادت ہوگا، چلنا بھی عبادت ہوگا، کھانا بھی عبادت ہوگا۔

مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں پتا ہے کہ نوکری لگی ہوئی ہے، پیسے تو آنے ہی آنے ہیں۔ یقین کیجیے کہ جذبے سے کام کر کے دیکھیں، پیسہ پیچھے پیچھے آئے گا۔ آپ ڈبا نہ بنیں، انجن بنیں۔ ڈبے کی نشانی یہ ہے کہ وہ محتاج ہے۔ انجن محتاج نہیں ہوتا۔ قدرت نے انسان کو جو سب سے بڑی آگ دی ہے، آپ جذبے کو انجن بنائیں۔ شہرت کا ڈبا، عزت کا ڈبا، پیسے کا ڈبا، آسانیوں کا ڈبا، لوگوں سے میل جول کا ڈبا۔ یہ خود بہ خود آپ کے پیچھے چلتے آئیں گے۔

صرف ایک خوبی کو ہی اگر پکڑ لیا جائے تو وہ بہت بڑا نتیجہ دیتی ہے۔ مثال کے طور پر، اخلاق والے کی زندگی میں نہ مواقع کم ہوتے ہیں، نہ لوگ کم ہوتے ہیں۔ ہر فرد اس کیلئے خوش بختی بن جاتا ہے۔ ہر حادثہ اس کیلئے خوش قسمتی بن جاتا ہے۔ اگر آپ کے پاس اخلاق ہے تو پھر دنیا آپ کے سامنے سرنگوں ہوگی۔ اچھے خواب پالیں۔ جب دینا اللہ تعالیٰ نے ہے تو پھر مانگنے میں شرم کس بات کی۔ اگر رینگ رینگ کر ہی زندگی گزارنی ہے تو پھر زندگی کا کوئی مزہ نہیں ہے۔ ہم اپنی عقل و شعور کو اس قابل بنائیں کہ ہم ذمے داریاں اٹھا سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بچے جن پر ذمہ داریاں پڑ جاتی ہیں، جلد سمجھ دار ہو جاتے ہیں، بہ نسبت ان کے جو بیٹھے رہتے ہیں، جو انتظار کرتے رہتے ہیں، جو گرم ہوا سے بچنا چاہتے ہیں۔

زندگی میں یہ ضرور کیجیے کہ اپنی زندگی کے مقصد کے متعلق لائن لگائیں۔ جو جو چیزیں اس سے جڑتی ہیں، وہ کرتے جائیں اور ان چیزوں کو چھوڑ دیں جو نہیں جڑتیں۔ اگر آپ نے یہ کام کر لیا تو آپ کے کام کی رفتار تیز ہو جائے گی۔ لوگوں کی رفتار اسی وجہ سے تیز نہیں ہوتی کہ انہیں پتا ہی نہیں ہے کہ کرنا کیا ہے اور کیا نہیں کرنا۔ ہم گھر سے بڑے کام کیلئے نکلتے ہیں اور محلے کی لڑائی دیکھ کر واپس آ جاتے ہیں۔ ہمیں پتا ہی نہیں ہے کہ جو چیزیں ہم سے جڑی ہوئی ہیں، ان کا اس سے تعلق ہی کوئی نہیں ہے۔ کسی نے دانشور سے کہا، مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔ اس نے کہا، ٹھہر جاؤ، پہلے مجھے ٹیسٹ کراؤ کہ میں یہ بات سنوں یا نہ سنوں۔ دانشور نے پوچھا، ''بات مجھ سے متعلق ہے؟'' اس نے جواب دیا، نہیں۔ دانشور نے پوچھا، ''بات تجھ سے متعلق ہے؟'' اس نے کہا، نہیں۔ دانشور نے کہا، ''بات نہ تیرے فائدے کی ہے اور نہ میرے فائدے کی ہے، تو اس بات کا فائدہ کیا؟'' ہم زندگی میں بے شمار چیزیں سن رہے ہیں، سمجھ رہے ہیں، پڑھ رہے ہیں، دیکھ رہے ہیں، وہ ہماری سمت سے نہیں ملتیں۔ اُن کاموں کو کرنے سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں۔ جو آدمی یہ طے کر لیتا ہے کہ میں نے سننا کیا ہے، دیکھنا کیا ہے، اس کے پاس اس بات کی گرفت آ جاتی ہے کہ میں نے سوچنا کیا ہے۔

زندگی میں اپنی سمت پر کام کیجیے۔ اگر سمت پر کام نہیں کریں گے تو پھر دن گزریں گے۔ یہ ہفتوں میں بدلیں گے، یہ مہینوں میں بدلیں گے، یہ برسوں میں بدلیں گے اور یہ برس زندگی میں بدلیں گے اور زندگی ختم ہو جائے گی۔ آپ کولھو کے بیل کی طرح کہیں نہیں پہنچیں گے، حالانکہ آپ ساری زندگی سفر کرتے رہے ہوں گے۔ (کتاب ''بڑی منزل کا مسافر'' سے)

خدارا، مخلص ہو جایئے

آج ہر شخص اپنی لاش کو کندھے پر لیے پھر رہا ہے۔ ہر شخص اپنے غم کا مداوا ڈھونڈ رہا ہے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ اسے سنا جائے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کے غم غلط ہو جائیں۔ ہر شخص کے ہاتھ خود اپنا گریبان چاک کر رہے ہیں اور وہ منتظر ہے کہ کوئی ان ہاتھوں کو ہٹانے والا تو ہو۔ پڑھانے والے بہت ہیں، رٹا لگوانے والے بہت ہیں۔ جی پی اے دینے والی بہت ہیں۔ چرب زبانی کرنے والے بہت ہیں۔ سبز باغ دکھانے والے بہت ہیں۔

مگر۔۔۔

میں ڈھونڈتا ہوں کہ زندگی کہاں گئی؟ میں وہ کندھا تلاش کرتا ہوں جو مجھے اب کہیں نظر نہیں آتا۔

آج نوجوانوں کی فوج در فوج موجود ہے، لیکن سمت نہیں ہے۔ سکون کے ذرائع نہیں ہیں۔ ہر طرف فرسٹریشن ہے اور وہ اسے کہیں نہ کہیں نکال رہے ہیں۔ وہ بس اپنا وقت کاٹ کر کام چلا رہے ہیں۔ انھیں گالیاں سننا پڑتی ہیں، کیوں کہ وہ اگر کام بھی کرتے ہیں تو کسی کے کندھے پر سر رکھ کر، اپنا کندھا دینے کو تیار نہیں ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ بیزاری اور الجھن بڑھتی جا رہی ہے۔ ہر نوجوان زندگی سے عاجز ہے اور سسٹم کو کوس رہا ہے۔ اپنی غلطی تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے۔

ہم گویا کہ ایک بھنور میں ہیں اور وہ بھنور ہمیں دھنساتا جا رہا ہے۔ ہم ڈوبتے جا رہے ہیں۔ ہمیں ادراک ہی نہیں کہ ہم کس قدر خطرات میں گھرتے جا رہے ہیں۔ اس کا حل کیا ہے؟

خدارا، اپنے ساتھ مخلص ہو جایئے۔ یہ زندگی جو بیس بائیس ہزار دنوں پر مشتمل ہے، ایک بار ملی ہے، اسے پورے خلوص اور محبت کے ساتھ گزاریے۔ خلوص اپنی ذات کے ساتھ، محبت اپنے آپ سے۔ جس دن آپ نے اپنے ساتھ خلوص اور محبت اختیار کر لی، اس دن آپ کو کندھا مل جائے گا۔ ایلس شفک اپنی کتاب ''محبت کے چالیس اصول'' میں کہتی ہے کہ محبت بھری ہوئی ہو تو کائنات میں محبت نظر آتی ہے۔ اپنے اندر محبت ہو تو کسی کو محبت دے سکتے ہیں۔ جو چیز اپنے اندر نہیں ہے، وہ دینا بہت مشکل ہے۔ اگر کسی کی شفقت ملے تو پھر کبھی نہ بھولیے کہ اب آپ کو بھی شفقت دینی ہے۔ اسی طرح زندگی کا پہیا گھومتا رہے گا اور محبت و شفقت پھیلتی رہے گی۔ یہ محبت و شفقت دوسروں کیلئے کندھا بنے گی۔ (زیر طبع کتاب ''سوچ کا ہمالیہ'' سے)

اپنی تلاش

انسانی شخصیت کی چونتیس خوبیاں... جنھیں جان کر
اگر مضامین اور پھر کیریر کا انتخاب کیا جائے
تو زندگی اور پروفیشن کو غیر معمولی بنایا جاسکتا ہے!

تخلیق، تحقیق، تحریک: قاسم علی شاہ

کیا آپ کو اپنے اسکول یا کالج جانے میں مزہ آتا ہے؟

کیا آپ کو اپنی جاب کے دوران میں کام کرتے ہوئے خوشی ہوتی ہے؟

آپ جو کچھ پڑھ رہے یا جو کام کر رہے ہیں، کیا آپ اسے بہتر سے بہتر کرنے کیلئے بہت زیادہ پُرجوش ہیں؟

آپ طالبعلم ہیں یا کہیں پر ملازمت (Job) کرتے ہیں، کیا آپ اس سے خوش ہیں؟

بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم اپنی تعلیم کے دوران جو کچھ سیکھتے اور تربیت پاتے ہیں، اس سے ہم اپنی خامیوں اور کمزوریوں پر فوکس کرنا سیکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر،

☆ اساتذہ ہماری رپورٹ کارڈ پر تنقید کرتے ہیں اور اس پر سرخ نشان لگاتے ہیں۔

☆ ہمارے والدین رزلٹ والے دن سب سے پہلے پوچھتے ہیں کہ میرا بچہ کس پوزیشن پر ہے۔ جب انھیں اپنے بچے کی کلاس میں پوزیشن کا پتا چلتا ہے تو وہ اس پر خوشی کا اظہار نہیں کرتے کہ وہ کتنوں سے آگے ہے، مگر اس پر غم اور غصہ ضرور دکھاتے ہیں کہ وہ کتنوں سے پیچھے ہے۔

☆ جب ہم کسی کمپنی یا ادارہ میں جاب کرنے جاتے ہیں تو وہاں ہمارا باس ہمارے اس کام پر تعریف کرنے کی بجائے کہ جو ہم نے پورا سال کیا ہے، ہماری خامیوں اور غلطیوں کی نشان دہی کرتے ہوئے رپورٹ میں لکھتا ہے، Opportunities for Improvement یعنی بہتری کی گنجائش موجود ہے۔

آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے ناں؟

یقیناً، آپ کا جواب یہی ہوگا۔ کیوں کہ ہم ایسے ہی نظام تعلیم کی پیداوار ہیں۔ پیٹر ایف ڈرکر جسے Father of Management مانا جاتا ہے، کہتا ہے، ”ہم میں سے اکثر کو اپنی صلاحیتوں کے بارے میں معلوم ہی نہیں ہوتا۔ اگر اُن سے یہ سوال کیا جائے کہ اُن کے اندر کیا صلاحیتیں ہیں تو وہ ہونقوں کی طرح گھورنا شروع کر دیتے ہیں یا پھر اپنے مضامین کے بارے میں بتانا شروع کر دیتے ہیں جو قطعاً غلط جواب ہے۔“

تعلیم کے بارے میں غلط فہمی

ہم نے اپنی تعلیم کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا کمال سمجھ لیا ہے۔ ہمارے ذہنوں میں بچپن سے یہ غلط فہمی پیدا کی جاتی ہے کہ ”ہم جتنا زیادہ اچھا گریڈ لیں گے، زندگی میں اتنا زیادہ کامیاب ہوں گے۔“ اس غلط فہمی کے ساتھ ایک اور غلط فہمی بھی پیدا ہوتی ہے کہ ہم اگر زیادہ پڑھتے چلے جائیں گے تو ہم زندگی میں کامیاب اور کامران ہوتے چلے جائیں گے۔ چنانچہ ہم اپنے گریڈ کو بہتر سے بہتر بنانے کیلئے زندگی کھپا دیتے ہیں، خود کو بہتر بنانے پر توجہ ہی نہیں کرتے۔ انسان کی شخصیت کے بارے میں نئی تحقیقات جو انسان کی پیدائشی اور فطری صلاحیتوں (Strengths) پر فوکس کرتی ہیں، یہ تجویز کرتی ہیں کہ اپنی تعلیم کو بہتر کرنے یا اپنی خامیوں کو دور کرنے کی بجائے یہ کہیں بہتر ہے کہ آپ اپنی اُن صلاحیتوں کو مزید بہتر کریں جو آپ کے اندر پہلے سے موجود ہیں۔ کیوں کہ آپ کی پیدائشی صلاحیتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص اس کام کیلئے بھیجا ہے اور آپ اپنی ان صلاحیتوں ہی کی وجہ سے دنیا کے دیگر آٹھ ارب انسانوں سے مختلف ہیں۔

زندگی کے نوے ہزار گھنٹے

چینی فلسفی کنفیوشس نے آج سے ڈھائی ہزار سال پہلے ایک راز بیان کیا تھا، ”وہ کام تلاش کرو جس سے تم محبت کرتے ہو؛ تمہیں زندگی بھر کام نہیں کرنا پڑے گا۔“ ہم اپنی ملازمت کے دوران اپنی پوری زندگی میں تقریباً نوے ہزار گھنٹے گزارتے ہیں۔ یہ کم وقت نہیں، مگر افسوس ہے کہ بہ مشکل پندرہ فیصد لوگ ایسے ہیں کہ وہ جب صبح اٹھتے ہیں تو انھیں اپنے دفتر یا کام پر جانے میں مزہ آتا ہے۔ بہت بڑی اکثریت اپنے کام کے بارے میں سوچتی ہے تو اسے اسٹریس یا ڈپریشن ہو جاتا ہے۔ اپنے کام کا تصور کرتے ہی انھیں زندگی کوفت محسوس ہونے لگتی ہے۔ خاص کر، پیر کی صبح ان لوگوں کیلئے پورے ہفتے میں سب سے بھاری ہوتی ہے۔

تم بڑے ہو کر کیا بنو گے؟

بچپن ہی سے ہمارے والدین، ہمارے اساتذہ اور ہمیں چاہنے والے ہم سے یہ سوال کثرت سے کرتے ہیں: ”تم بڑے ہو کر کیا بنو گے؟“ نوجوانوں کیلئے اس سوال کا جواب تلاش کرنا نہایت مشکل اور خوفناک عمل ہوتا ہے۔ ہم پر اکثر والدین اور معاشرے کا دباؤ ہوتا ہے جو ہمیں اپنی فطری صلاحیتوں کی بنیاد پر اپنے کیریر یا پروفیشن کا انتخاب نہیں کرنے دیتا۔ ہم پریشان رہتے ہیں کہ ہم کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ چنانچہ ساٹھ سے پچاسی فیصد افراد زندگی میں کم از کم ایک بار اپنا کیریر ضرور تبدیل کرتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ”میں بڑے ہو کر کیا بننا چاہتا ہوں“ کا انتخاب ایک کرب انگیز عمل ہے۔ آج نوجوانوں کی اکثریت اس کرب کا شکار ہے، خاص کر ٹیکنالوجی کی انتہائی تیز رفتاری کے باعث یہ انتخاب انسانی تاریخ میں پہلے سے کہیں زیادہ مشکل ہو چلا ہے۔ تاہم، یہ حقیقت بھی تسلیم کرنی پڑے گی کہ یہ انتخاب جتنا مشکل ہے، اس سے کہیں زیادہ اہم تر ہے۔ ایسے میں آپ کو اپنے اردگرد عموماً دو قسم کے لوگ ملیں گے۔ اول، جو اس انتخاب سے اجتناب برتنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دوسرے، اپنے والدین یا دوستوں کے کہے پر عمل کرتے ہیں۔ یہ نوجوان وہ نہیں بن پاتے جو بننے کیلئے قدرت نے ان کا انتخاب کیا ہے؛ بلکہ وہ بننے کی تابڑ توڑ کوشش کرتے ہیں جو اُن کے والدین یا حلقہ احباب نے منتخب کیا ہے۔ اور پھر۔۔۔ زندگی غارت ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

کیریر کا انتخاب، زندگی کا معاملہ

ہم عموماً اپنے کیریر کا انتخاب بہت الل ٹپ انداز سے کرتے ہیں، حالانکہ یہ وہ فیصلہ ہے جس پر ہماری آئندہ موت تک کی زندگی کا انحصار ہوتا ہے۔ یہ اہم نکتہ سمجھ لیجیے اور ذہن نشیں کر لیجیے کہ کیریر وہ منتخب کرنا چاہیے جو آپ کی شخصیت یعنی فطری صلاحیتوں کے مطابق ہو۔ جب آپ ایسے کیریر کا انتخاب کرتے ہیں جو آپ کی شخصیت اور فطری صلاحیتوں سے ہم آہنگ ہوتا ہے تو آپ جو کام کرتے ہیں، وہ آپ کو کام نہیں لگتا۔ یہ کام آپ کے اندر کا اصل انسان آپ کے سامنے لاتا ہے اور آپ جتنا زیادہ کام کرتے جاتے ہیں، اتنا زیادہ آپ اپنے اندر کے انسان کے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ یوں، آپ کو حقیقی خوشی ملتی ہے جو باہر سے نہیں، آپ کے اندر سے رواں ہوتی ہے۔ یہ وہ خوشی ہوتی ہے جس کیلئے نہ پیسے کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ کسی آسائش کی۔ اس خوشی کو حالات کے نشیب و فراز بھی آپ سے چھین نہیں سکتے۔

ایک محقق کمپنی نے ستر سے اَسی برس کے مختلف افراد کے انٹرویو کیے جن سے یہ پتا چلا کہ جن لوگوں کا کام اُن کے شوق اور جنون کے مطابق تھا، انھیں کام کے دوران یہ محسوس ہوتا تھا کہ وہ با مقصد زندگی گزار رہے ہیں۔ انھیں زندگی بھرپور گزارنے کا کیف بھی ملتا تھا۔ اس عمر میں پہنچ کر۔۔۔ قطع نظر اس سے کہ اُن کی معاشی کیفیت کیا تھی۔۔۔ انھیں یہ خوشی تھی کہ انھوں نے بہت اچھی زندگی گزاری ہے اور اپنے کام سے دنیا کو کچھ دیا ہے۔

کیریر یا صلاحیت؟

یہ وہ سوال ہے جو ہر شخص کے ذہن میں آتا ہے۔ کیریر پر کام کرنے والے بین الاقوامی محققین کے مطابق، جن لوگوں نے کسی پروفیشن یا کیریر میں غیر معمولی نام کمایا، انھوں نے اکثر اپنے لیے ایسا نیا کیریر تخلیق کیا کہ جس میں ان کی صلاحیتیں اور مہارتیں بہترین طور پر استعمال ہوسکیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کسی خاص جاب یا عہدے کے محتاج نہیں رہے۔ اگر انھیں ایسا کوئی کیریر نہیں ملا جو اُن کی فطری صلاحیتوں سے ہم آہنگ نہ تھا تو وہ دوسرے کیریر کی طرف متوجہ ہوگئے۔ وہ اس وقت تک ایسا کرتے رہے کہ جب تک انھیں اپنی شخصیت سے ہم آہنگ کیریر نہیں مل گیا۔

وہ لوگ جنھوں نے اپنی زندگی میں غیر معمولی کام کیے، وہ بہت ہی پُرامید لوگ تھے۔ انھوں نے ایک کیریر پر اکتفا نہیں کیا۔ انھوں نے کیریر یا عہدے کو ترجیح دینے کی بجائے اپنی فطری صلاحیتوں کو فوکس کیا اور انھی صلاحیتوں سے ہم آہنگ کیریر کے انتخاب کو ترجیح دی۔ جو کیریر اُن کی فطری صلاحیت یا شخصیت کے مطابق نہیں تھا، انھوں نے اسے چھوڑ دیا۔ دراصل، انھوں نے کسی کیریر کے انتخاب میں یہ جانچنے کی کوشش کی کہ کون سا کیریر ایسا ہے جو اُن کی فطری صلاحیتوں کو بہتر سے بہتر اور قوی سے قوی تر کرتا ہے۔ جس کیریر میں لطف آئے تو یہ لطف اور سرور اس بات کی علامت ہے کہ یہ کیریر آپ کی فطری صلاحیتوں کے مطابق ہے۔

اب ہم اسی بات کو اسٹوڈنٹس کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ فرض کیجیے، آپ ایک طالبعلم ہیں۔ ایسے میں آپ کی ''جاب'' ایک اسٹوڈنٹ ہونا ہے۔ آپ اس کردار یعنی طالبعلم کی حیثیت سے اپنی صلاحیتوں کو کیسے بہتر اور قوی تر کریں گے؟ کیا آپ اُن مضامین پر غور کریں گے جو آپ اس وقت پڑھ رہے ہیں؟ کیا آپ گروپ بدلنا چاہیں گے؟ کیا آپ اسکول بدلنا چاہیں گے؟ کیا آپ اپنے اساتذہ سے بہتر سیکھ نہیں پاتے؟ کیا آپ اپنے سلیبس کے علاوہ اپنے موضوع پر غیر نصابی کتابیں بھی پڑھنا چاہیں گے؟ کیا آپ اپنی دلچسپی کے مضامین کے بارے میں باشعور ہیں؟ کیا آپ اپنی دلچسپی کے مضامین سے وابستہ کسی کامیاب پروفیشنل یا ماہر سے ملنا چاہیں گے؟

ٹیکنالوجی کا دھچکا

زندگی بہت تیز رفتار ہوچکی ہے۔ آج کئی جاب ایسی ہیں جو آج سے بارہ پندرہ برس پہلے وجود نہیں رکھتی تھیں۔ اسی طرح بارہ پندرہ برس پہلے کی بعض جاب آج اپنا وجود کھو چکی ہیں۔ ٹیکنالوجی نے اگر ایک جانب زندگی کو تیز تر اور آسان تر کردیا ہے تو کیریر کے اعتبار سے کہیں زیادہ خطرات بھی پیدا کردیے ہیں۔ چنانچہ آپ کے اسکول، کالج یا یونیورسٹی کی تعلیم کا مقصد قطعاً یہ نہیں ہونا چاہیے کہ آپ کوئی خاص جاب حاصل کریں گے۔ یہ بہت بڑی حماقت ہے۔ آپ کی تعلیم کا مقصد زندگی کیلئے خود کو تیار کرنا ہونا چاہیے۔ اور یہ عمل پوری زندگی پر مشتمل ہے۔ جو آدمی زندگی کیلئے خود کو تیار کرتا رہتا ہے، وہ زندگی کے آنے والے چیلنجز اور مسائل کیلئے درکار معلومات اور مہارتوں کو حاصل کرتا رہتا ہے۔ لہٰذا، کیریر کا انتخاب ایسا ہو کہ آپ بند گلی میں نہ کھڑے ہوجائیں۔ کیریر کا انتخاب اگر اپنی فطری صلاحیتوں کے مطابق ہوگا تو آپ کیلئے ہمیشہ، ہر قسم کے حالات میں اپنے درست کیریر کے انتخاب کا موقع باقی رہے گا۔ جب آپ اس زاویہ نظر سے اپنے کیریر پر غور کریں گے تو آپ کو ایسے بہت سے کیریر نظر آئیں گے جو آپ فطری صلاحیتوں کی روشنی میں منتخب کرسکیں۔

آپ وہ سب کچھ بن سکتے ہیں، جو آپ چاہتے ہیں؟

یہ وہ غلط فہمی ہے جو عموماً ہمارے ہاں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ نوجوان اسی غلط فہمی کے باعث وہ بننے کی کوشش کرتے ہیں جس کیلئے انھیں اللہ نے پیدا ہی نہیں کیا۔ ہمارا میڈیا اور اکثر کامیابی کے مصنفین و ماہرین بھی یہ بتاتے ہیں کہ ''آپ وہ سب کچھ بن سکتے ہیں، جو آپ چاہتے ہیں۔'' چنانچہ ہر شخص ملک کا

وزیراعظم، بزنس مین، ٹرینز، اداکار یا گلوکار بننے کی خواہش و کوشش کرتا ہے۔ لیکن یہاں یہ حقیقت اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ آپ وہی بہترین بن سکتے ہیں جس میں آپ پہلے سے بہتر ہیں۔۔۔ آپ اپنی فطری صلاحیتوں ہی کو بہتر کر سکتے ہیں۔۔۔ کمزوریوں کو دور کرنے میں اپنی توانائیاں لگانا بے وقوفی اور وقت کا زیاں ہے۔ یہ تب ہی ممکن ہے کہ جب آپ خود کو کھوجتے ہیں اور خودشناسی کے عمل سے گزرتے ہوئے اپنی تلاش کرتے ہیں۔ آپ کے اندر چند خاص چیزیں آپ کی پیدائش سے یا شاید پیدائش سے پہلے سے موجود ہیں جن کی بنا پر آپ خاص چیزوں سے محبت کرتے ہیں، خاص انداز سے دنیا کو دیکھتے ہیں، خاص ماحول سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اور خاص مواقع پر فطری اور مخصوص انداز سے عمل کرتے ہیں۔ اقبالؒ نے بڑی خوب صورت بات کہی ہے:

جنھیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں، زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دِل کے مکینوں میں

جیسے نیم کا درخت کھجور کے درخت میں تبدیل نہیں ہو سکتا، اسی طرح آپ کو بھی قدرت نے جو بنا کر بھیجا ہے، آپ اس کے سوا کچھ اور نہیں بن سکتے۔ لہٰذا، اگر آپ وہی بننے کی کوشش کریں گے جو آپ ہیں تو آپ کہیں آسانی سے وہ بن جائیں گے، بہ نسبت اس کے کہ آپ جو کچھ نہیں، وہ بننے کی کوشش کریں۔ آپ جو نہیں، وہ بننے کی کوشش کریں گے تو کہیں زیادہ پسینے بہانے اور مشقت کرنے کے باوجود وہ نہیں بن سکیں گے جو آپ نہیں ہیں۔ فریڈرک بوچنر کے یہ قول جب "آپ کی حقیقی خوشی، دنیا کی حقیقی ضرورت" سے مل جاتی ہے تو وہی آپ کا درست کیریر ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ کو وہ بننے کی ضرورت ہے جس شخصیت کے ساتھ آپ کو پیدا اور ڈیزائن کیا گیا ہے۔ یہ بہت ہی سادہ اور انتہائی پیچیدہ معاملہ ہے۔

آپ کی شخصیت اور آپ کا کیریر

اگر آپ اپنی شخصیت اور فطری صلاحیتوں کے مطابق اپنے کام کا انتخاب کریں گے تو آپ کو تمام زندگی کام نہیں کرنا پڑے گا، اپنا شوق ہی پورا کرتے رہیں گے اور شوق کی تکمیل ہی آپ کی معاشی و دیگر دنیاوی ضروریات پوری کرنے کیلئے کافی ہوگی۔

ذرا چوتھی پانچویں کلاس کے دَور کو یاد کیجیے اور بتائیے کہ کیا شے آپ کو صبح سویرے اٹھا دیتی تھی۔ آپ کیا کرنا بہت پسند کرتے تھے؟ آپ اپنے دن کا زیادہ تر وقت کہاں اور کیسے گزارتے تھے؟ وہ کون سے کام تھے جنھیں کرتے ہوئے آپ کو اپنے وقت کا احساس ہی نہ ہوتا تھا۔ آپ وقت اور کام کے دھارے کے ساتھ بہتے چلے جاتے تھے۔ آپ جس وقت اپنی توجہ اور دلچسپی کی انتہاؤں پر ہوتے تھے۔

آپ یہ تو نہیں بتا سکتے کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا، لیکن کوئی نہ کوئی کام ایسا ضرور تھا کہ جس کے دوران آپ کو گہرا سکون محسوس ہوتا تھا۔ یہ وہ حقیقی خوشی تھی جو اپنی شخصیت اور فطری صلاحیت سے ہم آہنگ کام کرنے کے باعث ملی۔ اگرچہ آپ نے یہ لاشعوری طور پر کیا، لیکن اس کے باوجود چونکہ آپ نے خود کو پایا، آپ کو اللہ نے اس حقیقی خوشی سے نوازا۔

کبھی آپ نے بچوں کو کھیلتے کودتے دیکھا ہے؟ بچے اردگرد کے حالات سے بے خبر اپنی دنیا میں مگن ہوتے ہیں۔ ان کی حرکتوں سے صاف پتا چلتا ہے کہ انھیں کیا کرنا پسند ہے اور کیا کرنا پسند نہیں ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ وہ اپنی فطری صلاحیتوں کی بنیاد پر اپنے مستقبل کا بیج بو رہے ہوتے ہیں۔ بچیاں گڈے گڑیا کا کھیل کھیلتی ہیں، اُن کی شادی بیاہ کرتی ہیں یا لڑکے کھلونا گاڑیوں کا مقابلہ کرتے یا دنگل کرتے ہیں تو وہ اپنی شخصیت کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن، عموماً اُن کی اِن سرگرمیوں کو دیکھ کر بڑے کبھی یہ غور نہیں کرتے کہ ان کیلئے کون سا کیریر بہتر رہے گا۔ یہ بچے ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ اس وقت تک اُن پر اپنے امی ابو کا دباؤ نہیں ہوتا کہ انھیں یہ کرنا ہے اور وہ نہیں کرنا۔ انھیں اب تک کسی ٹیچر نے بھی کسی کام سے روکا نہیں ہوتا۔

اس لیے کہاوت ہے کہ "اگر تم اپنی ذہانت کو تلاش کرنا چاہتے ہو تو دوبارہ بچپن میں چلے جاؤ۔" کیوں کہ بچپن میں ہم زیادہ تر اپنی فطری مہارتوں اور ٹیلنٹ کا استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔ تنہائی میں بیٹھ جائیے اور اپنے بچپن کے بارے میں سوچئے کہ جب آپ کسی خوف کے بغیر وہ سب کچھ کر جاتے تھے جو آپ چاہتے تھے۔ پھر اپنے آپ سے پوچھیے: "اگر مجھے پیسہ کمانے کی فکر نہ ہو اور ناکامی کا خوف نہ ہو تو میں کیا کرنا پسند کروں گا؟"

آپ کا جواب آپ کے اندر کی حقیقی خوشی کا سراغ آپ کو دے گا اور یہ آپ کیلئے زندگی کی بہت بڑی کامیابی ہے۔

یہ سوال اپنی کسی کاغذ یا جرنل پر لکھ لیجیے۔ اس کاغذ کو محفوظ رکھیے اور اس پر گاہے گاہے غور کرتے رہیے۔ اس جواب کو اپنے پیاروں اور خاص کر کیریر کاؤنسلر سے ذکر کر کے مشورہ کرنے سے آپ کو اپنی شخصیت کے مطابق کیریر کے انتخاب میں بہت مدد مل سکتی ہے۔ آپ کو پتا چل سکتا ہے کہ آپ کے اندر چھپا ہوا آپ کا اصل شوق کیا ہے اور آپ کیلئے کون سا کام مناسب ہوگا۔

تاہم، کیریر اور زندگی میں کامیابی کا یہ ایک پہلو ہے۔ آیئے، ہم دوسرے پہلو کی طرف چلتے ہیں۔

آپ دنیا کو کیا دے سکتے ہیں؟

ہماری صلاحیتیں اور مہارتیں اس وقت تک بے کار ہیں جب تک ان سے دنیا فائدہ نہ اٹھا سکے۔ انسانی تاریخ میں وہی لوگ ذہین وفطین اور کامیاب مانے گئے ہیں جنھوں نے اپنی شخصیت اور فطری صلاحیتوں کی دریافت کے بعد ان صلاحیتوں کے ذریعے دنیا کو فائدہ پہنچایا۔ لہٰذا، آپ کی اپنی تلاش کے بعد آپ کا سب سے بڑا کام یہ ہونا چاہیے کہ آپ اس سوال پر غور کریں کہ ”میں اپنی صلاحیتوں کے ذریعے انسانیت کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہوں؟“

پہلے مرحلے میں جب آپ اپنی شخصیت کو کھوجتے ہیں تو آپ حقیقی خوشی کا منبع تلاش کر لیتے ہیں۔ دوسرے مرحلے پر جب آپ دنیا کیلئے فائدہ رساں بن جاتے ہیں تو آپ کی یہ خوشی کئی گنا بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔ اپنے آپ سے پوچھئے کہ ”آپ دنیا کی ضروریات کیوں کر پوری کر سکتے ہیں؟“ جب آپ کو اس سوال کا جواب مل جائے گا تو آپ کو احساس ہوگا کہ آپ اپنی زندگی کسی مقصد کے ساتھ گزار رہے ہیں۔ یہ احساس آپ کو توانائی فراہم کرے گا اور آپ خوشی خوشی زندگی کے مسائل ومشکلات سے نمٹنے کیلئے تیار رہیں گے۔

چلئے، غور کیجیے کہ آپ دنیا کو کیا دینا چاہتے ہیں؟ اس دنیا میں کیا تبدیلی لانا چاہتے ہیں؟ آپ کی صلاحیتیں کیوں کر انسانوں کے کام آ سکتی ہیں؟ عموماً اسکول یا کالج کے زمانے میں اس قسم کے سوالات بہت ہی بیزار کن ہوتے ہیں۔ نیز، اکثر اس وقت تک ہمیں اپنی صلاحیتوں اور دلچسپیوں کا پتا نہیں چلتا جب تک ہم کوئی کام نہیں کرتے۔

ماحول کا کردار

جب ہم عملی زندگی میں قدم رکھتے ہیں تو کئی اداروں میں کام کرتے ہیں۔ غور کیجیے کہ بعض اداروں کا ماحول آپ کو بھلا لگتا ہے تو بعض ماحول کوفت پیدا کرتے ہیں۔ ماحول ہمارے لیے ہماری شخصیت کی شناخت کا بہت بڑا پیمانہ بن سکتا ہے۔ بعض ماحول ہمارے ٹیلنٹ کو توانا کرتے ہیں تو بعض کمزور کرتے ہیں۔ اگر ماحول ہماری شخصیت اور فطری صلاحیت کے مطابق نہیں تو اس سے اکتاہٹ اور اسٹریس پیدا ہوتا ہے۔ جس ماحول میں ہماری اقدار کو جلا ملتی ہے، اس میں ہمارے ٹیلنٹ بھی پروان چڑھتے ہیں۔ برطانوی محقق سیموئیل بٹلر کے مطابق، جب لوگ ایسے ماحول میں کام کرتے ہیں جہاں انھیں مزہ آتا ہے تو ان کا برتاؤ بہترین ہو جاتا ہے۔

چنانچہ کیریر کا انتخاب کرتے ہوئے یہ نکتہ بھی سامنے رکھیے کہ آپ جس ماحول میں کام کریں، اس میں آپ کو اپنی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کا بھرپور موقع مل سکے۔ اگر آپ ایسے ادارہ میں کام کر رہے ہیں جہاں اگرچہ آپ کو اچھی تنخواہ مل رہی ہے، لیکن ماحول اس قسم کا ہے کہ آپ کو اپنی فطری صلاحیتوں کو بہتر بنانے کا موقع نہیں مل پا رہا تو آپ کا دَم گھٹنا شروع ہو جائے گا اور آپ جلد اسٹریس کے مریض بن سکتے ہیں۔

اب یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے ماحول کا پتا کیسے لگایا جائے کہ جہاں اپنے ٹیلنٹ کو بہتر سے بہتر بنانے کے مواقع مل سکیں۔ اس کا ایک آسان طریقہ تو یہ ہے کہ آپ نے اب تک جن اداروں میں معاوضہ پر یا رضا کارانہ طور پر کام کیا ہے، ان کے ماحول کا جائزہ لیجیے۔ غور کیجیے کہ کس ادارہ میں آپ کو کام کرنے میں بہت زیادہ مزہ آیا، کہاں کم لطف ملا اور کہاں بالکل ہی مزہ نہیں آیا، بلکہ کوفت ہوئی۔ یہ سائنسی طریقہ کار تو نہیں، البتہ اس کے ذریعے

آپ بہ آسانی اپنی شخصیت اور فطری صلاحیت سے ہم آہنگ ماحول کے بارے میں جانچ ضرور سکتے ہیں۔

اس سے بہتر، تفصیلی اور گہرا تجزیہ لینے کیلئے ہماری رائے ہے کہ کسی کیریر کاؤنسلر یا کیریر کوچ سے رابطہ ہی مفید و موثر ہوگا۔

ایک اور اہم سوال

اب ذرا، ایک اور سوال کا جواب تو دیجیے:

”آپ جہاں کام کرتے ہیں (دفتر یا فیکٹری میں، دکان پر) کیا آپ کو اپنا کام بہترین معیار کے ساتھ کرنے کے خوب مواقع ملتے ہیں؟“

اگر اس سوال کا جواب ہاں میں ہے تو آپ دنیا کے تینتیس فیصد اور پاکستان کے دس فیصد خوش قسمت انسانوں میں سے ہیں۔ کیوں کہ اگر آپ کو اپنی زندگی میں اپنی پسند کی جاب مل جاتی ہے تو آپ کو زندگی بھر کام نہیں کرنا پڑتا۔ آپ تفریح ہی کرتے ہیں یا پھر آرام۔ دراصل، ہم جسے تھکن کہتے ہیں، یہ جسمانی سے زیادہ نفسیاتی اور جذباتی عامل ہے۔ چنانچہ جب آدمی ناپسندیدہ کام کرتا ہے تو کچھ ہی دیر میں بیزار ہو جاتا ہے اور اسے بے چینی اور تھکن محسوس ہونے لگتی ہے۔ جبکہ اپنی پسند کا کام آپ گھنٹوں کریں، آپ کو وقت کا پتا ہی نہیں چلتا اور نہ تھکن کا احساس ہوتا ہے۔ یاد کیجیے، جب آپ اپنے کسی شغل میں مشغول ہوتے ہیں تو وقت کے گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوتا، بلکہ وقت تیزی سے گزر جاتا ہے۔ ایک حالیہ تحقیق میں ایک ہزار افراد جنھوں نے درج بالا سوال کا جواب نفی میں دیا، ان میں سے کوئی بھی اپنے کام (اور جاب) سے جذباتی وابستگی نہیں رکھتا تھا۔

ہمارے ہاں خوبیوں سے زیادہ خامیوں پر توجہ کی جاتی ہے۔ طلبہ نے جو کام بہتر کیا ہے، اس کی ستائش کرنے کی بجائے اس چھوٹی سی غلطی پر سزا دی جاتی ہے جو اُن سے سرزد ہوگئی ہے۔ اداروں میں بہترین کارکردگی پر بھی انتظامیہ خاموش رہتی ہے، مگر کچھ غلط ہو جائے تو فوراً نوٹس مل جاتا ہے۔ اس مزاج نے ہماری کارکردگی کو نہ صرف متاثر کیا ہے، بلکہ ملکوں اور قوموں کی ترقی کی رفتار بھی سست پڑ گئی ہے۔ جن اداروں میں مینیجر اپنے ملازمین کی خامیوں اور کمزوریوں پر فوکس کرنے کی بجائے ان کی صلاحیتوں اور خوبیوں پر فوکس کرتے ہیں، اُن کی کارکردگی میں غیر معمولی بہتری پائی جاتی ہے۔ ذیل کے حقائق پر غور کیجیے:

1 اگر آپ کا مینیجر آپ کو نظر انداز کر دیتا ہے تو آپ اپنے کام سے 40% تک بیزار ہو سکتے ہیں۔
2 اگر آپ کا مینیجر آپ کی کمزوریوں پر فوکس کرتا ہے تو آپ 22% تک اپنے کام سے بیزار ہو سکتے ہیں۔
3 اگر آپ کا مینیجر آپ کی صلاحیتوں (Strengths) پر فوکس کرتا ہے تو آپ بہ مشکل ایک فیصد اپنے کام سے اکتائیں گے۔

جن لوگوں کو اپنے کام کی جگہ پر اپنی شخصیت کے مطابق، فطری صلاحیتوں پر فوکس کرنے کا خوب موقع ملتا ہے، وہ ایسے ملازمین کے مقابلے میں چھے گنا زیادہ اپنے کام سے لطف اندوز ہوتے ہیں کہ جن کا کام اُن کی فطری صلاحیتوں سے ہم آہنگ نہیں ہوتا۔

چونتیس فطری شخصیات

انسان نے ہمیشہ سے اپنی شخصیت کو کھوجنے کی کوشش کی ہے۔ اس کیلئے وہ طرح طرح کے نظریات بھی پیش کرتا رہا ہے۔ یہاں ہم شخصیت کی چونتیس اقسام پر بات کر رہے ہیں جو اَب تک کی تمام تر تحقیقات میں سب سے جدید ہیں۔ یہ آپ کے اندر کی شخصیات و خصوصیات ہیں۔

یہ چونتیس اقسام ہر انسان کے اندر کی چونتیس صلاحیتیں (Strengths) ہیں جو ہر انسان میں کم و بیش پائی جاتی ہیں۔ تاہم ان میں سے پانچ خصوصیات کسی فرد میں نمایاں ہوتی ہیں تو دیگر تمام خصوصیات دبی ہوئی ہوتی ہیں۔ آپ کا کام یہ ہے کہ ان چونتیس خصوصیات میں سے اپنی پانچ بنیادی صلاحیتیں دریافت کریں۔ جب آپ یہ کام کرلیں گے تو آپ کے سامنے آپ کی ایک نئی شخصیت آئے گی۔

اب ہم ان چونتیس صلاحیتوں کی بنیادی خصوصیات بیان کر دی ہیں۔ معلومات کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے ایک صلاحیت کے بارے میں بنیادی

معلومات فراہم کی گئی ہے۔ اس کے بعد اس شخصیت کیلئے جو کیریر یا پروفیشن بہتر ہو سکتے ہیں، اُن کے بارے میں مشورے دیے گئے ہیں۔ آپ ان چونتیس شخصیات یا صلاحیتوں کے بارے میں پڑھ کر اپنی فطری صلاحیت کا کھوج لگا سکتے ہیں۔ اس کے بعد اس کی مناسبت سے آپ اپنے لیے مناسب کیریر کا انتخاب کر سکتے ہیں۔

آیئے، ان چونتیس صلاحیتوں کے بارے میں تفصیل سے جانتے ہیں۔ ہماری رائے ہے کہ پہلے ان تمام صلاحیتوں کے بارے میں ان صفحات پر دی گئی معلومات کا مطالعہ کر لیجیے۔ پھر دوبارہ انھیں اس نیت سے پڑھیے کہ خود آپ اپنا جائزہ لیتے رہیں کہ آپ ان صلاحیتوں میں سے کون سی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اپنے ساتھ کاغذ قلم رکھنا اور اہم نکات تحریر کرنا مت بھول جایئے گا۔

مزید کی تڑپ رکھنے والی شخصیت

یہ شخصیت Achiever کہلاتی ہے۔ اس شخصیت کے حامل افراد ہر وقت کچھ نہ کچھ کرنے پر مجبور رہتے ہیں۔ انھیں ایسا لگتا ہے کہ اُن کے دن کا آغاز صفر سے ہوا ہے، یعنی انھوں نے ابھی تک کچھ نہیں کیا۔ گویا، وہ اپنی زندگی میں اب تک کچھ بھی حاصل نہیں کر پائے۔ چونکہ وہ کچھ حاصل کرنے کیلئے ہر وقت بے تاب رہتے ہیں، اس لیے وہ دن کے اختتام پر کوئی ٹھوس شے حاصل کرنے کیلئے تگ ودَو کرتے ہیں تا کہ انھیں کامیابی کا احساس ہو اور اچھا لگے۔

یہ افراد اپنی کامیابی کیلئے ہفتہ بھر یا مہینہ بھر انتظار نہیں کر سکتے۔ انھیں روزانہ کچھ نہ کچھ حاصل کرنا ہی ہوتا ہے۔ ایسے لوگ کتنا ہی تھکے ہوں، وہ کسی کل چین سے نہیں بیٹھ پاتے اور تھکن کے باوجود کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں، کیوں کہ اگر انھوں نے کوئی دن تھکن اتارنے میں گزار دیا تو وہ یہ محسوس کریں گے کہ انھوں نے اپنی زندگی کا ایک دن ضائع کر دیا۔ لہٰذا، قطع نظر اس سے کہ کوئی کامیابی بڑی ہے یا چھوٹی۔۔۔انھیں کچھ نہ کچھ حاصل کرنا ہی ہے۔

ان لوگوں کے اندر مزید کرنے اور مزید پانے کی آگ بھڑکتی رہتی ہے۔ ہر کامیابی کے بعد یہ آگ وقتی طور پر ہلکی پڑتی ہے اور پھر بھڑک اٹھتی ہے جو مزید کرنے اور مزید پانے پر مسلسل اکساتی رہتی ہے۔ مزید پانے کی تڑپ ضروری نہیں کہ کوئی ظاہری سبب ہی رکھتی ہو۔ ان لوگوں کیلئے کسی وجہ کی کوئی حیثیت نہیں۔ نیز یہ خواہش اکثر فوکس بھی نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ اکثر کسی ایک کام یا پروجیکٹ پر فوکس نہیں کر پاتے۔

Achiever شخصیت رکھنے والوں میں ہمیشہ بے اطمینانی سرگوشیاں کرتی رہتی ہے۔ تاہم، اس کے فوائد بھی ہیں، کیوں کہ اسی بے چینی کے باعث یہ لوگ گھنٹوں تھکے بغیر کام کرنے کے قابل رہتے ہیں۔ اسی آگ کے باعث یہ لوگ نئے کام شروع کرنے کیلئے بے تاب ہوتے ہیں اور نئے چیلنجز کو خوشی خوشی، خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہ شخصیت رکھنے والا فرد گویا اپنے اندر طاقت وَر پاور سپلائی رکھتا ہے جو اسے مسلسل توانائی فراہم کرتی رہتی ہے۔ یوں، وہ مسلسل آگے بڑھتا رہتا ہے۔

مزید کی تڑپ رکھنے والوں کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Achiever شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ Achiever والی شخصیت اہداف کیلئے بے چین رہتی ہے۔ اپنے لیے ایسی جاب تلاش کیجیے جس میں آپ وقتاً فوقتاً مختلف اہداف مکمل کرتے رہیں اور وہ واضح بھی ہوں۔

☆ کیریر کے انتخاب کے دوران جتنے مراحل آ سکتے ہیں، ان تمام مراحل کی فہرست بنائیے۔ آپ کیلئے ہر مرحلہ ایک ہدف ہو سکتا ہے۔ ضرورت پڑے تو کیریر کاؤنسلر سے رابطے کو بھی ایک مرحلے کے طور پر شامل کیجیے۔ ہر مرحلہ مکمل کرنے پر آپ کو کچھ پانے کا احساس ہوگا اور آپ کی ’’مزید پانے کی تڑپ‘‘ کو قرار ملے گا۔

☆ کام کا ایسا ماحول تلاش کیجیے جہاں آپ کو روزانہ اپنی کارکردگی کو نمایاں کرنے کا اور اسٹیمنا بڑھانے کا موقع مل سکے۔

☆ ایسے شعبے تلاش کیجیے جن میں آپ کو سخت محنت کرنا پڑے۔ ان فیلڈز میں کام کرنے سے آپ کی یہ شخصیت مطمئن ہوگی۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: سیلز، مارکیٹنگ، رپورٹر، پروڈیوسر، تدریس، کاروبار، فوجی افسر۔

عمل کیلئے بے چین شخصیت

یہ شخصیت Activator کہلاتی ہے۔ یہ لوگ عمل کیلئے بے تاب رہتے ہیں۔ انھیں ہر پل یہ سوال ستائے رکھتا ہے کہ کب نیا کام شروع کیا جاسکتا ہے۔ اس شخصیت کے حامل افراد یہ تسلیم کرتے ہیں کہ تجربہ و تحقیق کے اپنے فوائد ہیں یا بحث و گفتگو سے مفید نکات سامنے آتے ہیں، لیکن عمل سب سے اہم ہے۔ صرف عمل ہی نتیجہ دیتا ہے۔ صرف عمل کر کے ہی کارگزاری بڑھائی جاسکتی ہے۔ بہترین سوچ بچار، اگر عمل نہ ہو تو بے کار ہے۔

یہ لوگ عمل کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ Activator شخصیت والے عمل کیلئے انتہائی بے چین ہوتے ہیں۔ فرض کیجیے، اس شخصیت والے ایک فرد کو شہر کا چکر لگانا ہے۔ وہ فوراً شہر کا چکر لگانا چاہے گا اور اس دوران راستے میں آنے والی سرخ بتی پر ٹھہرنا بھی اس کیلئے مشکل ہوگا۔ یہ لوگ سوچ اور عمل کو مختلف نہیں سمجھتے، کیوں کہ ان کے نزدیک عمل ہی سیکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ لہٰذا جو فیصلہ کرتے ہیں، اس پر فوری عمل کرنا چاہتے ہیں۔ عمل کیے بغیر ہم بھلا خود کو کیسے بہتر کر سکتے ہیں؟ یوں، انھیں اگلے عمل سے واقف ہونے کا موقع ملتا ہے۔

یہ افراد ہر وقت عمل کیلئے خود کو تیار رکھتے ہیں، کیوں کہ عمل ہی انھیں توانا اور چوکس رکھتا ہے۔ Activator صلاحیت رکھنے والے لوگ یہ بنیادی نکتہ جانتے ہیں کہ آدمی کو اس کی سوچ یا اس کی گفتگو (دعووں) سے نہیں جانچا جاتا، بلکہ آدمی کا پتا اس کے عمل سے چلتا ہے۔ دعوے تو بڑے بڑے کیے جاسکتے ہیں، مگر حقیقت عمل ہی سے سامنے آتی ہے۔

اس شخصیت کے حامل افراد کیلئے عمل اور اس سے حاصل ہونے والا نتیجہ سب سے بڑا پیمانہ ہے۔ یہ ایک سخت معیار ہے، لیکن یہ بات آپ کو خوف زدہ نہیں کرتی، بلکہ آپ اس سے محظوظ ہوتے ہیں۔

عمل کیلئے بے تاب افراد کیلئے چند مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Activator شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسی جاب تلاش کیجیے جہاں آپ کو خود فیصلے کرنے اور ان پر عمل کرنے کا اختیار ہو۔ آپ کو اپنے فیصلوں کی منظوری کیلئے انتظار نہ کرنا پڑے۔

☆ ٹیم یا گروپ کی صورت میں کام کرتے ہوئے اپنے عمل کی ذمے داری قبول کیجیے۔

☆ پروسیس کے بارے میں گفتگو کرنے کی بجائے نتائج پر غور اور گفتگو کیجیے۔ یوں، آپ خواہ مخواہ کی بحث مباحثہ سے دور رہ سکیں گے اور آپ کا وقت بچے گا۔

☆ آپ غلط فیصلے بھی کریں گے، کیوں کہ یہ آپ کی شخصیت کا خاصہ ہے، اس لیے غلط فیصلہ ہوجائے تو گھبرانے کی بجائے اسے قبول کیجیے اور بتائیے کہ اس غلط فیصلے سے آپ نے کیا نیا سیکھا۔

☆ ہر لمحے، نئے عمل کیلئے پرجوش رہیے۔

☆ یہ بھی سمجھئے کہ آپ کی عمل کیلئے بے تابی دوسروں کے اندر خوف پیدا کر سکتی ہے۔

☆ چونکہ آپ عمل کیلئے بے تاب رہتے ہیں، اس لیے سوچنے میں زیادہ وقت لگانے سے بیزار ہوجاتے ہیں۔ یہ آپ کی بڑی کمزوری ہے۔ لہٰذا، جاب پر ایسے فرد کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا زیادہ کیجیے جو بہت سوچ بچار کرنے والا ہو۔ اس سے آپ کے آئیڈیاز کو نیا رخ ملے گا۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: سیلز، مارکیٹنگ، فوجی افسر، کاروباری، کمپنی ڈائریکٹر، فلم یا ٹیوی ڈائریکٹر۔

لچک اور قبولیت رکھنے والے لوگ

یہ شخصیت Adaptability کہلاتی ہے۔ یہ لوگ موجود لمحے (Present moment) میں رہتے ہیں۔ اپنے مستقبل کو ایک طے شدہ ہدف کے طور پر نہیں دیکھتے، مستقبل کو آج کے عمل کا نتیجہ سمجھتے ہیں، اس لیے اپنے ''آج'' پر توجہ رکھتے ہیں۔ جو لوگ صرف مستقبل کے اہداف پر مرکوز رہتے ہیں وہ بھرپور طور پر حال سے لطف اندوز نہیں ہو پاتے۔ جن لوگوں میں لچک اور قبولیت پائی جاتی ہے، وہ اپنی اس خوبی کے باعث تمام تر توجہ مستقبل کے اہداف پر مرکوز کرنے کی بجائے اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے، اس کے مطابق خود کو ڈھالتے ہیں۔ گویا، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے آج کے عمل کا نتیجہ آپ کے مستقبل یا کسی خاص ہدف کی صورت میں آئے گا۔

لیکن، اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ منصوبہ بندی نہیں کرتے۔ اس مزاج کے باعث وہ اپنے ہدف کو سامنے رکھتے ہوئے موجودہ لمحے میں جس اقدام کی ضرورت ہے، اسے اختیار کرتے ہیں، خواہ وہ اقدام اُن کے پلان سے میل نہ کھاتا ہو۔

بہت سے افراد کے برخلاف، اس شخصیت کے حامل افراد غیر متوقع معاملات اور ناگہانی واقعات سے گھبراتے نہیں ہیں، کیوں کہ وہ پہلے سے ہر قسم کے حالات کی توقع رکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ کائنات میں کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ نشیب و فراز تو زندگی کا لازمی حصہ ہیں۔ اس لیے دوسری شخصیات کے مقابلے میں یہ خود کو پہلے سے مشکل حالات کیلئے تیار کرتے ہیں۔

اپنی جبلت کے اعتبار سے یہ شخصیت رکھنے والے افراد کہیں زیادہ لچک دار ہوتے ہیں، خاص کر جب کاموں کی زیادتی انھیں کئی اطراف سے کھینچ رہی ہو تو وہ بڑے تحمل سے معاملات کو دیکھتے اور عمل کا تعین کرتے ہیں۔

لچک اور قبولیت والی شخصیت کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Adaptability شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسی جاب تلاش کیجیے جہاں حالات مسلسل بدلتے رہتے ہیں۔ آپ بدلتے حالات میں خود کو تبدیل کرنے کی خوب صلاحیت رکھتے ہیں۔

☆ بدلتے حالات میں مناسب وقت پر فوری ردِ عمل ظاہر کرنا سیکھیے۔ اس شخصیت والے کئی مرتبہ فوری عمل کی بجائے وقت سے پہلے عمل کر بیٹھتے ہیں جو یقیناً نقصان دہ ہوتا ہے۔

☆ شدید حالات میں کہ جب دوسرے اسٹریس میں آجاتے ہیں، آپ عموماً مطمئن رہتے ہیں۔ ایسے میں اپنے ساتھیوں کو دلاسا دیجیے اور انھیں کام کیلئے ترغیب دیجیے۔

☆ لوگوں کو بتائیے کہ موجودہ لمحے میں رہ کر سوچنا کتنا مفید ہوتا ہے۔ انھیں کسی بھی قسم کے حالات میں مائنڈفل ہونا سکھائیے۔

☆ ایسی جاب جس میں لگا بندھا کام ہو، آپ کے اندر کوفت پیدا کر دے گی۔

☆ فوکس والی شخصیت رکھنے والوں کے ساتھ آپ کی نشست و برخاست اور مشاورت آپ کے کاموں میں مددگار ہو سکتی ہے۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: صحافی، کسٹمر سروس کا نمائندہ، ایمرجنسی میں کام کرنے والے جیسے ایمبولینس ڈرائیور، ڈاکٹر وغیرہ۔

منطقی تجزیہ کرنے والی شخصیت

یہ شخصیت Analytical کہلاتی ہے۔ اس شخصیت والے لوگ دوسروں پر بہ مشکل بھروسا کرتے ہیں، بلکہ اگر کوئی بات سامنے آئے تو یہ لوگ دوسروں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اپنی بات ثابت کریں۔ اگر انھوں نے ثبوت پیش کر دیا تو وہ اسے درست مانتے ہیں، ورنہ رَد کر دیتے ہیں۔ منطقی یا عقلی ثبوت لینے کا مقصد کسی کی تذلیل نہیں ہوتا، بلکہ وہ ٹھوس بنیادوں پر معاملہ کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا، جس بات کا منطقی تجزیہ نہ کیا گیا ہو، وہ اسے سنجیدگی سے نہیں لیتے۔

ان افراد کو ٹھوس حقائق درکار ہوتے ہیں۔ وہ اپنے معاملات میں دوٹوک ہوتے ہیں اور انھیں کسی کام میں لطف سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ مگر وہ حقیقت پسندانہ زندگی گزارنا پسند کرتے ہیں۔ انھیں حقائق (اعداد و شمار) کا کھیل بہت پسند ہوتا ہے، کیوں کہ یہ نپی تلی پیمائشوں پر مشتمل ہوتا ہے اور آزمودہ بھی۔ اس کا کوئی متبادل نہیں۔

جب کوئی معاملہ ہو تو یہ افراد اس کا پیٹرن سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس کا نتیجہ کیا کیا نکل سکتا ہے؟ افراد اور چیزوں کے درمیان ربط کو کھوجنے کی کوشش بھی کرتے ہیں؟ وہ حالات و واقعات کے نشیب و فراز پر گہری نگاہ رکھنا چاہتے ہیں۔ ایسے افراد گویا، ضرورت پڑنے پر بال کی کھال نکالنے سے بھی نہیں ہچکچاتے۔ وہ پیاز کی پرتوں کی طرح معاملات کو کریدتے چلے جاتے ہیں۔ وہ سوالات دَر سوالات کرتے ہیں۔ انھیں سوال کرتے ہوئے عموماً دوسروں کا خوف نہیں ہوتا کہ کون کیا کہے گا، کیوں کہ اُن کا اطمینان اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انھیں اپنے سوالات کے جوابات نہ مل جائیں۔

Analytical شخصیت رکھنے والے افراد معاملے کی جڑ تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ بعض اوقات یہ مزاج دوسروں کیلئے تکلیف کا باعث بھی ہوتا ہے اور وہ اسے اکھڑ پن سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس لیے ایسے افراد کو چاہیے کہ وہ دوسروں کے سامنے اپنی رائے اور تجزیہ سخت اور متشدد انداز میں پیش نہ کریں۔

منطقی تجزیہ کرنے والی شخصیت کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Analytical شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت کے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسی جاب تلاش کیجیے جہاں تحقیق اور جستجو کا کام زیادہ ہو۔
☆ معلومات کے حصول اور تحقیق کیلئے صرف وہ کتابیں، ویب سائٹس اور رسائل دیکھئے جو مستند ہوں۔
☆ منطقی تجزیہ کرنے والے دوست بنایئے تا کہ آپ کو اپنے ہم مزاج لوگوں سے ٹھوس معلومات حاصل کرنے اور اُن سے شیئر کرنے میں لطف آئے۔
☆ ایسے کورسز وقتاً فوقتاً کرتے رہیے جن سے آپ کی معلومات میں اضافہ ہو اور آپ کے منطقی مزاج کو جلا ملے۔
☆ آپ کے دفتر یا ادارہ میں جن لوگوں کو تجزیاتی کام زیادہ کرنا پڑتا ہے، انھیں یہ کام مکمل کرنے میں مدد کیجیے۔
☆ اس شخصیت والوں کیلئے مناسب کیریر: مارکیٹ ریسرچ، فنانس، میڈیکل اینالیسس، کتابوں/رسالوں کی تدوین (ایڈیٹنگ)، رِسک مینجمنٹ۔

ترتیب و تنظیم پسند افراد

یہ شخصیت Arranger کہلاتی ہے۔ مسائل کو سلجھانا، خواہ کتنے ہی پیچیدہ ہوں، ان کیلئے مشکل نہیں ہوتا۔ انھیں مختلف سرے ترتیب دینے اور انھیں سلجھانے میں بڑا لطف آتا ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ وہ جو کچھ کریں، وہ اپنی جگہ بہترین ہو۔ چنانچہ انھیں اپنی کارکردگی کو بہتر سے بہتر کرنے میں بہت مزہ آتا ہے۔ یہ افراد جو کچھ کرتے ہیں، اگرچہ اس ضمن میں ان کے سامنے کوئی خاص ہدف یا منزل نہیں ہوتی کہ فلاں کام سے وہ کوئی ہدف مکمل کرنا چاہتے ہیں، بلکہ وہ محض اپنے مزاج سے مجبور ہوتے ہیں کہ کوئی بھی کام ہو، اسے بہترین معیار کے ساتھ انجام دیا جائے۔

Arranger شخصیت والوں کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے ذہن میں ایک ساتھ کئی کام اور ان کی تفصیلات محفوظ کر لیتے ہیں۔ چنانچہ دوسری شخصیت والے افراد حیران ہوتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے ذہن میں ایک ساتھ اتنی متفرق چیزیں کیوں کر سمو لیتے ہیں۔ ترتیب و تنظیم کی اسی صلاحیت کی وجہ سے یہ لوگ ایک ساتھ کئی کام منظم و مرتب کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ تاہم، ان لوگوں کی یہ خوبی بعض اوقات خامی بھی بن جاتی ہے۔ سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ یہ لوگ کسی اور انداز سے سوچنے کے قابل نہیں رہتے۔ چنانچہ اگر ایمرجنسی میں آخری منٹ پر اپنی پرواز کا شیڈیول بدلنا پڑے یا کوئی میٹنگ منسوخ کرنا پڑے تو اس شخصیت کے حامل افراد کیلئے یہ کوئی پریشان کن بات نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں بھی یہ افراد اس کوشش میں رہتے ہیں کہ بہترین معیار برقرار رکھا جائے۔ البتہ اگر انھیں وقت مل جائے تو کسی الجھن یا پریشانی کی صورت میں مسئلے کے مختلف پہلوؤں پر غور و خوض کر کے درست فیصلہ کرنا اور متبادل حل تلاش کرنا ان لوگوں کیلئے آسان ہوتا ہے۔

یہ افراد جانتے ہیں کہ اگر راستے میں کوئی مزاحمت یا رکاوٹ ہے تو اسے کیسے کم یا دور کیا جا سکتا ہے۔ یوں، وہ بہتر طور پر فیصلہ کرنے اور عمل کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

یہ شخصیت رکھنے والے ہمیشہ بہترین کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔

ترتیب و تنظیم پسند افراد کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Arranger شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسے ماحول یا شعبے میں کام کیجیے جہاں لگی بندھی روٹین سے ہٹ کر کام کرنے کا موقع ملے، یعنی روزانہ کچھ نیا کرنے کو ملے۔

☆ ایسے ماحول میں کہ جہاں پیچیدہ معاملات پے در پے آپ کے سامنے آئیں، آپ کو کام کرنے میں بہت لطف آئے گا۔

☆ ایک فہرست بنائیے جس میں آپ اپنی کام کی جگہ کو بہتر بنانے کیلئے دوسروں سے جو مشورے لیتے ہیں، وہ تحریر کرتے جائیے۔

☆ ایسے طریقے تلاش کیجیے جن کی مدد سے آپ مزید کام کرنے کے قابل ہو سکیں۔

☆ دوسروں نے اپنے لیے جو اہداف طے کیے ہیں، انھیں سمجھئے اور پھر ان کے بارے میں گفتگو کیجیے۔

☆ باقاعدگی سے مختلف پروگرام کرتے رہا کیجیے۔ اس سے آپ کی ترتیب و تنظیم کی فطری صلاحیت کو جلا ملے گی۔

☆ ان افراد کیلئے مناسب کیریر: ٹریول ایجنٹ، ایونٹ مینیجر، ہیومن ریسورس ڈائریکٹر، سپروائزر، آڈیٹر۔

یقین والی شخصیت

یہ شخصیت Belief کہلاتی ہے۔ جن لوگوں میں یہ شخصیت نمایاں ہوتی ہے، وہ اپنی اقدار (ویلیوز) کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ زیادہ با اخلاق اور دوسروں کے مقابلے میں زیادہ باکردار ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنی فیملی، انسان دوستی اور اچھے کردار کو اہمیت دیتے ہیں اور روحانیت پسند ہوتے ہیں۔ یہ بنیادی اقدار ان کے برتاؤ پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ یہ چیزیں ان کی زندگی کو بامعنی بناتی ہیں۔ Belief شخصیت والے افراد کی اقدار اگرچہ مختلف ہوتی ہیں، تاہم وہ جو اقدار بھی رکھتے ہیں، اپنی زندگی کے بیش تر معاملات میں وہ انھیں بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ وہ اپنی اقدار پر عمل کرنے کیلئے اگر ضرورت پڑے تو اپنا نقصان بھی برداشت کر لیتے ہیں، مگر اپنی اقدار پر آنچ نہیں آنے دیتے۔

اس شخصیت والے افراد کیلئے پیسے یا شہرت کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ کیوں کہ ان کے خیال میں کامیابی کا تعلق پیسے یا شہرت سے نہیں، بلکہ کامیابی دولت اور شہرت سے کہیں بلند تر شے ہے۔ زندگی میں جب کوئی مسائل ومشکلات پیش آتی ہیں تو یہ لوگ دوسروں کے مقابلے میں کم گھبراتے ہیں، کیوں کہ وہ اپنی اقدار سے رہ نمائی لیتے ہیں۔ زندگی کے نشیب وفراز میں یہ اقدار اُن کی درست سمت میں رہ نمائی کرتی ہیں۔ وہ جو اقدام بھی کرتے ہیں، انھیں اس پر پورا یقین ہوتا ہے اور یہ یقین انھیں اطمینان بخشتا ہے۔ ان لوگوں کی اقدار اُن کی مستقل ترجیحات بن جاتی ہیں جن کی وجہ سے وہ مسلسل آگے بڑھتے رہتے ہیں۔ جوں جوں وہ آگے بڑھتے ہیں، اُن کا اپنے پر اعتماد بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہ لوگ بامقصد زندگی گزارتے ہیں۔ وہی کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو اُن کی اقدار اور مقصد حیات سے ہم آہنگ ہو۔

یقین والی شخصیت کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Belief شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسی جاب تلاش کیجیے جہاں کا ماحول آپ کی اقدار کے مطابق ہو، مثلاً مذہبی یا فلاحی خدمات فراہم کرنے والا ادارہ۔

☆ گاہے گاہے لوگوں کی مدد اور خدمت کرتے رہیے تاکہ آپ کی اقدار کو توانائی ملے۔ اس سے آپ کو طمانیت ملے گی۔

☆ ایسے منصوبے تشکیل دیجیے جن میں آپ کو اپنی اقدار کو پروان چڑھانے کا موقع ملے۔

☆ کسی اسکول، یتیم خانہ، ہسپتال وغیرہ میں رضاکارانہ خدمت کیجیے۔

☆ ایسے دوست بنائیے جن کی اقدار آپ کی اقدار سے ہم آہنگ ہوں۔

☆ اپنی اقدار سے مختلف اقدار رکھنے والے افراد سے بھی میل جول بڑھائیے تاکہ آپ کو دیگر اقدار کی اہمیت بھی پتا چلے۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: فلاحی یا مذہبی ادارہ میں ملازمت، ہسپتال میں خدمات، اسکول ٹیچر، پولیس یا فوج۔

حاکمانہ شخصیت

یہ شخصیت Command کہلاتی ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ انھیں کاموں کی ذمے داری دی جائے اور وہ پروجیکٹ کے انچارج ہوں۔ یہ لوگ اپنے خیالات دوسروں پر مسلط کرنے سے نہیں ہچکچاتے۔ نیز، جب کوئی رائے رکھتے ہیں تو اسے بلا جھجک دوسروں سے ذکر کردیتے ہیں۔ یہ لوگ جب اپنا ہدف طے کرلیتے ہیں تو اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے، جب تک اس پر عمل شروع نہیں کردیتے۔ یہ لوگ بحث کرنے سے بھی نہیں گھبراتے، کیوں کہ یہ سمجھتے ہیں کہ بحث کرنا کسی مسئلہ کو حل کرنے کیلئے پہلا قدم ہے۔

یہ لوگ بہت پُراعتماد ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب لوگ زندگی کی ناخوش گواریوں کا سامنا کرنے سے گھبراتے ہیں تو یہ لوگ ہنسی خوشی ان کا سامنا کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے نزدیک زندگی کے مسائل اور تلخیاں زندگی کی حقیقتیں ہیں، یہ تو زندگی میں ضرور پیش آئیں گے۔

حاکمانہ شخصیت رکھنے والے افراد اپنے علاوہ دوسروں سے بھی یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ زندگی کے مسائل اور چیلنجز سے منہ موڑنے کی بجائے انھیں تسلیم کریں۔ لہٰذا وہ اپنے اردگرد موجود افراد کو خطرات لینے پر اکساتے ہیں۔ انھیں ڈراتے بھی ہیں۔ تاہم، ڈرانے کا مقصد کسی کو پیچھے کرنا نہیں ہوتا، بلکہ اُن کے اندر جرات پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ زیادہ ہمت کے ساتھ مسائل حیات کا سامنا کرنے کے قابل ہوں۔

یہ لوگ جانتے ہیں کہ زندگی آسان نہیں ہے، بلکہ مشکلات کا آمیزہ ہے۔ اگر کوئی انھیں اپنی مرضی کے تابع کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ آسانی سے قابو نہیں آتے، البتہ کسی سے کوئی ٹھوس دلیل مل جائے تو اس کی بات مان کر اس کی پیروی کرنے میں دیر نہیں لگاتے۔ گویا، وہ اپنے حاکمانہ مزاج کو اپنی انا کا مسئلہ نہیں بناتے، بلکہ حقیقت پسند رہتے ہوئے فیصلے کرتے ہیں۔ بعض لوگ حاکمانہ شخصیت والوں کو اکھڑ اور سخت مزاج سمجھنے لگتے ہیں، لیکن وہ فطرتاً ایسے نہیں ہوتے۔

حاکمانہ شخصیت رکھنے والوں کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Command شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہوسکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسا کام تلاش کیجیے جس میں آپ کو زیادہ نمایاں رہنے کا موقع ملے اور آپ دوسروں پر اثر انداز ہوسکیں۔

☆ اپنی آواز اور لہجے پر غور کیجیے اور اگر اس میں جارحانہ پن ہے تو اسے کم کرنے کی کوشش کیجیے۔ آپ کی گفتگو سے جارحانہ انداز جھلکنے کی بجائے ترغیبی انداز محسوس ہو۔

☆ تعلقات کو بہتر رکھنے کیلئے گفتگو میں نرمی لایئے اور حساس معاملات پر اپنی رائے دیتے ہوئے دلیل کے ساتھ بات کیجیے، مگر نرمی کے ساتھ اپنی دلیل پیش کیجیے۔

☆ اپنے ساتھیوں کو اہداف طے کرنے اور انھیں مکمل کرنے کیلئے ترغیب دیجیے۔

☆ اپنی زندگی میں کوئی بڑا مقصد بنایئے تاکہ آپ کی حاکمانہ صلاحیت آپ کو اس مقصد تک لے جانے کا ذریعہ بنے۔ مقصد نہیں ہوگا تو آپ اللہ کی عطا کردہ اتنی بڑی نعمت سے بھرپور فائدہ اٹھا نہیں پائیں گے۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: پولیس یا فوج میں افسر، کمپنی کا ڈائریکٹر، سیلز، فلم یا ٹیوی ڈائریکٹر، ریٹیل ایگزیکٹو، تدریس۔

ابلاغ کی ماہر شخصیت

یہ شخصیت Communication کہلاتی ہے۔ یہ لوگ عوام میں بات کرنا یا لکھنا چاہتے ہیں۔ انھیں بیان کرنے اور چیزوں کو واضح کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ یہ افراد اپنی اس مہارت کو نکھار لیں تو ان کے الفاظ سامع اور قاری کی توجہ دبوچ لیتے ہیں۔ پھر لوگ ان کے الفاظ (تقریر اور تحریر) کی وجہ سے ان کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔

انسانی ذہن میں ہر وقت خیالات کا طوفان ٹھاٹھیں مارتا رہتا ہے۔ یہ خیالات خشک ہوتے ہیں۔ کمیونیکیشن والی شخصیت رکھنے والے افراد میں یہ خوبی پائی جاتی ہے کہ وہ خیالات اور واقعات کو اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ لوگ ان میں دلچسپی لینے لگتے ہیں۔ یہ لوگ خشک معلومات کو کہانی میں تبدیل کر دیتے ہیں اور کہانیاں لوگوں کو بڑی دلچسپ لگتی ہیں۔ ابلاغ کی ماہر شخصیت رکھنے والے افراد ایک خشک خیال لیتے ہیں اور پھر اس میں مختلف تصویروں، مثالوں اور کہاوتوں کے ذریعے زندگی کا رنگ بھرتے ہیں۔

یہ لوگ معلومات سے بڑی دلچسپی رکھتے ہیں۔ ہر وقت مختلف واقعات، خیالات، مصنوعات، ایجادات، اسباق وغیرہ کی صورت میں معلومات جمع کرتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ بات کریں یا تحریر لکھیں، بہترین جملے تخلیق کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔ یہ لگن انھیں ڈرامائی جملوں اور موثر تراکیب کی طرف لے جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ انھیں سننا اور پڑھنا چاہتے ہیں۔

ابلاغ کے ماہروں کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Communication شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسے پیشے کا انتخاب کیجیے جہاں آپ کو لوگوں سے میل جول اور بات چیت کا خوب موقع مل سکے۔

☆ کہانیاں، مضامین، الفاظ، اور کہاوتیں جمع کیجیے۔ ان سے آپ کو تحریک ملتی ہے۔

☆ کتابوں کا مطالعہ کریں تو بہ آوازِ بلند۔۔۔ یوں آپ کی ابلاغ کی صلاحیت بہتر ہوگی۔

☆ گفتگو کرتے ہوئے حاضرین کی طرف دیکھیے اور جانچیے کہ کیا یہ لوگ آپ کی طرف متوجہ ہیں؟

☆ جہاں اور جب موقع ملے، رضا کارانہ پریزنٹیشن دیجیے یا گفتگو کیجیے۔ آپ کی بات کرنے کی ہڑک کو تسکین ملے گی۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: پبلک ریلیشنز مینیجر، ٹیوی کا میزبان، سوشل میڈیا مینیجر، آنلائن کنٹینٹ رائٹر، بلاگر، سیاسی رہ نما، کاپی رائٹر، سیلز ریپریزنٹیٹو، برانڈ مینیجر، تدریس، تصنیف وتالیف، ریسپشنسٹ، کسٹمر سروس۔

مقابلہ باز لوگ

یہ شخصیت Competition کہلاتی ہے۔ مقابلہ یا Competition کی جز، موازنہ (Comparison) ہے۔ یہ لوگ فطری شخصیت کے باعث دوسروں کی کارکردگی پر نظر رکھتے ہیں اور اس سے آگاہ رہنے کے ہر وقت خواہش مند رہتے ہیں۔ وہ کھوج میں رہتے ہیں کہ ان کے مدمقابل اس وقت کس مقام پر ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ دراصل، وہ دوسروں کی کارکردگی کی بنیاد پر اپنی کارکردگی کا پیمانہ مقرر کرتے ہیں۔

ان لوگوں کے اپنے سخت معیارات ہوتے ہیں اور اس وجہ سے اس شخصیت والے افراد اکثر سخت محنت کرنے اور اپنے اہداف پانے کے باوجود غیر مطمئن رہتے ہیں۔ یہ افراد اپنے اہداف کو مکمل بھی کر لیں، مگر کسی بھی لحاظ سے اپنے ساتھیوں سے بہتر کارکردگی نہ دکھا پائیں تو وہ اپنے کام سے لطف نہیں اٹھا پاتے۔ بلکہ ہوسکتا ہے، اگر یہ کیفیت بڑھ جائے تو وہ خود کو بے کار سمجھنے لگیں۔

مقابلہ باز لوگوں کو جب تک دوسروں سے مقابلہ کرنے اور موازنہ کرنے کا موقع نہ ملے، انھیں کام کرنے کا لطف ہی نہیں آتا۔ انھیں مدمقابل اچھے لگتے ہیں، کیوں اس سے انھیں تقویت ملتی ہے۔ انھیں مقابلہ بہت زیادہ پسند ہوتا ہے، کیوں کہ ان کے نزدیک مقابلہ کیے بغیر فتح ممکن نہیں ہے۔ تاہم، یہ لوگ مقابلہ کے دوران مدمقابل سے دشمنی یا حسد نہیں کرتے۔ وہ اُن کے ساتھ شفقت اور اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ البتہ، اندر ہی اندر ہی اپنی شکست سے خوف زدہ ضرور رہتے ہیں۔ یہ متضاد کیفیات مقابلہ بازوں کو منفرد بناتی ہیں، لہٰذا دوسری قسم کی شخصیات والوں کیلئے اُن کی یہ جذباتی کیفیت سمجھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

مقابلہ باز لوگ فتح کیلئے بے چین رہتے ہیں اور اپنی جیت کیلئے ہر ممکن جتن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مقابلہ باز شخصیت کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Competition شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ کمپنی میں ایسے ماحول کا انتخاب کیجیے جہاں آپ اپنی کارکردگی کا جائزہ لیتے رہیں۔

☆ روزانہ اپنی کارکردگی جانچتے رہیے اور ہو سکے تو اس کی پیمائش کیلئے کوئی سسٹم بنایئے تاکہ جب آپ دوسروں سے اپنا مقابلہ وموازنہ کریں تو آپ کو اس میں لطف آئے۔

☆ ایسے دوست بنایئے جنھیں مقابلے میں مزہ آئے اور وہ آپ سے دوڑ لگائیں۔

☆ عام کاموں کو بھی مقابلہ آرائی کے انداز سے لیجیے۔ اس سے آپ کو زیادہ کام کرنے کا موقع ملے گا اور آپ کے جبلی مزاج کو تقویت بھی ملے گی۔

☆ شکست کی صورت میں ایسی ذہنی ورزشیں کیجیے جن سے آپ کو سکون ملے اور طبیعت میں قرار پیدا ہو۔

☆ لوگوں کو بتایئے کہ آپ کیوں مقابلہ کرنا اور جیتنا چاہتے ہیں۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: ایتھلیٹ، سیلز ریپریزنٹیٹو، بزنس لیڈر، بینکار، ملٹی لیول مارکیٹنگ۔

سب کو ایک سمجھنے والے افراد

یہ شخصیت Connectedness کہلاتی ہے۔ یہ ایک باریک نکتہ ہے، جسے عین ممکن ہے، آپ کیلئے سمجھنا مشکل ہو۔ اس شخصیت کے حامل افراد یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہم سب روحانی سطح پر ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ اگرچہ ہم الگ الگ ہیں، انفرادی سطح پر ہم جو چاہیں، کر سکتے ہیں، اور اپنے کام کے خود ذمے دار ہیں، مگر کہیں بڑی سطح پر ہم سب ایک ہیں اور ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ اسے ''اجتماعی لاشعور'' (Collective Unconscious) بھی کہتے ہیں۔

اس شخصیت والوں کے نزدیک کوئی بھی انسان الگ تھلگ نہیں، بلکہ سب ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ یہ یقین احساسِ ذمہ داری پیدا کرتا ہے۔ اسے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہر فرد ایک نکتہ ہے اور یہ تمام نکتے مل کر ایک بڑی تصویر بناتے ہیں۔ اس طرح ہر انسان ایک بڑی تصویر کا حصہ ہے۔ اس تصور کے تحت اگر ہم کسی دوسرے انسان کو نقصان پہنچائیں گے تو درحقیقت ہم خود کو نقصان پہنچائیں گے۔ اگر ہم دوسروں کا احترام کریں گے تو اپنی ہی عزت میں اضافہ ہوگا۔

ایسے لوگ مختلف ثقافتوں کے درمیان مختلف افراد کے موثر رابطہ کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس شخصیت والے لوگ دوسروں کو پورا آرام دینے کی پوری کوشش کرتے ہیں، کیوں کہ ان کا فلسفہ ہوتا ہے کہ ''انسانی زندگی کا سب سے بڑا مقصد خود انسان'' ہے۔

سب کو ایک سمجھنے والی شخصیت کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Connectedness شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسے کیریر کا انتخاب کیجیے جہاں آپ کو روزانہ دوسروں کی بہت زیادہ مدد کرنی ہو یا رہنمائی کا موقع ملتا ہو۔

☆ دن میں دس سے تیس منٹ نکال کر مراقبہ کیجیے اور اس مراقبہ میں تصور کیجیے کہ آپ تمام دنیا کے انسانوں سے جڑے ہوئے ہیں، اور دنیا بھر کے انسان آپ سے جڑے ہیں۔

☆ ایسے واقعات و حالات اور چیزوں پر غور کیجیے جن سے زندگی کے اعلیٰ تر مقصد کی طرف توجہ جاتی ہو۔ آپ کی نظر میں زندگی کی اہمیت مزید بڑھے گی۔

☆ کسی رفاہی تنظیم یا کلب یا سوسائٹی کے ممبر بنئے تاکہ آپ کو دوسرے انسانوں سے رابطے کا زیادہ موقع مل سکے۔

☆ ضرورت مندوں کی مدد کیجیے اور ہو سکے تو مہینے میں ایک مرتبہ ٹراما سینٹر جا کر مریضوں سے حال چال دریافت کیجیے۔

☆ منطقی سوچ رکھنے والوں کو یہ مزاج بہت مشکل سے ہضم ہوتا ہے۔ انھیں اپنے مزاج کے بارے میں قائل کرنے یا کچھ سمجھانے کی کوشش نہ کیجیے۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: کاؤنسلر، تھیراپسٹ، معالج، روحانی پیشوا (مثلاً امام، مفتی وغیرہ)، سوشل ورکر، فیملی کوچ۔

توازن اور انصاف والی شخصیت

یہ شخصیت Consistency کہلاتی ہے۔ اس شخصیت کیلئے توازن بہت اہم ہے۔ یہ شخصیت رکھنے والے دوسروں کی ظاہری حالت سے متاثر نہیں ہوتے، بلکہ اس بات کو بہ خوبی سمجھتے ہیں کہ کسی کی ذاتی حیثیت جو بھی ہو، ہر فرد کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ وہ کسی بھی فرد سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور نہ انھیں سر پر بٹھاتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے خود غرضی اور انفرادیت پسندی کو ہوا ملتی ہے اور یوں، بعض لوگ نامناسب اور ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان لوگوں کے نزدیک یہ جرم ہے۔ چنانچہ یہ لوگ اس کے خلاف رہتے ہیں اور اپنے تئیں کوئی ایسا عمل نہیں کرتے جس سے اس کو ہوا ملے۔

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ دنیا کے ہر فرد کے ساتھ یکساں اور طے شدہ اصول وقوانین کے مطابق برتاؤ کیا جائے، تبھی یہ دنیا حسین ہو سکتی ہے۔ ایسا ماحول ہی ایک مثالی دنیا تخلیق کر سکتا ہے۔ ایسے ماحول میں ہر ایک کو اپنی خوبیاں دکھانے اور آگے بڑھنے کے یکساں مواقع مل سکتے ہیں۔ اس طرح، دنیا کہیں بہتر اور پُرامن جگہ بن سکتی ہے۔

توازن اور انصاف والی شخصیت کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Consistency شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسے کیریر کا انتخاب آپ کیلئے مفید ہوگا جس میں آپ کو دوسروں کی مدد کرنے کا موقع ملے اور آپ کے کام اور زندگی سے لوگ متاثر ہوں۔

☆ ایسے اصول وضوابط اور اقدار (ویلیوز) کی فہرست بنائیے اور جن کے مطابق آپ اپنی زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ یہ اصول واقدار اٹل ہوں اور کسی کو ان میں تبدیلی یا کمی بیشی کا اختیار نہیں ہونا چاہیے۔

☆ اگر کوئی اچھی کارکردگی دکھائے تو بلاتکلف اس کی تعریف کیجیے اور اس سے بہتر کرنے پر اسے اُکسائیے۔

☆ جو لوگ ادارہ میں ٹانگیں کھینچنے کا کام کرتے ہیں یا دفتری سیاست میں ملوث ہیں، انھیں اپنے اخلاق سے رام کیجیے۔ ان سے برتاؤ کیلئے اپنا معیار مقرر کیجیے۔ تاہم، اس کا خیال رکھیے کہ آپ کا برتاؤ اتنا نرم نہ ہو کہ یہ لوگ آپ کیلئے بھی خطرہ بن جائیں یا آپ کی خوش اخلاقی کو آپ کی بے وقوفی سمجھنے لگیں۔ توازن اصل ہے۔

☆ اپنی اور دوسروں کی کارکردگی پر فوکس کیجیے۔ محتاط رہیے کہ آپ کی خوش اخلاقی دوسروں کی کارکردگی کو کم کرنے کا ذریعہ نہ بن جائے۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: پالیسی میکرز، کوالٹی ایشورنس میں خدمات، اکاؤنٹنگ یا ٹیکس سے وابستہ افراد، رسک مینجمنٹ، پولیس، فوج۔

پس منظر کو دیکھنے والے افراد

یہ شخصیت Context کہلاتی ہے۔ یہ لوگ پیچھے کی طرف دیکھتے ہیں، کیوں کہ ان کے نزدیک گزرے ہوئے وقت سے کئی اہم سوالات کے جوابات ملتے ہیں۔ عموماً ہم یہ پڑھتے اور سنتے ہیں کہ ماضی گزر چکا، مستقبل ابھی معلوم نہیں، اس لیے حال پر توجہ رکھو، لیکن اس شخصیت کے حامل افراد اس نکتہ کے برخلاف، حال کے فیصلوں کیلئے بھی ماضی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

ان لوگوں کا نقطۂ نظر یہ ہوتا ہے کہ حال غیر مستحکم ہے جس میں بہت زیادہ آوازوں کا بے ہنگم شور ہے۔ چنانچہ وہ حال کو درست طور پر جانچنے کیلئے ماضی پر غور کرتے ہیں، کیوں کہ آج کا حال دراصل نتیجہ ہے ماضی کی پلاننگ اور منصوبہ بندی کا۔ ماضی میں جو عمل کیا گیا، اس کے نتیجے میں آج ''حال'' ہمارے سامنے ہے۔

گزشتہ وقت (ماضی) نقشہ کشی کا تھا۔ جب یہ لوگ پیچھے کی طرف دیکھتے ہیں تو وہ اس نقشہ کو سمجھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ ماضی کی طرف دیکھنے پر یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ جس نقشہ اور نیت کے ساتھ فلاں کام شروع کیا گیا تھا، وہ اب کتنا بدل چکا ہے۔ چنانچہ اسے دوبارہ اصل پر لانا اس وقت تک ممکن نہیں ہوتا، جب تک بنیادی نقشے کو نہ دیکھا جائے۔ اور یہ ماضی پر فوکس کر کے ہی ممکن ہوتا ہے۔ اس خوبی کی وجہ سے یہ لوگ مستقبل کو بھی بہتر جانچنے کے قابل ہوتے ہیں، کیوں کہ وہ اس وقت سے واقف ہوتے ہیں جہاں مستقبل کا بیج بویا گیا ہے، یعنی ماضی۔

اس شخصیت کی یہ خوبی ان افراد کے اندر اعتماد لاتی ہے، کیوں کہ وہ کہیں بہتر تجزیہ کرنے اور پھر فیصلہ کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس شخصیت کے حامل افراد سفر کے اچھے ساتھی بھی ثابت ہوتے ہیں، کیوں کہ انھیں پتا ہوتا ہے کہ اس کے ہم سفر کیسے تھے اور کہاں سے سفر شروع کر کے یہاں تک پہنچے ہیں۔ البتہ یہ شخصیت رکھنے والے نئے افراد کو سمجھنے میں وقت لگاتے ہیں اور اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ وہ کسی بھی فرد کی موجودہ اور ظاہری حالت پر اس کے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کرتے۔ وہ اس کے ماضی اور حال دونوں کو دیکھتے ہوئے اس فرد کو جانچتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آج کون کیا ہے، اصل یہ ہے کہ ماضی کی کس حالت سے موجودہ حالت تک کیا تبدیلی کی گئی ہے۔

پس منظر دیکھنے والی شخصیت کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Context شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسا کیریر آپ کیلئے بہتر ہوگا جس میں گزشتہ اعداد و شمار کا تجزیہ کثرت سے کیا جاتا ہو۔

☆ ماضی کی یادیں، مثلاً فوٹو گراف، تحریریں وغیرہ جمع کیجیے تاکہ آپ کو تحریک ملے۔

☆ تاریخی ناول، آپ بیتیاں، سوانح وغیرہ پڑھیے۔ تاریخ کا مطالعہ حال کو بہتر طور پر سمجھنے میں مددگار ہوتا ہے۔

☆ دفتر میں کوئی مسئلہ پھنس جائے تو اپنے ساتھیوں کو اس کیس کی پرانی فائلیں اور تاریخ پڑھنے کی ترغیب دیجیے۔ انھیں بتائیے کہ کیس کی تاریخ کا مطالعہ اس کیس کو کہیں بہتر سمجھنے میں مددگار ہو سکتا ہے۔

☆ کمپنی کے ارکان کو تحریک و ترغیب دینے کیلئے ماضی کی کامیابی کہانیاں، غیر معمولی واقعات وغیرہ سناتے رہا کیجیے۔ اس سے ان میں کام کا جذبہ بیدار ہوگا۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: استاد، تاریخ داں، عجائب گھر میں گائیڈ، دستاویزی فلموں کا پروڈیوسر، صحافی، ، ماہر آثاریات، پرانے نوادرات کا کاروبار۔

غور وفکر کرنے والی شخصیت

یہ شخصیت Deliberative کہلاتی ہے۔ یہ لوگ بہت محتاط اور ہوشیار ہوتے ہیں۔ وہ زیادہ تر پرائیویٹ رہتے ہیں۔ یہ لوگ جانتے ہیں کہ یہ دنیا ایک غیر متوقع، غیر یقینی جگہ ہے۔ ہر شے بہ ظاہر ترتیب سے دکھائی دیتی ہے، مگر اس کے نیچے گہرائی میں غور کیا جائے تو بہت سے خطرات چھپے ہوئے ہیں۔ بعض لوگ ان خطرات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''دیکھا جائے گا''، لیکن یہ لوگ ان پر فوکس کرتے ہیں۔ پھر ہر متوقع خطرے کو دیکھتے اور پرکھتے ہیں۔ ان خطرات کو کم کرنے کیلئے وہ غور کرتے ہیں کہ کیوں کر ان سے بچا جا سکتا ہے یا کم کیا جا سکتا ہے۔

غور وفکر والی شخصیت رکھنے والے بہت سنجیدہ ہوتے ہیں اور بہت زیادہ تحفظات کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔ چنانچہ بہت زیادہ وقت لگا کر منصوبہ بندی کرتے ہیں، مگر اس کے باوجود خوف زدہ رہتے ہیں کہ کچھ ہو گیا تو کیا ہوگا۔ یہ لوگ نئے دوست بناتے ہیں، مگر اُن سے بے تکلف ہوتے ہیں اور نہ انھیں بے تکلف ہونے دیتے ہیں، خاص کر بات ذاتیات تک پہنچنے لگے تو فوراً ٹوک دیتے ہیں۔

اس شخصیت والے افراد بہت زیادہ تعریف و توصیف نہیں کرتے، بلکہ سمجھانے کو زیادہ اہم سمجھتے ہیں۔ بعض اوقات یہ برتاؤ بڑھ جائے تو لوگ اسے روکھا پن یا غرور سے تشبیہ دینے لگتے ہیں۔ لیکن، حقیقتاً ایسا نہیں ہوتا، بلکہ یہ لوگ اپنی فطرت سے مجبور ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ اس بات کی پروا نہیں کرتے کہ لوگ کیا کہیں گے۔

ان افراد کے نزدیک ہر دل عزیزی یا مقبولیت کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ یہ لوگ دوسروں کے رائے، مزاج اور اہداف کی پروا کیے بغیر اپنی چال چلتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی دنیا میں جیتے ہیں جہاں کی اپنی اقدار اور اہداف ہیں۔ یہ لوگ خطرات کا تعین آخری حد تک کرتے ہیں اور پھر پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں۔

غور وفکر والی شخصیت کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Deliberative شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسا کیریر آپ کیلئے بہتر رہے گا جس میں قانونی موشگافیاں اور کاروباری گفت و شنید ہو یا قانون سازی وغیرہ کا کام کرنا ہو۔

☆ اپنے فیصلوں میں پُر اعتماد رہیے، کیوں کہ اگر کوئی اختلاف بھی کرے تو آپ کسی معاملے کا وہ پہلو دیکھنے کے قابل ہوتے ہیں جو دوسرے نہیں دیکھ سکتے۔

☆ جب دوسرے کوئی مشکل فیصلہ کرنے لگیں اور انھیں مدد کی ضرورت ہو تو فیصلہ سازی میں ان کی مدد کیجیے۔ آپ کسی معاملے کا بہترین منطقی تجزیہ کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔

☆ اکثر لوگ آپ کی شخصیت کو سمجھ نہیں پائیں گے اور آپ کو ہو سکتا ہے، غلط القابات سے نوازیں۔ آپ ان کی پروا نہ کریں۔ آپ کی شخصیت اپنے تئیں بہت سی خوبیاں رکھتی ہے اور آپ کو دوسروں سے ممتاز کرتی ہے۔

☆ لوگوں کو بتائیے کہ آپ خطرات کا تجزیہ کرنے اور تبدیلی کے منفی اثرات کو کم کرنے کی خوب صلاحیت رکھتے ہیں۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: سیاسی یا دفاعی تجزیہ نگار، ایڈیٹر، محقق، سائنس داں، رسک اینالسٹ، جج، فنانس آفیسر۔

تعمیری شخصیت

یہ شخصیت Developer کہلاتی ہے۔ یہ لوگ دوسروں میں چھپی خوبیاں تلاش کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ تاہم، ان کے نزدیک، کوئی بھی فرد بہترین نہیں ہوتا۔ اس کے برخلاف، ان کے نزدیک ہر فرد میں بہتری کی گنجائش ہمیشہ موجود ہوتی ہے اور ان خوبیوں کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔

تعمیری شخصیت رکھنے والے افراد لوگوں کی طرف بہت جھکاؤ رکھتے ہیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ دوسرے کامیاب ہوں۔ چنانچہ وہ اپنی حد تک پوری کوشش کرتے ہیں کہ لوگوں کیلئے آگے بڑھنے کے نئے مواقع پیدا کیے جائیں۔ یہ لوگ جانچتے ہیں کہ کون سے لوگ کیوں آگے نہیں بڑھ پا رہے اور پھر ان کی بڑھوتری میں حائل رکاوٹوں کو دور کرتے اور انھیں آگے بڑھنے میں معاونت کرتے ہیں۔ تعمیری شخصیت رکھنے والوں کو دوسروں کی مدد کرکے اور انھیں آگے بڑھنے کیلئے رہ نمائی کرکے خوشی ہوتی ہے۔ وہ اپنی خوبیوں کو جان کر آگے بڑھتے ہیں تو انھیں بھی قوت اور طمانیت ملتی ہے۔

ان لوگوں کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ چند چھوٹے چھوٹے اقدامات جو دوسروں کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں، وہ انھیں دیکھ لیتے ہیں۔ اسی طرح، دوسروں میں چھپی ہوئی فطری خوبیوں اور صلاحیتوں کو دریافت کرنے کا بھی ملکہ رکھتے ہیں۔ ان کی اس خوبی کی وجہ سے یہ لوگ ہر دل عزیز بنتے چلے جاتے ہیں۔ لوگوں کو یہ یقین ہوتا جاتا ہے کہ یہ شخصیت رکھنے والے ان کے ساتھ مخلص ہیں۔

تعمیری شخصیت کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Developer شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہوسکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسے کیریر کا انتخاب آپ کیلئے بہتر ہوگا جس میں آپ دوسروں کے مسائل حل کرنے اور انھیں آگے بڑھنے میں مدد کرسکیں۔

☆ ان افراد کی فہرست بنائیے جنھیں آپ نے متاثر کیا تاکہ آپ کو یہ یاد رہے کہ آپ ایک متاثر کن فرد ہیں۔ اس سے آپ کو تحریک (موٹیویشن) ملے گی۔

☆ اپنی کمپنی کیلئے ایسے عوامل پر غور کیجیے جو اس کی ترقی اور بڑھوتری میں بہت معاون ہوسکتے ہیں۔ غور کیجیے کہ انھیں کیوں کر عملی شکل دی جاسکتی ہے۔

☆ ایسے لوگوں سے ملاقات کیجیے جو آپ سے تعاون لینا اور آپ کی رہ نمائی میں آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔

☆ آپ کے اساتذہ اور مینٹورز نے آپ کو جو مشورے اور رہ نمائی دی ہے، اس کی روشنی میں اپنی بہتری کیلئے کام کیجیے۔

☆ ایسے لوگوں سے بچیے جو مسلسل مشقت میں لگے ہوئے ہیں یا بہت زیادہ تنقید و تنقیص کرنے والے ہیں۔ ان کے مزاج اور گفتگو سے آپ کو کوفت ہوگی اور مایوسی۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: کوچ، استاد، پبلک اسپیکر، مینٹور، معالج، مینیجر۔

ڈسپلن کیلئے جنونی شخصیت

یہ شخصیت Discipline کہلاتی ہے۔ یہ شخصیت رکھنے والوں میں نظم (ڈسپلن) بہت زیادہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہر شے پہلے سے قابل پیشین گوئی ہو۔ اسی وجہ سے یہ لوگ اپنے معاملات اور کاموں کو بہت ہی مرتب و منظم اور منصوبہ بند رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ جبلی طور پر چاہتے ہیں کہ دنیا پر (اور سب سے پہلے اپنے قریب ترین لوگوں پر) ایک منظم نظام مسلط کر دیا جائے تا کہ تمام لوگ اس کے مطابق ہی عمل کریں۔

یہ لوگ روٹین کے مطابق کام کے خواہش مند رہتے ہیں۔ اہداف کے معاملے میں حساس ہوتے ہیں اور تاریخوں پر خاص توجہ رکھتے ہیں۔ یہ لوگ پہلے طویل مدتی منصوبے بناتے ہیں اور پھر انھیں مختصر مدتی اہداف میں تقسیم کر کے ان پر تن دہی سے کام کرتے ہیں۔

یہ لوگ غیر متوقع حالات اور ناگہانی حادثات سے بہت گھبراتے ہیں۔ غلطی پر سیخ پا ہوتے ہیں اور معمولات سے ہٹ کر کچھ کیا جائے تو برا مانتے ہیں۔ کیوں کہ ان کے خیال میں اگر آدمی ڈسپلن اختیار کر لے تو یہ سب چیزیں ختم ہو سکتی ہیں۔

لیکن، اس دنیا میں ممکن نہیں کہ سب کچھ ترتیب کے مطابق اور اپنی مرضی کے تابع ہو۔ یہ اللہ کے تخلیق کردہ نظام قدرت کے خلاف ہے۔ تاہم اس حقیقت کو جاننے کے باوجود یہ شخصیت رکھنے والے افراد حالات کو مکمل طور پر کنٹرول کرنا چاہتے ہیں۔ جو لوگ ڈسپلن کی صلاحیت نہیں رکھتے، وہ ایسے افراد کی بات چیت کو بعض اوقات اپنے اوپر حکم سمجھنے لگتے ہیں۔

ڈسپلن کیلئے جنونی شخصیت رکھنے والوں کو یہ احساس کرنا چاہیے کہ ہر شخص ڈسپلن کی بہت زیادہ پابندی پسند نہیں کرتا، بلکہ اکثر کو قیدی سی محسوس ہو سکتی ہے۔ ڈسپلن والوں کو یہ شعور ہونا بھی بہت ضروری ہے کہ کام کرنے کا ہر فرد کا انداز جدا جدا ہے اور ہر فرد جب اپنے انداز کے مطابق کام کرتا ہے، تبھی وہ بہتر کارکردگی دکھانے کے قابل ہو سکتا ہے۔

ڈسپلن والی شخصیت کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Discipline شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسے ادارے میں جاب تلاش کیجیے جہاں کے قوانین اور نظام بہت ہی نپا تلا ہو۔ ایسا ادارہ جہاں کی پالیسی بہت واضح ہو۔

☆ اپنے کاموں اور چیزوں کو دو سے چار مرتبہ چیک کیجیے اور یقینی بنائیے کہ ہر شے سو فیصدی درست چل رہی ہے۔

☆ ٹائم مینجمنٹ کا فن سیکھیے تا کہ آپ موجودہ وقت میں اور زیادہ کام کر سکیں۔

☆ اپنے لیے ایسا نپا تلا نظام تشکیل دیجیے جس کے ذریعے آپ کیلئے متوقع نتائج حاصل کرنے کا امکان زیادہ سے زیادہ ہو۔

☆ یہ تسلیم کیجیے کہ آپ کی ٹیم کے دیگر افراد اتنے ڈسپلن کے مطابق کام نہیں کریں گے، لہٰذا اُن کے طریقہ کار پر جز بز ہونے کی بجائے اپنی توجہ نتائج پر رکھیے۔

☆ لوگوں کو آپ کی صلاحیت کو سمجھنے کا موقع دیجیے اور اس حوالے سے ان کی کارکردگی کو بہتر بنانے میں اُن کی مدد کیجیے۔

☆ اس حقیقت کو بھی تسلیم کیجیے کہ آپ اپنے مزاج کی وجہ سے چھوٹی غلطی پر بھی غصے میں آ سکتے ہیں۔ ادارہ میں دیگر افراد آپ کی سی شخصیت نہیں رکھتے، لہٰذا اپنے اندر تحمل اور صبر کی عادت پیدا کیجیے۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: ہوائی جہاز کا پائلٹ، دل یا دماغ کا سرجن، اکاؤنٹینٹ، آڈیٹر، ٹریفک کنٹرول، ٹیکس اسپیشلسٹ، فوج۔

ہم دلی اور دل جوئی والی شخصیت

یہ شخصیت Empathy کہلاتی ہے۔ اس شخصیت کے حامل افراد اپنے اردگرد موجود افراد کے جذبات کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ دوسرے جیسا محسوس کرتے ہیں، وہ خود بھی ایسا ہی محسوس کرتے ہیں۔ جبلی طور پر، یہ لوگ دوسروں کے زاویہ نظر سے دنیا کو دیکھنے اور سمجھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ تاہم اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ دوسروں کی رائے سے متفق بھی ہوں گے۔

لوگوں سے دل جوئی کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اُن کی جذباتی گہرائی میں یہ اتریں۔ البتہ، دوسروں کے مسائل کا ادراک ضرور کر سکتے ہیں۔ جذبات کو سمجھنے کی جبلی صلاحیت بہت ہی بڑی خوبی ہے۔ یہ لوگ اس صلاحیت کے ذریعے اَن کہے سوالات سننے کے قابل ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ انسانی ضروریات کو کہیں بہتر طور پر سمجھ پاتے ہیں۔

جہاں لوگ الفاظ کی تلاش میں رہتے ہیں، وہاں آپ درست الفاظ اور درست انداز کا انتخاب بہ آسانی کر لیتے ہیں۔ دوسرے بھی ان کی اس صلاحیت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ وہ دوسروں کے جذبات کو آواز اور الفاظ کا روپ دیتے ہیں۔ ان عوامل کے باعث لوگ آپ کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔

ہم دلی اور دل جوئی والی شخصیت کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Empathy شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسے کیریر کا انتخاب آپ کیلئے مفید ہوگا جس میں آپ کو دوسروں کے جذبات کو سمجھنے کا زیادہ موقع ملے۔ آپ دوسروں کو ان کے احساسات کو جاننے اور ان کے گرد موجود دیگر افراد کے احساسات کو جاننے میں مدد کر سکتے ہیں۔

☆ جس ماحول میں آپ کے جذبات کو اظہار کا موقع نہ مل پائے، وہاں آپ گھٹن محسوس کریں گے اور اپنی مہارتوں کا بہتر استعمال آپ کیلئے مشکل ہوگا۔

☆ دوسروں کے بارے میں آپ کا جو جذباتی تجزیہ ہے، اسے اُن سے شیئر کیجیے۔ اس سے آپ پر اُن کا اعتماد بڑھے گا۔

☆ ہم دلی رکھنے والے دیگر افراد کے ساتھ مل کر کام کیجیے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس ادارہ میں آپ کام کرتے ہیں، وہاں ایسے لوگ تلاش کریں یا آپ کا اپنا کاروبار ہے تو اپنی ٹیم میں اسی شخصیت والے لوگ ملازم رکھیے۔

☆ خاموشی کی اہمیت کو سمجھئے اور دوسروں کی بات سنئے۔ اس سے آپ کو دوسروں کے احساسات کو سمجھنے میں زیادہ مدد ملے گی۔

☆ جو لوگ اپنے منفی یا تخریبی جذبات کی بنیاد پر کوئی برتاؤ کرتے ہیں، ان سے تحمل اور پیار سے برتاؤ کیجیے۔

☆ اپنے اس مزاج کو متوازن رکھنا بہت ضروری ہے، کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی ہم دلی اور دل جوئی سے بعض لوگ ناجائز فائدہ اٹھانا چاہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنے سے ایک حد تک دور رکھیے۔ ان کی قربت آپ کیلئے نقصان دہ ہو سکتی ہے۔

☆ کیریر کے ماہرین کے مطابق 2020ء تک یہ صلاحیت کسی بھی جاب میں سب سے زیادہ اہم صلاحیت مانی جائے گی۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: تدریس، کوچنگ، کاؤنسلنگ۔

فوکس رکھنے والی شخصیت

یہ شخصیت Focus کہلاتی ہے۔ یہ شخصیت رکھنے والے اپنے اہداف اور منزل کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ وہ روزانہ اپنے سے لاشعوری طور پر یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ کدھر جا رہے ہیں۔ چنانچہ انھیں ہر دَم واضح منزل کی ضرورت رہتی ہے جس پر وہ فوکس کر سکیں۔ اگر وہ کسی جانب فوکس نہ کر سکیں تو اُن کے اندر بے چینی پیدا ہونے لگتی ہے۔

فوکس شخصیت والے افراد ہر سال، ہر ماہ، حتیٰ کہ ہر دن کیلئے کچھ اہداف طے کرتے ہیں۔ یہ اہداف اُن کیلئے مقناطیس کا کام کرتے ہیں۔ ان اہداف کے تعین سے انھیں یہ فائدہ ہوتا ہے کہ زندگی کیلئے مختلف ترجیحات کا تعین کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ جب کسی کے سامنے ترجیحات واضح ہوں تو اس کیلئے عملی اقدامات بھی واضح ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ ان اقدامات پر بہ آسانی عمل کرتے ہیں۔

ان لوگوں کے فوکس کی صلاحیت بہت قوی ہوتی ہے جس کے باعث اُن کا عمل بھی عموماً خوب موثر ہوتا ہے۔ یہ لوگ اپنے فوکس کی خوبی کی وجہ سے اپنے کاموں کو اُن کی اہمیت کے اعتبار سے فلٹر کرنا بھی جانتے ہیں۔ چنانچہ انھیں یہ ادراک ہوتا ہے کہ کون سا کام ضروری ہے، کون سا بہت ضروری، اور کون سا کام غیر ضروری ہے۔ جو کام اہداف تک پہنچنے میں معاون ہو، وہ سب سے ضروری ہوتا ہے۔ اس کے سوا باقی سب کو نظر انداز کر دیا جائے۔ چنانچہ ان کے نزدیک، جو شے انھیں ان کی منزل کی طرف بڑھنے میں مدد نہ کر رہی ہو تو اس پر فوکس کرنا اور سر کھپانا وقت اور توانائی ضائع کرنا ہے۔

فوکس کی صلاحیت کے باعث یہ لوگ اپنی کارکردگی کو بہتر سے بہترین بناتے چلے جاتے ہیں۔ یہ لوگ نہ صرف کام کو فوکس کرتے ہیں، بلکہ افراد اور اشیا کو بھی فوکس کرتے ہیں۔ یوں، اشیا ہوں یا افراد، یہ اُن سے بہتر استفادہ کے قابل ہوتے ہیں۔

اس شخصیت کے سکے کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ تاخیر یا رکاوٹ پیش آنے پر یہ لوگ بے صبرے ہو جاتے ہیں۔ اس بے صبری کی وجہ سے ہوتا یہ ہے کہ ٹیم کے دیگر ممبر ابھی کام کو شروع کرنے کے بارے میں غور کر رہے ہوتے ہیں اور یہ لوگ کام شروع بھی کر چکے ہوتے ہیں۔

فوکس رکھنے والی شخصیت کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Focus شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسے شعبے میں کام کرنا آپ کیلئے بہتر ہوگا جہاں آپ کو کسی کی مداخلت کے بغیر آزادانہ کام کرنے اور متعینہ اہداف کو مکمل کرنے کا ماحول میسر ہو۔

☆ ایسے اہداف کا تعین کیجیے جو واضح تاریخ تکمیل (Deadline) کے ساتھ ہوں اور جیسے جیسے آپ اس میں آگے بڑھیں، آپ کو اپنی نمو کا پتا چلتا رہے۔

☆ اپنے چھوٹے بڑے تمام اہداف کاغذ پر لکھئے اور انھیں اکثر دیکھتے رہیے تاکہ آپ کو یہ احساس ہو کہ آپ اہداف اور مقاصد کے تحت زندگی گزار رہے ہیں۔ اس شخصیت کیلئے یہ احساس بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

☆ مختصر مدتی اور وسط مدتی اہداف اپنے مینیجر سے ذکر کیجیے تاکہ وہ آپ کو آپ کے اہداف کی تکمیل کیلئے زیادہ آزادی دے۔ آپ مسلسل نگرانی میں کام نہیں کر پاتے۔

☆ اپنے کام اور گھر، دونوں کیلئے گاہے گاہے اہداف طے کرتے رہیے۔ یوں، آپ متوازن زندگی گزارنے کے قابل ہوں گے۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: اکاؤنٹس، ماہ نامہ یا روزنامہ کا ایڈیٹر، جاسوس، عمارتوں کی تعمیر کرنے والا ٹھیکے دار۔

مستقبل کیلئے پُرجوش افراد

یہ شخصیت Futuristic کہلاتی ہے۔ اس قسم کے افراد کو مستقبل بہت ہی للچاتا ہے۔ یہ لوگ اپنی اس صلاحیت کی وجہ سے مستقبل کی تصویر کشی خوب کر لیتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے حال سے زیادہ اپنے مستقبل کو بہتر سے بہتر بنانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ آنے والے وقتوں کیلئے بہتر پروڈکٹ، بہتر ٹیم، بہتر زندگی اور بہتر دنیا تشکیل دی جائے۔

یہ لوگ خواب خوب دیکھتے ہیں اور ان کے ویژن بھی بہت واضح اور وسیع ہوتے ہیں۔ ان افراد کی مستقبل بینی خوبی اس وقت بہت نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے کہ جب حال پریشان کن ہو اور لوگ ناامیدی میں دھنسے ہوئے ہوں تو یہ شخصیت رکھنے والے دوسروں کو اپنے ویژن سے نہ صرف توانائی دیتے ہیں بلکہ ان کے اندر امید بھی پیدا کرتے ہیں۔

یہ افراد نہ صرف اپنے مستقبل کو روشن دیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، بلکہ دوسروں کو بھی ان کے مستقبل کے روشن اور مثبت پہلو دکھاتے ہیں۔ یوں، ان کے گرد موجود لوگوں کی بصیرت کو جلا ملتی ہے اور ایک اَن دیکھی مسرت نصیب ہوتی ہے۔

زندگی کو خوش حال بنانے کیلئے امید اصل ہے۔ جس شخص میں امید نہیں، اس کا مستقبل نہیں۔ مستقبل کو دیکھنے والے افراد امید سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ ان میں امید کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ نیز، وہ دوسروں کو بھی امید دلانے میں ماہر ہوتے ہیں۔ البتہ ایسے افراد کو اپنے الفاظ کے انتخاب اور انداز پر ضرور توجہ کرنی چاہیے، کیوں کہ الفاظ کا غلط استعمال سننے والے کو امید سے دور بھی کر سکتا ہے۔ یہ وہ مہارت ہے جو اس شخصیت کے حامل افراد کو سیکھنا ضروری ہے۔

مستقبل کیلئے پُرجوش شخصیت کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Futuristic شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسے کیریر کا انتخاب آپ کیلئے مناسب ہوگا جس میں آپ کو اپنے مستقبل کا ویژن شیئر کرنے کا موقع ملے۔ مثال کے طور پر، نئے کاروباریوں کی رہ نمائی۔

☆ ایسے افراد تلاش کیجیے جو آپ کی مستقبل بینی صلاحیت کو سمجھ سکتے ہوں۔ یہ لوگ آپ کے ویژن کے مطابق آپ کو موٹیویٹ کرنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

☆ ایسے افراد سے دور رہیے جو آپ کے ویژن اور آپ کی مستقبل کو دیکھنے کی صلاحیت کو سمجھنے سے قاصر ہوں۔ یہ لوگ آپ کی گفتگو پر ہنسیں گے اور اسے ''دیوانے کی بڑ'' قرار دیں گے۔ ان لوگوں کی بیٹھک سے آپ مایوس ہو سکتے ہیں۔ آپ کی یہ صلاحیت بہت ہی منفرد ہے اور بہت کم افراد میں یہ خوبی پائی جاتی ہے۔

☆ اپنے ویژن کو حقیقت کا روپ دینے کیلئے Activator شخصیت والے افراد سے مدد لیجیے، کیوں کہ یہ لوگ عمل کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ ان لوگوں سے دوستی آپ کے مستقبل کے تصور (خواب/ویژن) کو عمل کے ذریعے حقیقت بنانے میں مددگار ہو سکتی ہے۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: پبلک اسپیکنگ، قلم کار/تصنیف وتالیف، سیاست، ایڈورٹائزنگ ویژولائزر، موجد یا سائنس داں۔

میل ملاپ والی شخصیت

یہ شخصیت Harmony کہلاتی ہے۔ یہ لوگ میل ملاپ اور لوگوں سے گھلنے ملنے کے بہت رَسیا ہوتے ہیں۔ چنانچہ لڑائی جھگڑے سے آخری حد تک بچنے کی کوشش کرتے ہیں، کیوں کہ ان کے نزدیک، تصادم سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ایسے موقع پر کہ جہاں ایک معاملے پر مختلف آرا رکھنے والے افراد موجود ہوں، یہ شخصیت رکھنے والے کوشش کرتے ہیں کہ ایک عمومی رائے تلاش کی جائے جس پر سب ہی متفق ہوں۔

ان افراد کیلئے ''دوستی'' سب سے اہم قدر ہوتی ہے۔ یہ افراد اپنی رائے دوسروں پر مسلط کرنے کو حماقت اور وقت کا زیاں سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اپنی رائے اپنے پاس رکھی جائے اور دوسروں کی رائے کو انھی کے پاس رہنے دیا جائے تو ہماری کارکردگی بڑھ سکتی ہے، کیوں کہ ہم رائے مسلط کرنے اور دوسروں کی حمایت چاہنے میں اپنا بہت سا وقت اور توانائی ضائع کر دیتے ہیں۔ اس وقت اور توانائی کو اگر اپنے کام میں لگایا جائے تو ہماری کارکردگی بہتر ہو سکتی ہے۔

یہ لوگ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ رائے کا اختلاف فطری ہے اور ہمیں دوسروں پر اپنی رائے تھوپنے کا کوئی حق نہیں۔ جب دوسرے دعوے کرتے ہیں تو یہ کسی دعوے سے متاثر ہوئے بغیر اپنی رائے کے مطابق آرام سے زندگی گزارتے ہیں۔ بلکہ کوشش کرتے ہیں کہ انھیں ان کے دعووں کے باوجود اپنے ساتھ کیوں کر شامل کیا جاسکتا ہے۔ یہ افراد اپنا حلقہ ہر ممکن حد تک بڑھانے کی کوشش میں رہتے ہیں تاکہ وہ جو کچھ چاہتے ہیں، اس کی تکمیل میں درکار صلاحیتوں کے حامل افراد سے مدد لی جاسکے، خواہ ان کی رائے کتنی ہی مختلف کیوں نہ ہو۔

یہ افراد سب کو ایک ہی کشتی کے سوار سمجھتے ہیں۔ سب کو کشتی کی ضرورت ہے، خواہ کسی کو کہیں بھی جانا ہو، کوئی کسی بھی فکر کا حامل ہو۔۔۔ کشتی ہر ایک کی مجبوری ہے۔ میل ملاپ رکھنے والے افراد شور کرنے، تماشا دکھانے اور نعرے لگانے کی بجائے عمل کو اہمیت دیتے ہیں۔

میل ملاپ والی شخصیت کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Harmony شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ کسی بھی معاملے کے ایسے پہلو کو دیکھئے جو عملی اور متفقہ ہو۔

☆ ٹیم میں اختلاف رائے رکھنے والوں کے نقطہ نظر کو سمجھئے۔ یوں پروجیکٹ میں شامل افرادِ کار کی مختلف صلاحیتیں اس کام کو بہتر سے بہتر بنانے میں معاون ہوں گی۔

☆ کسی معاملے میں اختلاف زیادہ بڑھ جائے تو اپنی صبر اور ملاپ والی صلاحیت کو ضرور استعمال کیجیے۔ آپ کی یہ خوبی معاملات کو بہ حُسن وخوبی حل کرنے میں بہت مددگار رہو گی۔

☆ ایسی ٹیکنیکس سیکھئے جن سے اختلافِ رائے اور تصادم کو ختم کرنے (Conflict resolution) میں مدد ملتی ہو۔

☆ ایسے کیریر جس میں بہت زیادہ بحث ومباحثہ کرنا پڑے یا مختلف لوگوں سے الجھنا ہو، آپ کیلئے قطعاً غیر مناسب ہے۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: ایونٹ مینیجر، ٹیکس ایکسپرٹ، فنانشل، اسپورٹس کوچ و مینیجر، پروجیکٹ مینیجر۔

نت نئے آئیڈیا والی شخصیت

یہ شخصیت Ideation کہلاتی ہے۔ اس شخصیت کے حامل افراد کو نئے نئے خیالات اور آئیڈیاز میں بہت مزہ آتا ہے۔ آئیڈیا کیا ہے؟ آئیڈیا ایک خیال ہوتا ہے جو کسی واقعہ یا معاملہ کی بہترین وضاحت کرتا ہے۔ ان لوگوں کو اس وقت بہت لطف آتا ہے جب وہ کسی پیچیدہ شے کے نیچے چھپے سادہ تصور کو جانچ لیتے ہیں۔ انھیں اس سادہ تصور سے پتا چلتا ہے کہ یہ پیچیدگی کیوں ہے؟

آئیڈیا کی مدد سے مبہم مسائل کو حل کرنے میں مدد ملتی ہے، کیوں کہ آئیڈیا کسی مسئلے کے چند نئے پہلو کھوجنے میں مدد کرتا ہے۔ آئیڈیا نہ ہو تو نئے پہلو سامنے نہیں آسکتے۔ آئیڈیا کچھ نیا تخلیق کرنے پر بھی اکساتا ہے جو اس شخصیت کیلئے نیا چیلنج بھی بنتا ہے۔

نت نئے آئیڈیاز پر کام کرنے والی شخصیت رکھنے والے افراد عام سی دنیا کو کئی روپ میں دیکھنے اور سمجھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ مسائل کو الگ ہی انداز سے حل کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ اس میں انھیں بہت لطف ملتا ہے۔ ان کی اس خوبی کی وجہ سے لوگ، خاص کر ادارے انھیں بہت اہمیت دیتے ہیں۔

یہ شخصیت رکھنے والے افراد آئیڈیاز پر بہت غور کرتے ہیں، کیوں کہ ان کے خیال میں کوئی بھی آئیڈیا فضول نہیں ہوتا۔ ہر منفرد خیال پر اگر غور اور کام کیا جائے تو بہت کچھ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ لوگ نئے خیالات سے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ گویا، ان کے جسم میں کرنٹ سا دوڑ جاتا ہے اور انھیں اس سے نئی توانائی ملتی ہے۔

بعض لوگ ideation شخصیت رکھنے والوں کو ان کی اس خوبی کی وجہ سے بلا کا ذہین اور دُور اندیش سمجھتے ہیں۔ تاہم، اس شخصیت کے حامل افراد کیلئے یہ کوئی خاص بات نہیں، عام سی بات ہے۔

نئے آئیڈیاز والی شخصیت کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Ideation شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسے کیریر کا انتخاب کیجیے جس میں آپ کو نئے آئیڈیاز پر کام کرنے کا موقع ملے۔

☆ آپ بہت جلد بیزار ہو جاتے ہیں، اس لیے اپنی زندگی میں چھوٹی چھوٹی تبدیلیاں اکثر کرتے رہا کیجیے۔ یوں، آپ متحرک رہیں گے۔

☆ خود کو مزید بہتر بنانے کیلئے نئے خیالات پر ہمیشہ غور کرتے رہیے۔ اس سے آپ کی فطری صلاحیت کو جلا ملے گی اور آپ کی کارکردگی میں اضافہ ہوگا۔

☆ روزانہ کچھ وقت مطالعہ کیلئے رکھیے۔ مطالعہ سے نہ صرف معلومات میں اضافہ ہوتا ہے، بلکہ دوسروں کے خیالات و تجربات سے بھی واقفیت ہوتی ہے۔ یوں، آپ کے خیالات میں وسعت آئے گی۔

☆ اپنے خیالات کو اپنے ساتھیوں سے ذکر کیجیے۔ اس سے آپ کے خیالات میں بہتری آئے گی اور جہاں کہیں جھول ہوگا، وہ ختم کرنا آسان ہوگا۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: مارکیٹنگ، جرنلزم، ڈیزائن یا پروڈکٹ ڈیولپمنٹ، ایڈورٹائزنگ، پلانر۔

سب کو ساتھ رکھنے والے افراد

یہ شخصیت Includer کہلاتی ہے۔ یہ لوگ اپنی زندگی میں زیادہ سے زیادہ افراد کو شامل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کا حلقہ اثر ممکنہ حد تک وسیع ہو۔ یہ افراد زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنے گروپ میں شامل کرنا چاہتے ہیں تاکہ انھیں لگے کہ وہ اُن کے ساتھ ہیں۔ اس شخصیت کو ایسے لوگ بالکل پسند نہیں آتے جو معمولی باتوں پر دوسروں کو اپنے گروپ سے الگ کر دیتے ہیں۔ اس کے برخلاف، Includer شخصیت والے افراد اپنا گروپ وسیع سے وسیع تر کرنا چاہتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں سے استفادہ کیا جا سکے۔

اس شخصیت کے افراد جبلی طور پر ہر ایک کو قبول کرنے والے اور اپنے ساتھ شامل کرنے والے ہوتے ہیں۔ انھیں کسی فرد کے مذہب، نسل، زبان، قومیت یا شخصیت سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ وہ بس اسے اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ شخصیت دوسروں کو اپنے ساتھ اس لیے بھی کھڑا کرنا چاہتی ہے کہ اسے دوسروں کے ساتھ رہ کر توانائی ملتی ہے۔

ان افراد کی سب سے بڑی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ کسی کے بارے میں کوئی اندازہ قائم نہیں کرتے، یعنی Judgemental نہیں ہوتے، کیوں کہ ان کے خیال میں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ انسان جب کسی کے بارے میں اندازے لگانا شروع کرتا ہے تو اس سے دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے اور تعلقات میں دراڑ پڑنے کی سب سے بڑی وجہ بھی ہے۔

تاہم یہ لوگ ہر ایک کو قبول تو کرتے ہیں، مگر ضروری نہیں کہ سب سے متفق بھی ہوں۔ یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ ان افراد کے نزدیک سب برابر ہیں اور سب اپنی جگہ اہم ہیں۔ چنانچہ کسی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہر ایک کو اس کے مطابق اس کا حق دینا ضروری ہے۔

سب کو ساتھ رکھنے والی شخصیت کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Includer شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسے کیریر کا انتخاب کیجیے جہاں آپ کو مسلسل بہت سے لوگوں سے ملنے کا موقع ملے۔ انھیں محسوس کرائیے کہ آپ کیلئے وہ بہت اہم ہیں۔

☆ ایسا کیریر خاص کر آپ کیلئے بہت مفید رہے گا جس میں آپ کو محتاجوں اور بے زبانوں کی ترجمانی کا موقع ملے۔

☆ جس ادارہ میں مختلف ثقافتوں والے افراد کام کرتے ہوں، وہاں آپ کی یہ صلاحیت بہت کام آ سکتی ہے۔۔۔ خاص طور پر، اختلاف رائے یا تصادم کے موقع پر۔

☆ نئے ملازمین کو کمپنی کے ماحول اور افراد سے رُوشناس کرانے میں آپ بہت اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: مہمانوں کا استقبال کرنے والا عملہ، نوجوانوں کا رضا کار، اوکیوپیشنل تھیراپسٹ، سوشل ورکر، رفاہی یا خیراتی ادارہ میں خدمات، انشورنس ایجنٹ، ریسپشنسٹ، کسٹمر سروس۔

انفرادی سطح پر جاننے والے افراد

یہ شخصیت Individualization کہلاتی ہے۔ ایسے افراد ہر فرد کو اس کی منفرد خصوصیات سے جانچتے ہیں اور اس میں خوب مہارت رکھتے ہیں۔ اس شخصیت کے حامل افراد اپنے ارد گرد لوگوں کو عمومی طور پر جاننے یا اُن کی شخصیت کی بنیاد پر جانچنے میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح لوگوں کی مبہم شخصیت سامنے آتی ہے۔ اس دھندلی تصویر کے باعث لوگوں کے بارے میں غلط رائے قائم ہو سکتی ہے جو خطرناک ہے۔ اس کی بجائے یہ افراد مختلف لوگوں کے درمیان فرق پر فوکس کرتے ہیں۔

جبلی طور پر، یہ شخصیت ہر فرد کے اسٹائل، موٹیویشن، سوچ کے انداز کا مشاہدہ کرتی ہے۔ اس سے ہر فرد کے بارے میں الگ الگ کہانیوں کا پتا چلتا ہے۔ Individualizaion شخصیت والے اپنی اس خاص صلاحیت کی بنا پر لوگوں کو کہیں گہرائی اور تفصیل میں جاننے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ چونکہ لوگوں کو بہتر سطح پر جانتے ہیں، اس لیے ان کیلئے درست لوگوں سے دوستی کرنا بھی آسان ہوتا ہے۔ یہ لوگ جانتے ہیں کہ کس کو مجمع میں تعریف پسند ہے، اور کون اسے برا سمجھتا ہے۔ یہ لوگ اگر تدریس اور تربیت سے وابستہ ہو جائیں تو کہیں بہتر استاد اور مربی ثابت ہوتے ہیں۔

اس شخصیت والے افراد اپنے ارد گرد موجود لوگوں کو فرداً فرداً سمجھنے کیلئے بے تاب رہتے ہیں۔ ان لوگوں میں ٹیم بنانے کی بہترین مہارت ہوتی ہے اور وہ ہر فرد سے اس کی شخصیت کے مطابق کام لینے کا ہنر بھی جانتے ہیں۔

انفرادی سطح پر جاننے والوں کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Individualization شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ اپنی فیلڈ میں بہترین بن جایئے اور مسلسل یہ جانچتے رہیے کہ آپ اس شعبے میں مزید بہتر کیوں کر ہو سکتے ہیں۔

☆ اپنے دوستوں اور فلیق کو دیکھئے کہ وہ اپنے کام کو بہترین بنانے کیلئے کیا کرتے ہیں۔

☆ اپنے ساتھیوں کی انفرادی خصوصیات کو بہترین بنانے میں ان کی مدد کیجیے۔ اگر انھیں کہیں آپ کی ضرورت پڑے تو خوشی خوشی اُن کی رہنمائی کیجیے۔

☆ کامیاب لوگوں کا مطالعہ کیجیے اور دیکھئے کہ انھیں کن چیزوں نے اتنا منفرد بنایا۔

☆ مختلف لوگ مختلف انداز سے تحریک پاتے ہیں۔ آپ دوسروں کو یہ بتا سکتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے اور کیوں کر ہر فرد کو اس کی شخصیت کے اعتبار سے تحریک دینا زیادہ موثر ہوتا ہے۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: کاؤنسلر، سپروائزر، استاد، مصنف، سیلز، کارپوریٹ ٹرینر۔

معلومات لینے والی شخصیت

یہ شخصیت Input کہلاتی ہے۔ یہ لوگ تجسس پسند ہوتے ہیں۔ یہ معلومات (الفاظ، حقائق، کتابیں، اقوال وغیرہ) جمع کرتے ہیں یا پھر ٹھوس چیزیں (ٹکٹ، تتلیاں، کارڈز، کھلونے، تصاویر وغیرہ)۔ دراصل، ان افراد کو ان چیزوں سے بہت زیادہ دلچسپی ہوتی ہے۔

اس شخصیت کے حامل افراد دنیا کے تنوع اور پیچیدگی کو بڑی دلچسپی سے دیکھتے ہیں۔ ان کے مطالعے کا مقصد اپنی بہتری نہیں ہوتا، بلکہ وہ زیادہ سے زیادہ معلومات جمع کرنا چاہتے ہیں۔ حتیٰ کہ کسی مقام کا سفر کرتے ہیں تو وہاں بھی سیر سپاٹا مقصود نہیں ہوتا، بلکہ اس علاقے کے بارے میں نت نئی معلومات اکٹھی کرنا چاہتے ہیں۔ ان معلومات کو اپنے ذہن میں ذخیرہ کرنے کا مقصد نیلام گھر سے انعام جیتنا نہیں ہوتا، بس ایک نشہ ہوتا ہے کہ مزید معلومات۔۔۔ پھر اس سے زیادہ معلومات حاصل کی جائیں۔ تاہم، یہ معلومات زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر، کبھی نہ کبھی کام آہی جاتی ہیں۔

معلومات کے پیچھے دوڑنا ان کی مجبوری ہوتی ہے۔ یہی چیز انھیں توانا اور چوکس رکھتی ہے۔ انھیں یقین ہوتا ہے کہ اگرچہ وہ ابھی کسی مقصد کے بغیر یہ سب معلومات حاصل کر رہے ہیں، لیکن کسی نہ کسی دن یہ معلومات کام آہی جائیں گی۔

معلومات میں دلچسپی رکھنے والوں کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Input شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہوسکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسے کیریر کا انتخاب کیجیے جہاں آپ کو روزانہ نئی معلومات ملتی رہیں۔

☆ ہر موضوع پر معلومات جمع کرنا آپ کیلئے فائدہ مند نہیں ہوگا۔ اپنی مہارت کا ایک خاص موضوع منتخب کیجیے اور پھر اسی کے مطابق اپنا مطالعہ جاری رکھیے۔ آپ کے پاس اس موضوع پر معلومات کا یہ ذخیرہ آپ کو دوسروں میں نمایاں مقام دے گا۔

☆ دن کا کچھ حصہ کتابوں کے مطالعے اور تحقیق کیلئے ضرور رکھیے تاکہ آپ کے ذہن کو جلا ملتی رہے۔

☆ اپنی دلچسپی کے موضوع پر ذخیرۂ الفاظ بھی بڑھاتے رہیے۔ یوں، لوگ آپ کی مہارت کے جلد قائل ہوں گے۔

☆ ہفتے دس دن میں لغات، انسائیکلو پیڈیا اور دیگر معلومات افزا کتب ضرور پڑھیے۔

☆ یہ حقیقت تسلیم کیجیے کہ آپ کی علم کے حصول کی پیاس کبھی بجھنے والی نہیں۔ اور یہی آپ کی خوبی اور انفرادیت ہے۔

☆ ایسے مواقع تلاش کیجیے جہاں آپ اپنی حاصل کردہ معلومات دوسروں تک پہنچا سکیں۔ آپ کو اس سے تحریک ملے گی اور مزید پڑھنے اور معلومات حاصل کرنے کا شوق بیدار ہوگا۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: جرنلزم، تدریس، تربیت، تحقیق، سائنس داں، لائبریرین۔

سوچنے والی شخصیت

یہ شخصیت Intellection کہلاتی ہے۔ یہ لوگ ذہنی سرگرمی چاہتے ہیں۔ یوں، اُن کے دماغی عضلات کو تقویت ملتی ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ سوچنا چاہتے ہیں تاکہ اُن کے دماغی عضلات قوی ہوتے رہیں۔ اس کیلئے انھیں فوکس کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ لوگ ہر وقت کچھ نہ کچھ سوچ رہے ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، وہ کسی مسئلہ کو حل کر رہے ہوں گے یا کوئی آئیڈیا بہتر بنا رہے ہوں گے یا کسی فرد کے احساسات کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔ تاہم، بہتر فوکس کیلئے صرف سوچنے کی صلاحیت کافی نہیں ہوتی، انھیں اپنی دیگر مہارتوں کو بھی بہتر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس کے برعکس، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سوچنے کی صلاحیت کی وجہ سے ان کی فوکس کی مہارت کم ہوجائے۔ یہ لوگ سوچنا چاہتے ہیں، قطع نظر اس سے کہ بات کتنی اہم ہے یا غیر اہم۔ چونکہ انھیں کسی معاملے کی اہمیت کا ادراک بہت زیادہ نہیں ہوتا تو بعض اوقات وہ کسی غیر اہم شے کو سوچنا شروع کر دیتے ہیں اور اہم تر معاملہ پر فوکس نہیں کر پاتے۔

Intellection شخصیت والوں کو سوچنے میں بہت مزہ آتا ہے۔ یہ لوگ خود بیں (Introspective) ہوتے ہیں، لہٰذا اپنے بہترین ساتھی ثابت ہوتے ہیں۔ یہ لوگ سوچنے کے دوران اپنے سے سوال بھی کرتے رہتے ہیں اور خود کلامی ان کی شخصیت کا لازمی جز بن جاتی ہے۔ اس وجہ سے انھیں بے اطمینانی بھی ہوسکتی ہے، کیوں کہ اُن کے سوچنے سے جب نئے نئے خیالات آتے ہیں تو یہ خیالات کئی بار اُن کے موجودہ کام سے ٹکراتے ہیں۔ ایسے میں یہ افراد پریشان ہوسکتے ہیں کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں، کیا یہ درست ہے یا کیا اسے چھوڑ دینا چاہیے؟

چونکہ یہ لوگ زیادہ سوچتے ہیں، اس لیے زیادہ حقیقت پسندانہ سوچ رکھتے ہیں۔ البتہ بعض لوگ ان کے زیادہ سوچنے پر غصے میں آسکتے ہیں کہ دوسروں کو کوئی بھی فیصلہ کرنے کی جلدی ہوتی ہے اور یہ لوگ پورے اطمینان سے سوچتے ہیں، پھر کوئی فیصلہ کرتے ہیں۔ اس شخصیت کے حامل افراد ہر چھوٹے بڑے معاملے پر سوچتے ہیں، بلکہ کہنا چاہیے کہ ہر وقت سوچتے رہتے ہیں۔

سوچنے والوں کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Intellection شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہوسکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسے کیریر کا انتخاب آپ کیلئے بہتر ہوگا جہاں آپ فلسفہ، ادب یا نفسیات کے موضوع پر اپنا مطالعہ جاری رکھ سکیں۔
☆ دن کا کچھ وقت سوچنے اور غور فکر کرنے کیلئے ضرور رکھیے۔ یوں آپ توانائی پائیں گے۔
☆ اپنے ساتھ ڈائری رکھیے اور ذہن میں جو آئیڈیاز آئیں، انھیں اس پر لکھتے جائیے۔ انھیں بار بار پڑھنے سے آپ کے دماغ کی چکی کام کرے گی۔
☆ ایسے افراد سے ملئے جو آپ کی دلچسپی کے موضوعات پر گفتگو کرنا چاہیں۔
☆ سوچنے والی شخصیت رکھنے والے دیگر افراد سے میل جول بڑھائیے۔ آپ کو ان کی صحبت سے توانائی اور تحریک ملے گی۔
☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: فلسفی، تدریس، تحقیق، تجزیہ نگار، شاعر۔

سیکھنے والی شخصیت

یہ شخصیت Learner کہلاتی ہے۔ یہ افراد سیکھنے سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ لوگ کس موضوع پر سیکھنا چاہتے ہیں؟ اس کا تعلق ان کے تجربہ اور دیگر ٹیلنٹ سے ہے۔ یہ لوگ اپنی موجودہ مہارت اور تجربہ کو کافی نہیں سمجھتے بلکہ ہمیشہ سیکھنے کے عمل سے گزرنا چاہتے ہیں۔ سیکھنے کا عمل ان لوگوں کیلئے سیکھنے سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

یہ لوگ سیکھنے کے پروسیس پر بہت توجہ کرتے ہیں، کیوں کہ انھیں سیکھنے کے اس سفر کے دوران بہت لطف آتا ہے۔ جیسے جیسے یہ لوگ بڑے ہوتے ہیں، سیکھنے کا جذبہ بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اگر انھیں ایسا ماحول مل جائے جہاں انھیں چھوٹے چھوٹے پروجیکٹس کرنے کو کہا جائے تو یہ نئے مواقع ان کیلئے بہت ہی پُرجوش اور معلومات افزا ہوتے ہیں۔ کام اگر آسان ہے، مگر اس میں سیکھنے کا موقع نہیں ہے تو ان افراد کو اس کام سے اکتاہٹ ہونے لگتی ہے۔

چونکہ یہ لوگ سیکھنے کے شیدائی ہوتے ہیں، اس لیے کوئی نیا کام کہیں تیزی سے سیکھ جاتے ہیں۔ ایسے افراد کی معلومات اور مہارت دوسروں سے بہتر ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ ضروری نہیں کہ وہ جو کام کرتے ہیں، اس میں بھی ان کی مہارت بہترین ہو، کیوں کہ ان کے سیکھنے کا مقصد اپنے کام کو بہتر کرنا نہیں ہوتا، بلکہ وہ تو بس، سیکھنا چاہتے ہیں، خواہ وہ سیکھنا ان کے کام سے میل کھاتا ہو یا نہ کھاتا ہو۔ اس وجہ سے یہ افراد عموماً کسی خاص موضوع کے ماہر نہیں ہو پاتے۔

اگر ان کے سامنے کوئی خاص موضوع، کوئی خاص ہدف ہو تو وہ اپنے کام میں کہیں بہتر ہو سکتے ہیں۔ تاہم، اس کے باوجود اُن کی مسلسل سیکھتے رہنے کی جستجو انھیں دوسروں سے تو نمایاں ضرور کر دیتی ہے۔

سیکھنے والوں کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Learner شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسا کیریر تلاش کیجیے جس میں تیکنیکی مہارت کی ضرورت ہو۔ ایسے لوگ اپنے سیکھنے والے مزاج کے باعث بہت جلد جاب تلاش کر لیتے ہیں۔

☆ نئے زبانیں یا مہارتیں تیزی سے سیکھنے کا جہاں موقع ملے، اس شعبے کو ترجیح دیجیے۔

☆ غور کیجیے کہ آپ کیسے سیکھتے ہیں۔۔۔ پڑھ کر، خاموش غور و فکر سے یا گفت و شنید سے۔ جو بھی انداز ہے، اپنے سیکھنے کے انداز کو مزید بہتر کیجیے۔

☆ سیکھنے کے اہداف مقرر کیجیے۔ اس سے آپ کی سیکھنے کی رفتار تیز ہوگی اور آپ فوکس بھی رہیں گے۔

☆ نئے کورسز کی تلاش میں رہیے۔ اپنی دلچسپی اور ضرورت کے موضوع پر نئے کورسز کرتے رہنے سے آپ کی مہارت بڑھتی رہے گی۔

☆ جو لوگ اپنی جاب پر کچھ نیا سیکھتے ہوئے گھبراتے ہیں، انھیں تحریک دیجیے کہ ان کے کچھ نیا سیکھنے سے انھیں کیا کیا فوائد ہو سکتے ہیں۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: تدریس، قانونی مشیر، نیوز ایڈیٹر، صحافی، رضا کار۔

بہترین کی کوشش کرنے والی شخصیت

یہ شخصیت Maximizer کہلاتی ہے۔ یہ لوگ ہر کام اس کے بہترین معیار پر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ احسان (Excellence) سے کم پر راضی نہیں ہوتے۔ اوسط یا اوسط سے کم کچھ کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ کسی بہتر شے کو بہترین شے میں تبدیل کرنا اُن کیلئے بہت ہی جوشیلا عمل ہے۔

اگر اُن سے گزارے کا کام کرنے کو کہا جائے تو وہ ایسا نہیں کر پائیں گے۔ وہ اپنا کام کریں یا کسی اور کا، وہ کاموں کو ان کے اعلیٰ ترین معیار پر ہی کرنا چاہتے ہیں۔ ان کیلئے کسی کام کو آخری معیار تک لے جانا، بہت ہی جوشیلا مرحلہ ہوتا ہے۔ جیسے ایک غوطہ خور سمندر کی گہرائی میں جا کر موتی تلاش کرتا ہے، اسی طرح اس شخصیت والے لوگوں کی گفتگو کو جانچ کر اُن کی صلاحیتوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جب ان افراد کو اپنی کسی صلاحیت کا پتا چلتا ہے تو وہ اس کی آب یاری کرتے ہیں، اسے بہتر سے بہترین بناتے ہیں اور اسے احسان تک لے جانا چاہتے ہیں۔

یہ افراد دوسروں کے اندر موجود صلاحیتوں کو بھی خوب جانچتے اور انھیں ہیروں کی طرح تراشتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ دوسرے بھی اپنی صلاحیتوں کا بہترین استعمال کریں تا کہ وہ بھی زندگی میں بہترین نتائج دے سکیں۔ اس وجہ سے لوگ انھیں بہت پسند کرتے ہیں اور خاص کر جو لوگ اپنی نمو چاہتے ہیں، ان کے قریب رہنا چاہتے ہیں۔

یہ افراد انسانوں کو خوب کشش کرتے ہیں۔ یہ شخصیت رکھنے والے اپنی کمزوریوں پر زندگی گزارنا نہیں چاہتے۔ اس کی بجائے وہ اپنی خدا داد خوبیوں کو سنوارتے ہوئے زندگی کو بہتر سے بہترین بناتے ہیں۔ وہ اس پر اللہ کے شکر گزار بھی ہوتے ہیں۔ جب اُن کی کارکردگی بڑھتی ہے تو انھیں بہت لطف آتا ہے۔

بہترین کی کوشش کرنے والوں کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Maximizer شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسا کام تلاش کیجیے جس میں دوسروں کو کامیاب کرنے میں مدد کا موقع مل سکے۔
☆ کارکردگی کو جانچنے اور ناپنے کے پیمانے مقرر کیجیے۔ یوں، آپ کو اپنی اور دوسروں کی کارکردگی جانچنے میں مدد ملے گی۔
☆ اپنی صلاحیتوں پر فوکس کیجیے۔ نئی معلومات حاصل کرتے رہیے اور اپنی مہارتوں کی مشق جاری رکھیے۔
☆ اہداف طے کیجیے۔ اپنی صلاحیتوں کو اپنے دفتری ساتھیوں، معاشرہ اور اہل خانہ کی بہتری اور نمو کیلئے استعمال کرنے کے طریقے سوچیے۔
☆ کامیابی کے لٹریچر کا مطالعہ کیجیے۔ جو لوگ پہلے سے اپنی صلاحیتوں کو دریافت کر کے بہتر کر چکے ہیں، ان کی زندگیوں کا مشاہدہ کیجیے۔
☆ اپنی کمزوریوں پر قابو پایئے۔ ایسے احباب تلاش کیجیے جو آپ کی کمزوریوں کو دور کرنے میں آپ کی رہنمائی کر سکیں۔
☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: کوچ، مینٹور، مینیجر، استاد، کھلاڑی۔

مثبت پہلوؤں پر نظر

یہ شخصیت Positivity کہلاتی ہے۔ اس شخصیت کے حامل افراد تعریف کے معاملے میں بہت سخی ہوتے ہیں، جلد مسکراتے ہیں اور ہمیشہ ہر صورت حال میں مثبت پہلو دیکھتے ہیں۔ بعض لوگ انھیں ''بے فکرا'' سمجھتے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ گلاس کا بھرا ہوا حصہ دیکھتے ہیں۔ انھیں کچھ ہی کہا جائے، یہ ان باتوں کی پروا نہیں کرتے بلکہ انسانوں کے قریب رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس شخصیت والوں کو دنیا بہت بہتر اور روشن دکھائی دیتی ہے اور چونکہ ان کا یہ مزاج متعدی ہے، اس لیے ان کے گرد جو لوگ ہوتے ہیں، وہ بھی انھی کی طرح سوچنا شروع کر دیتے ہیں، یعنی دوسرے لوگ بھی ان سے امید اور مثبت زاویہ نظر لیتے ہیں۔ اس شخصیت کی خوبی یہ بھی ہے کہ یہ بہت تیزی سے لوگوں کو متاثر کرتی ہے۔

اکثر زندگی کے حالات یا توانائی کی کمی کے باعث لوگوں کو اپنی دنیا بوجھل اور تاریک لگنے لگتی ہے اور وہ مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مثبت شخصیت رکھنے والے ان سے ملیں تو ان کی روح کو تازگی فراہم کرتے ہیں جن سے یہ لوگ دوبارہ گویا کہ زندہ ہو جاتے ہیں۔ ان سے مل کر لگتا ہے کہ دنیا میں ابھی زندہ رہنے کے کئی مواقع موجود ہیں۔

یہ افراد ہر شے کو زیادہ پُرجوش اور زیادہ حیات آور بنانے کا طریقہ جانتے ہیں۔ بعض لوگ ان کی توانائی اور زندہ دلی پر اعتراض بھی کرتے ہیں، مگر یہ لوگ ان باتوں سے پریشان ہوتے ہیں اور نہ اپنا رویہ بدلتے ہیں۔ Positivity شخصیت کا مزاج انھیں کسی کل بیٹھنے نہیں دیتا۔ چنانچہ حالات مشکل ہوں یا آسان، یہ افراد اپنے مزاج کے مطابق کام کرتے رہتے ہیں اور ہر دَم پورے جوش اور ولولے سے زندگی کے کاموں میں مصروف ہوتے ہیں۔

مثبت پہلوؤں پر نظر رکھنے والوں کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Positivity شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسا کام تلاش کیجیے جہاں آپ کو اپنی مثبت شخصیت کے اظہار کا زیادہ سے زیادہ موقع ملے۔ اپنے دفتر یا سوسائٹی میں آپ کے گرد جو لوگ موجود ہیں، انھیں اپنے مزاج کی مدد سے تحریک دیجیے اور جو لوگ مایوسی یا ناتوانی کا شکار ہوں، انھیں جوش دلایئے۔ آپ یہ کام انھیں ان کے معاملات کے مثبت پہلو دکھا کر بہ خوبی کر سکتے ہیں۔

☆ ایسے افراد کی تلاش میں رہیے جو مسلسل مثبت اور تعمیری نتائج حاصل کر رہے ہیں۔ ان سے آپ کو تحریک ملے گی۔

☆ آپ کی گفتگو میں آپ کی مثبت شخصیت جھلکنی چاہیے۔ آپ کے پاس مثبت اور تحریک انگیز کہانیوں، تاریخی واقعات اور لطیفوں وغیرہ کا ذخیرہ ہونا چاہیے۔

☆ اپنے ساتھیوں کی کامیابیوں کی تعریف کیجیے اور مزید آگے بڑھنے کی ترغیب دیجیے۔

☆ اگر آپ طالبعلم ہیں تو آپ اپنی کلاس میں اپنے ہم جماعتوں کو جو اچھا نہیں پڑھتے یا کسی گھریلو مسئلہ کی وجہ سے پریشان ہیں، مایوسی سے نکالنے اور کچھ بڑا کرنے کی ترغیب دینے کے طریقے سوچیے۔ اپنے دوستوں کو جو منفی پہلو پر فوکس کیے ہوئے ہیں، انھیں زندگی کے مثبت پہلو پر فوکس کرایئے۔ آپ یہ کام بہت خوب کر سکتے ہیں۔

☆ منفی سوچ والوں سے دور رہیے۔ نیوز چینل آپ کی مثبت شخصیت کو متاثر کر سکتے ہیں۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: تدریس، مارکیٹنگ، سیلز، کاروبار، مینیجر، لیڈرشپ، کوچ۔

محتاط تعلقات رکھنے والے افراد

یہ شخصیت Relator کہلاتی ہے۔ یہ شخصیت ان افراد کے اس رویہ کو ظاہر کرتی ہے جو وہ دوسروں سے تعلقات رکھنے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ نئے افراد سے تعلقات بنانے میں خاصی حد تک گریز کرتے ہیں تو انھی کو ترجیح دیتے ہیں جنھیں وہ پہلے سے جانتے ہیں۔ تاہم، اس کا مطلب قطعاً یہ نہیں کہ وہ نئے افراد سے ملتے ہی نہیں، بلکہ اس معاملے میں بہت گرم جوش نہیں ہوتے، احتیاط برتتے ہیں۔

یہ افراد نئے لوگوں کے مقابلے میں پرانے دوستوں سے گھلنا ملنا اور گپ شپ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ شخصیت بے تکلفانہ ماحول میں پُرسکون رہتی ہے۔ اس کے علاوہ جب ایک تعلق بن جاتا ہے اور وہ کسی حد تک پرانا بھی ہو جاتا ہے تو خود ہی اسے گہرا کرنے کیلئے بے تاب رہتے ہیں۔

یہ افراد اپنے تعلق داروں سے محض ظاہری تعلق نہیں رکھتے، بلکہ اُن کے احساسات، اہداف، خوف اور خواب بھی سمجھنا چاہتے ہیں۔ اس کے بدلے وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ انھیں سمجھا جائے۔

یہ افراد اپنے تعلق داروں کو اپنے قربت سے فائدہ دینا چاہتے ہیں۔ ان کے نزدیک اسی تعلق یا رشتے کی اہمیت ہے جو خلوص پر مبنی ہو۔ اور اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ایک دوسرے پر بھروسا کیا جائے۔ شک کی بنیاد پر کوئی رشتہ پنپ نہیں سکتا۔ یہ افراد چاہتے ہیں کہ ایک دوسرے پر بھروسا کیا جائے۔ اس کا عملی طریقہ یہ ہے کہ اپنی چیزیں ایک دوسرے سے شیئر کی جائیں اور تحفے تحائف کا تبادلہ کیا جائے۔ اس طرح، قربت اور بھروسا بڑھتے ہیں اور خلوص میں اضافہ ہوتا ہے۔

یہ افراد اپنے عام سے تعلق کو حقیقی دوستی میں تبدیل کرنا خوب جانتے ہیں۔

محتاط تعلقات والوں کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Relator شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ کام کا ایسا ماحول تلاش کیجیے جہاں کارپوریٹ کلچر میں دوستوں سے تعلقات نباہنے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہو۔

☆ نئے تعلقات بنانے کی مشق کیجیے۔ یہ کام آپ کیلئے مشکل ہوگا، لیکن مشق سے بہتری آئے گی۔

☆ جن لوگوں سے ملیں، ان سے زیادہ سے زیادہ سیکھیں۔

☆ دوسروں کو پتا چلنا چاہیے کہ آپ ان کی جاب یا عہدے سے زیادہ ان کے کردار اور شخصیت میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہ آپ کا وہ بہترین ٹیلنٹ ہے جو آپ کو ایک غیر معمولی فرد کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے لاتا ہے۔

☆ اپنی فیملی اور دوستوں کے ساتھ وقت گزاریے۔ اپنی relator شخصیت کو قوی کرنے کیلئے آپ کو اپنے قیمتی لمحات اپنے قریبی اور محبت کرنے والے افراد کے ساتھ گزارنے کی ضرورت ہے۔ اپنی مصروفیات ایسے ترتیب دیجیے کہ آپ کو زیادہ سے زیادہ وقت ان لوگوں کے ساتھ گزارنے کا موقع ملے جو آپ کی خوشی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: ہسپتال میں خدمت، کوچ، کاؤنسلر، اسکول ایڈمنسٹریٹر، ہیومن ریسورس ڈائریکٹر۔

ذمے داری والی شخصیت

یہ شخصیت Responsibility کہلاتی ہے۔ اس شخصیت والے افراد کاموں پر نفسیاتی برتری حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کام چھوٹا ہو یا بڑا، جب تک وہ مکمل نہ کرلیں، خود کو پابند اور قید محسوس کرتے ہیں۔ یہ ذمے داری کا احساس ہے جو انھیں اس پر مجبور کرتا ہے، لیکن بعض اوقات یہی احساس اگر بڑھ جائے تو طبیعت پر غیر ضروری بوجھ پڑنا شروع ہوجاتا ہے۔ تاہم، اسی احساسِ ذمہ داری کی وجہ سے لوگ انھیں جانتے ہیں۔

اگر اس فرد سے کوئی کام نہ ہوسکے تو وہ کوئی تاویل یا معذرت پیش نہیں کرتا، کیوں کہ اس کے نزدیک کام ہونا چاہیے۔ لہٰذا، وہ ایسا آدمی تلاش کرنا شروع کردیتے ہیں جو یہ کام کرسکے۔ یہ افراد کوئی عذر یا دلیل پسند نہیں کرتے۔ بلکہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے جب تک مکمل تلافی نہ ہوجائے۔ اسی مزاج کے باعث جب کسی اہم پروجیکٹ کی بات آئے گی تو انھی افراد کو وہ کام سونپنے کی رائے دی جائے گی۔ کاموں کی تکمیل کے حوالے سے اس شخصیت پر سب کو اعتماد اور اطمینان ہوتا ہے۔

اس شخصیت والے افراد اپنے پاس مدد کیلئے آنے والوں کی مدد فوری کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے اپنے حلقۂ احباب میں یہ لوگ بہت مقبول ہوتے ہیں۔ اپنے اس مزاج کی وجہ سے بہت سے کام رضاکارانہ طور پر بھی کرنے کو ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اکثر یہ لوگ اپنی ہمت اور مہارت سے زیادہ ہی کرجاتے ہیں۔

ذمے داری والوں کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Responsibility شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہوسکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسے کام یا ادارہ کا انتخاب کیجیے جہاں آپ کو خود ہی کام کرنا ہو اور آپ کسی کے جواب دہ نہ ہوں۔۔۔ اگر ہوں تو ایک فرد کو۔

☆ انٹرویو کے دوران اپنی اس خوبی کے بارے میں بتائیے کہ آپ کسی پروجیکٹ کی ناکامی یا کامیابی کی ذمے داری بلاتکلف، بلا پس و پیش قبول کرنے کی جرات رکھتے ہیں۔

☆ رضاکارانہ خدمات کیجیے اور مشکل کاموں کا چیلنج قبول کیجیے۔

☆ کمپنی میں ایسے ساتھی چنیں جن میں احساسِ ذمہ داری پایا جاتا ہو۔

☆ اپنے مینیجر کو بتائیے کہ آپ کسی کی نگرانی کے بغیر بہ خوبی کام کرسکتے ہیں اور آپ کو کسی پوچھ گچھ کی ضرورت نہیں۔

☆ آپ کیلئے کسی کام سے معذرت کرنا مشکل ہوتا ہے، اس لیے کاموں کا بوجھ بڑھ سکتا ہے۔ لہٰذا، ہر کام کو اپنے سر لینے کی بجائے خوش اخلاقی کے ساتھ ''منع'' کرنا سیکھیے۔ ''نہ'' کرنا مشکل کام ہے، لیکن اس کی آپ کو بہت ضرورت ہے۔

☆ ایسے افراد میں فوکس کی کمی ہوتی ہے، لہٰذا کام کرتے ہوئے اس مہارت پر بھی کام کیجیے۔ یوں، آپ بہتر نتائج حاصل کرنے کے قابل ہوں گے۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: قانونی مشیر، لائبریرین، پولیس افسر، ڈائریکٹر، ڈاکٹر۔

حل پسند شخصیت

یہ شخصیت Restorative کہلاتی ہے۔ یہ افراد مسائل کو حل کرنا بہت پسند کرتے ہیں۔ عموماً لوگوں کے سامنے جب کوئی رکاوٹ آتی ہے تو وہ خوف زدہ ہوجاتے ہیں، لیکن یہ شخصیت رکھنے والے ایسی کسی بھی حالت میں پُرجوش ہوتے ہیں۔ انھیں علامات کا تجزیہ کرنے، غلطی کی نشان دہی کرنے اور حل تلاش کرنے میں بہت مزہ آتا ہے۔ وہ ہر قسم کے مسائل کا سامنا کرنے اور انھیں حل کرنے کیلئے بے تاب رہتے ہیں۔ جب وہ مسائل کو حل کرتے ہیں تو انھیں لگتا ہے کہ وہ آگے بڑھے ہیں۔

یہ افراد اپنی دیگر مہارتوں اور تجربوں کا استعمال کرتے ہوئے اپنے لیے ترجیحات کا تعین کرتے ہیں۔ یہ افراد اپنے حل پسند مزاج کے ذریعے دنیا کو ایک بہتر جگہ بنانے کی خواہش رکھتے ہیں اور اس کوشش میں انھیں بہت سرور آتا ہے۔ کسی شخص کی کوئی کمزوری دور کرنے میں انھیں بڑا مزہ آتا ہے اور جب وہ اپنی کمزوری کو دور کرڈالتا ہے تو انھیں بھی توانائی ملتی ہے۔ انھیں یہ لگتا ہے کہ وہ اس دنیا اور اس دنیا میں رہنے والے انسانوں کیلئے کچھ کرنے کے قابل ہیں۔ یہ احساس ان کیلئے بہت ہی دل کش ہوتا ہے۔ جبلی طور پر، انھیں لگتا ہے کہ اگر انھوں نے کسی معاملہ میں مداخلت نہ کی تو۔۔۔ یہ شے، یہ مشین، یہ ٹیکنیک، یہ فرد، یہ کمپنی۔۔۔ ختم ہوسکتی ہے۔ لہٰذا، بعض اوقات ان افراد کی مداخلت ضرورت سے زیادہ ہوسکتی ہے اور کمپنی ڈسپلن کے خلاف جاسکتی ہے۔ اگر انھیں کسی کام میں شامل کیا جائے اور ان کی خدمات سے استفادہ کیا جائے تو انھیں بہت خوشی ہوتی ہے اور ان کا خون بڑھ جاتا ہے۔

حل پسند شخصیت والوں کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Restorative شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہوسکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسا کیریر منتخب کیجیے جس میں آپ کو مسائل کے حل کا خوب موقع ملے۔

☆ ایک ادارہ میں ایک ہی قسم کے مسائل حل کرتے ہوئے یکساں عوامل کو نظر میں رکھیے۔ اس سے آپ کی یہ صلاحیت نمو پائے گی اور آپ کی کارکردگی کی رفتار بہت تیز ہوجائے گی۔

☆ لوگوں کو یہ بتانے سے گریز نہ کیجیے کہ آپ مسائل کو حل کرنا بہت پسند کرتے ہیں اور کسی کی مدد کیلئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ آپ کی یہ خوبی آپ کو ہر دل عزیز بنا سکتی ہے۔

☆ کتابوں کے مطالعہ، کورسز اور سیمینارز میں شرکت سے اپنی معلومات اور مہارت بڑھایئے۔ یوں، آپ کی اس صلاحیت میں بھی نکھار پیدا ہوگا۔

☆ رضا کارانہ طور پر کسی رفاہی ادارے کو اپنا فالتو وقت دیجیے تا کہ آپ کی اس صلاحیت سے ضرورت مند بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ یہ بہت بڑی نیکی ہوگی۔

☆ دوسروں کے مسائل ہر وقت حل نہ کیجیے۔ انھیں پہلے کوشش کرنے دیجیے۔ یوں، انھیں بھی سیکھنے اور آگے بڑھنے کا موقع ملے گا۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: میڈیکل، کمپیوٹر پروگرامر، کسٹمر سروس، کوچ۔

خود پر یقین رکھنے والے

یہ شخصیت Self-Assurance کہلاتی ہے۔ سیلف ایشورنس یا Self-Assurance ایک طرح سے سیلف کنفیڈنس (Self-Confidence) یعنی خود اعتمادی کی مانند ہے۔ ان افراد کو اِس بات پر اطمینان ہوتا ہے کہ وہ خطرہ لینے، نئے چیلنجز کا سامنا کرنے، نئے فیصلے کرنے اور اپنے کاموں کو پورا کرنے کے قابل ہیں۔ Self assurance کی نعمت کے ساتھ انھیں نہ صرف اپنی قابلیتوں پر اعتماد ہوتا ہے بلکہ اپنے اندازوں پر بھی بھروسا ہوتا ہے۔

یہ شخصیت رکھنے والے دنیا کو بہت ہی مختلف انداز سے دیکھتے ہیں۔ گویا، دنیا کو دیکھنے کا اُن کا زاویہ نظر اکثریت سے منفرد ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اس شخصیت والے جو فیصلے کرتے ہیں، وہ بھی اکثر کی سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں۔ خود اُن افراد کو بھی اپنی ان انفرادیت کا ادراک ہوتا ہے۔ دوسرے لوگ اگرچہ انھیں تجویز تو ضرور دیتے ہیں، لیکن تجزیہ کرنے، فیصلہ کرنے اور عمل کرنے کی صلاحیت صرف انھی کے پاس ہوتی ہے۔ فیصلہ کرنے کی غیر معمولی صلاحیت کی بنا پر یہ افراد مشکل حالات میں بھی بڑے اور درست فیصلے کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔

یہ افراد کسی سے جلد متاثر نہیں ہوتے، خواہ اس کی شخصیت اور رائے کتنی ہی جان دار اور قابل قبول ہو۔ کیوں کہ وہ سب سے پہلے اپنی رائے کے مطابق ہر دوسری رائے کو جانچتے ہیں، پھر تعین کرتے ہیں کہ آیا اس رائے پر عمل کیا جانا چاہیے یا نہیں۔

سیلف ایشورنس والی شخصیت بہت مضبوط شخصیت ہوتی ہے۔ تاہم، اس کی وجہ سے ان پر دباؤ پر بھی بہت ہوتا ہے، لیکن یہی دباؤ انھیں مشکل حالات میں کھڑا ہونے کے قابل بھی کرتا ہے۔ اس کی مثال یوں لیجیے کہ بحری جہاز کے وسطی پیندے پر جہاز کا بیش تر دباؤ ہوتا ہے، مگر یہی دباؤ جہاز کو پانی میں کھڑا رکھتا اور اسے ڈوبنے سے بچاتا ہے۔

خود پر یقین رکھنے والوں کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Self-Assurance شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ آپ کیلئے ایسا کیریر اور ماحول بہتر ہے جہاں آپ پر فیصلے مسلط نہ کیے جائیں، بلکہ آپ کو اپنے کام کے زیادہ تر فیصلے خود کرنے کا اختیار ہو۔ آپ کو یہاں کام کرنے میں لطف آئے گا۔

☆ اپنے خداداد وجدان پر بھروسا کرتے ہوئے لوگوں کو فیصلے کرنے میں معاونت کیجیے۔ لوگ آپ کی خود یقینی پر حیران رہ جائیں گے۔

☆ ہوسکتا ہے، بعض لوگ آپ کو مغرور سمجھیں یا اڑنے والا؛ یہ اُن کا اپنا اندازہ ہے، آپ کو اس سے اپنے مزاج میں تبدیلی کا سوچنے کی ضرورت نہیں۔

☆ لوگوں پر یہ واضح کیجیے کہ آپ دوسروں کی رائے کو بھی سنتے اور اسے احترام دیتے ہیں۔ تاہم، کسی بھی معاملے کو سمجھنے کا آپ کا اپنا ایک انداز ہے جو دوسروں سے جدا ہے۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: مینجمنٹ، قانون، سیلز، ذاتی کاروبار، ڈراما یا فلم ڈائریکٹر/ پروڈیوسر۔

نمایاں اور اہم تر

یہ شخصیت Significance کہلاتی ہے۔ اس شخصیت کے حامل افراد لوگوں کی نظر میں اہم اور نمایاں ہونا چاہتے ہیں۔ بہ الفاظِ دیگر، یہ چاہتے ہیں کہ انھیں جانا جائے، سنا جائے اور چاہا جائے۔ یہ افراد سب سے الگ تھلک اور منفرد لگنا چاہتے ہیں۔ یہ افراد جانتے ہیں کہ ان میں منفرد خصوصیات ہیں اور ان خصوصیات کی وجہ سے اُن کی اپنی الگ شناخت ہے۔ چنانچہ یہ افراد چاہتے ہیں کہ ان کی الگ شناخت نمایاں ہو۔ انھیں مانا اور سراہا جائے۔

اس شخصیت کے حامل افراد کے اندر یہ احساس ہوتا ہے کہ قابل بھروسا، ماہر اور کامیاب انسان کی حیثیت سے ماننا جاننا اُن کی ضرورت ہے۔ وہ ایسے ہی افراد کے ساتھ کام بھی کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ایسے لوگ انھیں اپنے ادارہ میں نہ ملیں تو وہ اپنے ساتھیوں کو ایسا بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر اس کوشش میں وہ کامیاب نہ ہوں تو ان سے دُور ہو جاتے ہیں۔

یہ افراد اپنی جاب کو 9 to 5 Job نہیں سمجھتے، بلکہ اپنی زندگی کا ایک اہم حصہ مانتے ہیں۔ لہٰذا، اپنی مہارتوں کا بہترین اپنے کام میں صرف کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان افراد کی زندگی بڑے اہداف، کامیابیوں اور ترقیوں سے پُر ہوتی ہے۔ انھیں ان چیزوں کا ''ہوکا'' ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ افراد اوسط لوگوں سے کہیں آگے نکل جاتے ہیں۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ غیر معمولی بن جاتے ہیں۔

نمایاں شخصیت والوں کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Significance شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسے کیریر کا انتخاب کیجیے جس میں آپ کو آزادانہ کام کرنے اور اپنی رفتار کا تعین کرنے کا موقع مل سکے۔

☆ اپنی مہارت اور تجربہ کی بنیاد پر ایسے مواقع تلاش کیجیے کہ آپ کو لوگوں سے بات کرنے، مضامین لکھنے اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کا موقع ملے۔ یہ تمام چیزیں آپ کو دوسروں میں نمایاں ہونے کا ذریعہ فراہم کرتی ہیں۔

☆ اپنی بڑی خواہشات کی فہرست بنایئے اور اسے اپنے سامنے رکھیے۔ اگر کبھی مایوسی یا پستی طاری ہو تو اپنی خواہشات کی یہ فہرست دیکھ لینے سے آپ کے اندر دوبارہ ترنگ پیدا ہوگی۔

☆ اپنے خواب اور اہداف اپنی فیملی، اپنے قریبی دوستوں اور ساتھیوں سے ذکر کیجیے۔ یوں، آپ کو تحریک ملے گی۔

☆ آپ کی صلاحیتیں اور مہارتیں ایسے ماحول میں خوب پروان چڑھتی ہیں جہاں خوب لچک اور وسعت ہو۔ جس ادارہ کے قوانین میں تنگی اور سختی ہوگی، آپ کا دَم گھٹنا شروع ہو جائے گا۔ آپ وہاں اپنے جوہر نہیں دکھا سکیں گے۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: ڈائریکٹر، پروفیسر، ڈاکٹر، موسیقار، صداکار، منفرد کاروبار۔

حکمت عملی والی شخصیت

یہ شخصیت Strategic کہلاتی ہے۔ یہ شخصیت رکھنے والے افراد انتشار یا پیچیدگی کی صورت میں بہترین حل یا راستہ تلاش کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ یہ خوبی خداداد ہے جو سکھائی نہیں جا سکتی۔ یہ افراد منفرد انداز سے سوچتے ہیں جس کے باعث یہ دنیا کو ایک نئے انداز اور نئے زاویہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ جہاں لوگ مسائل میں پھنس جاتے ہیں، وہاں یہ افراد راستہ تلاش کر لیتے ہیں۔

ان کے سوچنے اور معاملات کو سمجھنے کا انداز (Thought Pattern) سب سے جدا ہوتا ہے۔ یہ افراد زندگی کے ہر لمحے اور ہر معاملے میں، مائنڈ فل ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ چیزوں کو ویسے نہیں دیکھتے، جیسی ان کے سامنے پیش کی جاتی ہیں، بلکہ وہ چیزوں کو ویسا دیکھنے کے قابل ہوتے ہیں، جیسی کہ وہ حقیقتاً ہیں۔ یہ افراد خواہشات کی بجائے حقیقت پر مبنی متبادل راستے تلاش کر لیتے ہیں۔

ان افراد کی سوچ ہر وقت ایک خاص سوال کے گرد گھومتی ہے: ''اگر ایسا ہو گیا تو کیا ہو گا؟ ٹھیک۔۔۔ اگر ویسا ہو گیا تو کیا ہو گا؟'' یہ سوال جب وہ اپنے سے بار بار کرتے ہیں تو انھیں آگے تک دیکھنے میں مدد ملتی ہے۔ اس خوبی کی وجہ سے یہ افراد اُن راستوں سے اپنی توجہ ہٹانے کے بھی قابل ہوتے ہیں جو انھیں کہیں لے جانے والے نہیں ہوتے۔ جب راستے کا تعین ہو جاتا ہے تو اپنا لائحہ عمل تیار کرتے ہیں اور اس لائحہ عمل سے لیس ہو کر اپنے ہدف کی طرف حملہ آور ہوتے ہیں۔ اس دوران بھی یہ افراد ''اگر ایسا ہو گیا تو کیا ہو گا؟ ٹھیک۔۔۔ اگر ویسا ہو گیا تو کیا ہو گا؟'' کا سوال اپنے آپ سے دہراتے رہتے ہیں۔ یہ سوال انھیں ہر بار کچھ نئے متبادل فراہم کرتا ہے اور وہ اپنے لائحہ عمل ترتیب دینے کے قابل ہوتے ہیں۔

یہ افراد فطری طور پر دور اندیش ہوتے ہیں اور اپنے مستقبل کو کہیں واضح اور بہتر جانچنے کے قابل ہوتے ہیں۔ یوں، ان کی اس صلاحیت سے لوگ بہت متاثر ہوتے ہیں۔

حکمت عملی والی شخصیت کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Strategic شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسے کیریر کا انتخاب کیجیے جہاں آپ کو اہداف مل جائیں، مگر ان کی تکمیل کا طریقہ کار آپ خود طے کرنے کا اختیار رکھتے ہوں۔

☆ اپنا پلان پوری تفصیل سے تیار کیجیے اور دوسروں کو بھی اس تفصیل سے آگاہ کیجیے تا کہ وہ آپ کے کام سے مطمئن ہوں۔

☆ اپنے وجدان پر بھروسا رکھیے۔ آپ کے اندر دُور اندیشی کی صفت پائی جاتی ہے جو آپ کو مستقبل کو کہیں بہتر اور واضح طور پر دیکھنے کے قابل کرتی ہے۔ اس سے آپ کے اندر اعتماد پیدا ہوتا ہے۔

☆ ایسے لوگوں کے قریب رہیے جو اہم کام کرتے ہیں اور لیڈر شپ کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: نفسیات، قانون، کنسلٹینٹ، سول انجینئر۔

دل جیتنے والے افراد

یہ شخصیت Woo کہلاتی ہے۔ یہ لفظ مخفف ہے، Winning Others Over کا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس شخصیت کے حامل افراد لوگوں کے دل جیتنا چاہتے ہیں۔ انھیں نئے لوگوں سے ملنا اور ان سے تعلقات بنانا بہت پسند ہے۔ اس وجہ سے یہ بہت جلد گہرے تعلقات بنا لیتے ہیں اور اپنے برتاؤ کے باعث نئے افراد بھی ان سے جلد گھل مل جاتے ہیں۔ بلکہ وہ ان سے مل کر اپنے اندر توانائی پاتے ہیں۔ بعض لوگ نئے لوگوں سے بات کرتے ہوئے شرماتے ہیں، کیوں کہ وہ اس سے پریشان رہتے ہیں کہ کیا بات کی جائے۔ مگر یہ افراد اس معاملے میں شرماتے ہیں اور نہ گھبراتے ہیں۔

یہ افراد دوسروں کے نام یاد رکھنا، ان سے سوال کرنا اور یکساں دلچسپی کے سوالات کرنا چاہتے ہیں تا کہ گفتگو شروع کی جا سکے۔ یہ صلاحیت رکھنے والوں کو بات شروع کرنے کیلئے الفاظ کی تلاش میں وقت لگتا ہے اور نہ موضوع کے انتخاب میں دقت ہوتی ہے۔ یہ جھٹ پٹ لوگوں سے گھل مل جاتے ہیں۔ اس شخصیت کو لوگوں سے ملنے، ان سے بات کرنے اور نئے روابط بنانے سے بہت خوشی ملتی ہے۔ ان افراد کیلئے نئے افراد سے ملنا، نئے کام تلاش کرنا اور نئے گروپ میں شامل ہونا بہت آسان ہوتا ہے۔

انھیں اس کام میں بہت مزہ آتا ہے۔ ان کی دنیا میں کوئی اجنبی نہیں۔ ہاں، ایسے بہت سے دوست ہیں جن سے وہ پہلے کبھی نہیں ملے۔

دل جیتنے والوں کیلئے مفید مشورے

درج ذیل ہدایات اور مشورے آپ کو آپ کی Woo شخصیت کے مطابق درست کیریر کے انتخاب میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ان پر غور کریں تو وہ کیریر منتخب کریں جو آپ کے خیال میں آپ کی شخصیت سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

☆ ایسی جاب تلاش کیجیے جس میں آپ کو دن بھر میں بہت سے نئے اور پرانے افراد سے ملنے کا موقع مل سکے۔

☆ آپ جن لوگوں کو جانتے ہیں، اُن کا مضبوط نیٹ ورک بنایئے اور مہینے بھر میں وقت نکال کر اُن سے ملتے رہیے۔

☆ مقامی رضا کار تنظیموں میں شامل ہوں اور اپنے علاقے کی سماجی تقریبات میں شرکت کیجیے۔ آپ کو آپ کی صلاحیت کو موثر تر بنانے کا خوب موقع ملے گا۔

☆ اپنے جاننے والوں کے بارے میں معلومات جمع کیجیے، جیسے ان کی تاریخ پیدائش، مشاغل اور دلچسپیاں وغیرہ۔ موقع بہ موقع انھیں ان سے اس حوالے سے رابطہ کیجیے۔

☆ اپنے جاننے والوں سے ملیں تو ان کے ذاتی اور دفتری مسائل کے بارے میں بھی ہلکا پھلکا جاننے کی کوشش کیجیے۔ اگر آپ ان کے کسی مسئلہ کو حل کرنے میں ان کی معاونت کر سکتے ہیں تو ضرور پیش کش کیجیے۔ آپ نہ صرف اپنے حلقہ احباب کو مزید قوی کریں گے، بلکہ آپ کی یہ فطری صلاحیت آپ کیلئے قربِ الٰہی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

☆ اس شخصیت کیلئے مناسب کیریر: ایونٹ مینیجر، اداکار، صداکار، کارپوریٹ ٹرینر، سیلز ریپریزنٹیٹو، کسٹمر سروس، پبلک ریلیشن آفیسر۔

ہم جس نظام تعلیم وتربیت سے گزر کر بڑے ہوتے اور عملی زندگی میں قدم رکھتے ہیں، وہاں ہمیں یہ سکھایا جاتا ہے کہ اگر تم جو چاہو، بن سکتے ہو؛ تمھیں کامیاب ہونا ہے تو دوسرے کامیاب لوگوں کی طرح کرو؛ نیز، تمہارے اندر فلاں فلاں خامیاں ہیں، اس لیے تم فلاں فلاں کام نہیں کرسکتے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ...

آپ جیسا کوئی دوسرا نہیں!

یہ وہ بنیادی نکتہ ہے کہ اگر آپ اسے سمجھ لیتے ہیں تو آپ کا اپنی تلاش کا سفر بہت آسان ہوسکتا ہے۔ دنیا بہت آگے بڑھ چکی ہے، لیکن انسان ابھی تک یہ سمجھ نہیں پایا کہ اگر وہ دنیا میں کامیاب ہونا، کچھ غیر معمولی کرنا اور خوشی کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتا ہے تو اسے سب سے زیادہ ضرورت خود کو تلاش کرنے کی ہے۔ یہ بات قدیم یونانی دانش میں بھی ملتی ہے اور اسلامی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو اولیائے کرام کی تعلیمات سے بھی یہی پیغام عیاں ہوتا ہے۔ اس لیے سب سے اہم آپ کیلئے خود آپ کی ''اپنی تلاش'' ہے۔۔۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کن خوبیوں کے ساتھ پیدا کیا ہے اور آپ کن خداداد خصوصیات سے لیس ہیں۔

''اپنی تلاش'' کا یہ اگرچہ آخری صفحہ ہے، مگر اس کے بعد آپ کے اندر کے سفر کا آغاز ہورہا ہے۔ اگر آپ فیسبک اور یوٹیوب پر Self discovery کے موضوع پر میرے لیکچرز دیکھ چکے ہیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ میں طویل عرصہ سے یونیورسٹی اور اسکول کی سطح پر، کارپوریٹ اداروں میں، حتیٰ کہ عوامی اجتماعات میں خودشناسی پر بات کرتا چلا آرہا ہوں۔ یہ موضوع اب گویا کہ میری پہچان بن چکا ہے۔ ایسا اس لیے بھی ہے کہ خود میں نے جب اپنی تلاش کرلی تو مجھے پتا چلا کہ ہمارے ہاں کا سب سے بڑا مسئلہ ہی یہ ہے کہ ہم انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعے دنیا جہاں کا حال جان جاتے ہیں، مگر اپنے آپ کو پہچاننے سے قاصر رہتے ہیں۔

''اپنی تلاش'' ابھی نامکمل ہے۔۔۔ یہ ایک سفر کا آغاز ہے۔۔۔ یہ نئی صبح میں روشنی کی پہلی کرن ہے۔ ایسی بہت سی کرنیں آپ آگے دیکھنے اور تجربہ کرنے والے ہیں۔ آپ ان صفحات کے مطالعہ سے اپنی تلاش کیلئے عازمِ سفر ہوئے ہیں۔ جب آپ اس کا مطالعہ کرلیں گے تو مجھے یقین ہے کہ آپ کے اندر کی یافت آپ کو بے چین اور بے تاب کردے گی۔۔۔ جیسے انسانی تاریخ میں ہر غیر معمولی شخص کے ساتھ اپنی تلاش کے بعد ہوا ہے۔ یہ بے چینی اور بے تابی اللہ کا انعام ہے۔ اس نعمت پر اُس رب کا شکر ادا کیجیے اور اس کتاب کے بعد اسی سلسلے کی آئندہ آنے والی کتاب کا انتظار کیجیے۔ وہ کتاب اِن شاء اللہ، آپ کو اس سفر کی اگلی منزل تک پہنچانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

قاسم علی شاہ